ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
دسمبر 2024ء جلد نمبر 25 شمارہ نمبر 12

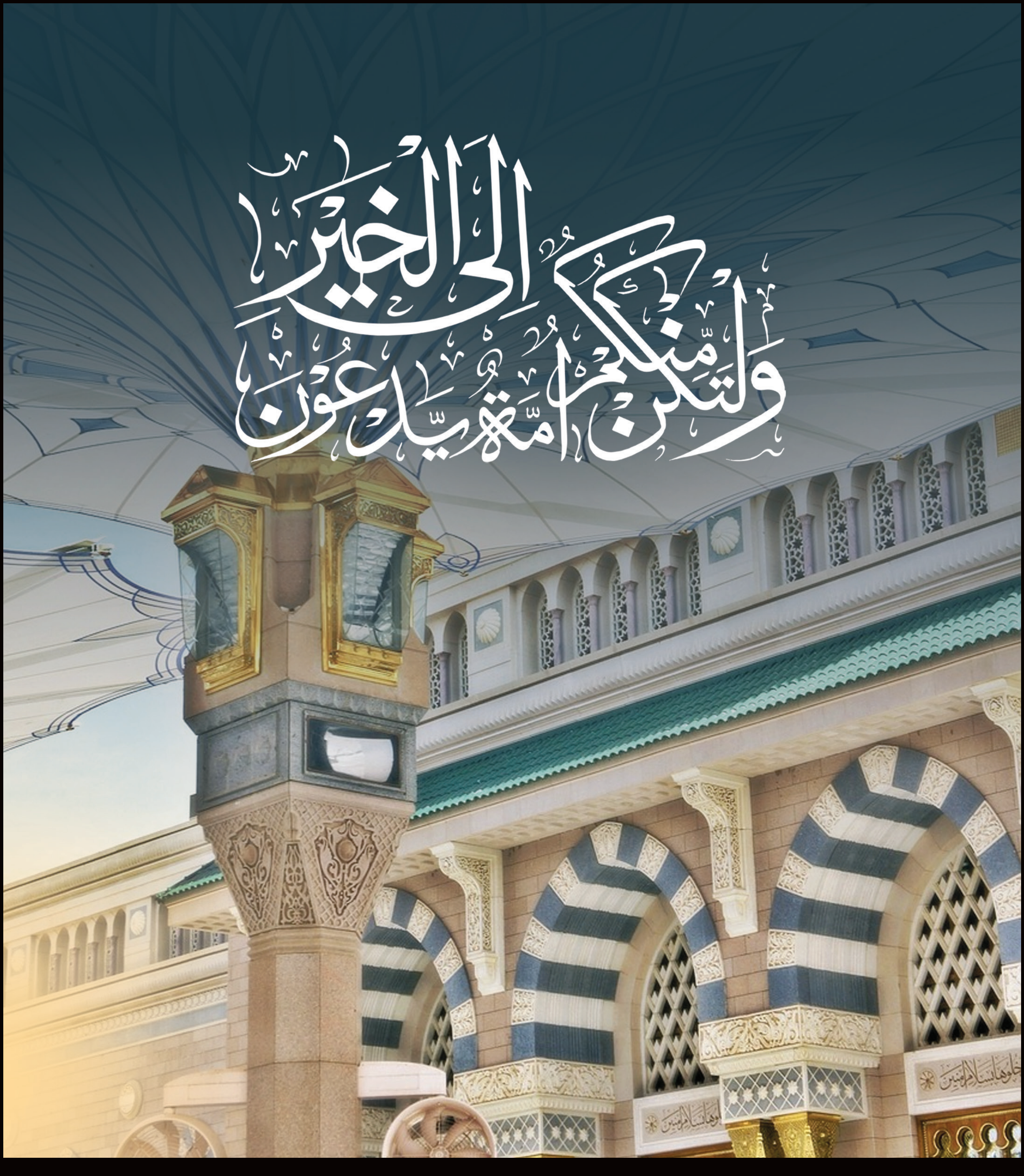

آ گئے ہیں اب خدا کے چہرہ دکھلانے کے دن

دوستو ہرگز نہیں یہ ناچ اور گانے کے دن
مشرق و مغرب میں ہیں یہ دیں کے پھیلانے کے دن

اس چمن پر جبکہ تھا دورِ خزاں وہ دن گئے
اب تو ہیں اسلام پر یارو بہار آنے کے دن

ظلمت و تاریکی و ضد و تعصب مٹ چلے
آ گئے ہیں اب خدا کے چہرہ دکھلانے کے دن

جاہ و حشمت کا زمانہ آنے کو ہے عنقریب
رہ گئے تھوڑے سے ہیں اب گالیاں کھانے کے دن

ہے بہت افسوس اب بھی گر نہ ایماں لائیں لوگ
جبکہ ہر ملک و وطن پر ہیں عذاب آنے کے دن

پیشگوئی ہو گئی پوری مسیحِ وقت کی
"پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن"

ان دنوں کیا ایسی ہی بارش ہوا کرتی تھی یاں
سچ کہو کیا تھے یہ سردی سے ٹھٹھر جانے کے دن

دوستو اب بھی کرو توبہ اگر کچھ عقل ہے
ورنہ خود سمجھائے گا وہ یار سمجھانے کے دن

درد و دکھ سے آ گئی تھی تنگ اے محمود قوم
اب مگر جاتے رہے ہیں رنج و غم کھانے کے دن

(کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، اخبار بدر۔ جلد 6۔ 28 فروری 1907ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

زمینِ قادیاں اب محترم ہے

اللہ تعالیٰ کے اذن سے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ہاتھ سے ایک جماعت کی بنیاد رکھی۔ اور آپؑ کی زندگی میں یہ جماعت ترقی کرتی چلی گئی۔ خدا تعالیٰ نے قدم قدم پر آپؑ کی راہنمائی کی اور آپؑ کے عزائم میں الوہی نصرت اور برکت کے نظارے چشمِ بینا سے پوشیدہ نہیں۔ اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی جلسہ سالانہ کا انعقاد تھا۔ آپؑ نے 1891ء میں ایک جلسے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کا اجراء فرمایا اور اس پہلے جلسے میں 75 افراد نے شرکت کی۔

اس کے ساتھ ہی یہ جلسہ ایک مستقل ادارے کی صورت اختیار کرتا گیا اور وقت کے ساتھ ساتھ دنیا کے ہر ملک میں جہاں جہاں جماعت احمدیہ کا پودا لگا، وہاں وہاں یہ جلسہ بھی منعقد ہونے لگا۔ اس کے پھیلاؤ اور تمام تر ترقی کے باوجود جماعتِ احمدیہ بانیٔ سلسلہؑ کی قائم کردہ روایات اور مقاصد کی ہمیشہ امین رہی۔ تاہم وہ جلسہ جو مسیح الزمان کی بستی میں آج بھی منعقد ہوتا ہے، اور آج بھی کم وبیش انہی ایام میں منعقد ہوتا ہے، جن میں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں منعقد ہوتا تھا، اس جلسے کی اہمیت اور کیفیت آج بھی جداگانہ ہے۔ اور کیوں نہ ہو؟ جس مٹی پر امامِ وقت کے پاؤں پڑے ہوں، جن فضاؤں میں اس نے خطاب کیا ہو، اس مٹی اور فضا میں بھی ایک برکت ہوتی ہے ۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

اس دعوے کی تصدیق کے لیے خود حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد پیشِ خدمت ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”... کامل تعلق والا دن بدن خدا تعالیٰ کے نزدیک ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ محبتِ الٰہی کی آگ میں تمام وجود اُس کا پڑ جاتا ہے اور شعلۂ نور سے قالبِ نفسانی جل کر خاک ہو جاتا ہے اور اُس کی جگہ آگ لے لیتی ہے۔ یہ انتہا اس مبارک محبّت کا ہے جو خدا سے ہوتی ہے۔ یہ امر کہ خدا تعالیٰ سے کسی کا کامل تعلق ہے، اس کی بڑی علامت یہ ہے کہ صفاتِ الٰہیہ اُس میں پیدا ہو جاتی ہیں اور بشریت کے رذائل شعلۂ نور سے جل کر ایک نئی ہستی پیدا ہوتی ہے... ہزاروں علامتیں کامل محبّت کی پیدا ہو جاتی ہیں کوئی ایک علامت نہیں ہے تا وہ ایک زیرک اور طالبِ حق پر مشتبہ ہو سکے بلکہ وہ تعلق صدہا علامتوں کے ساتھ شناخت کیا جاتا ہے“۔ (حقیقۃالوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 17)

اس کے بعد آپؑ کئی علامتیں ایسے کامل محبّ کی درج فرماتے ہیں۔ ان میں سے کچھ علامتیں ملاحظہ فرمائیے اور اس سے جلسہ سالانہ قادیان کی جداگانہ حیثیت اور شان کا اندازہ لگائیے۔

”ایسا ہی اُن کے ہاتھوں میں اور پیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دی جاتی ہے جس کی وجہ سے اُن کا پہنا ہوا کپڑا بھی متبرک ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات کسی شخص کو چھونا یا اُس کو ہاتھ لگانا اُس کے امراضِ روحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھہرتا ہے۔ اسی طرح اُن کے رہنے کے مکانات میں بھی خدائے عزّوجل ایک برکت رکھ دیتا ہے وہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے، خدا کے فرشتے اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اسی طرح اُن کے شہر یا گاؤں میں بھی ایک برکت اور خصوصیت دی جاتی ہے۔ اسی طرح اُس خاک کو بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر ان کا قدم پڑتا ہے“۔ (حقیقۃالوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 19)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اخبار احمدیہ

ماہنامہ جرمنی

جمادی الاوّل/جمادی الثانی 1446 ہجری قمری | دسمبر 2024ء | جلد نمبر 25 | شمارہ نمبر 12 | فتح 1403 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ
06	منظوم کلام: زندہ وُہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
07	خطبہ جمعہ: مالی قربانی کی اہمیت اور ثمرات
16	تعارف کتب: پیغامِ صلح
17	وقفِ جدید ایک الٰہی تحریک
21	اندھیری راتوں کو دنوں میں بدلنے والی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات
23	اے قادیاں دارالاماں
26	ایک ادبی مجلس و سالانہ عشائیہ
27	جماعتی تاجک ویب سائٹ کا افتتاح
28	عالمی کتب میلہ فرانکفرٹ
29	باندھیں گے رختِ سفر کو ہم برائے قادیاں
33	منظوم کلام: یہ مسجد مبارک، یہ قادیاں کی گلیاں
34	فرانکفرٹ میں اَمن عالم کے لئے دعا
35	1974 کے فیصلے پر خدائی پکڑ اور زوال کے پچاس سال
39	آدھی صدی کا سفر
41	حالات حاضرہ: ملکی و عالمی خبریں
42	تنظیمی سرگرمیاں: ہم احمدی انصار ہیں
44	اعلیٰ تعلیمی اعزاز حاصل کرنے والے طلباء و طالبات
48	اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ
www.akhbareahmadiyya.de
پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعیداللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

23

27

04

17

07

34

29

28

41

35

26

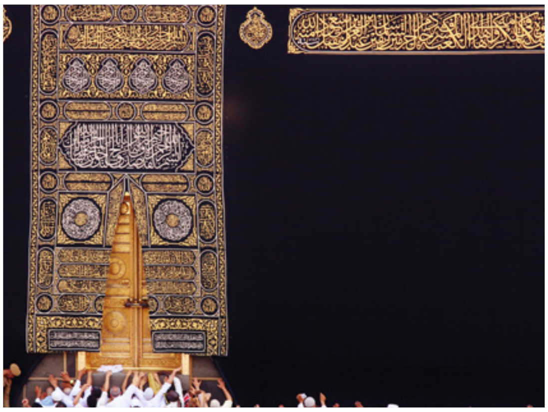

قال اللہ جلّ جلالہٗ

وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ

وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ

(آل عمران: 105)

اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بُری باتوں سے روکیں۔ اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لاَ يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا

(صحیح مسلم، کتاب العلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص ہدایت کی طرف بلائے تو اس کا اجر ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے اجر کی مانند ہوگا اور یہ ان کے اجر میں کچھ بھی کم نہ کرے گی۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’تم میں سے ہمیشہ ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو خیر اور بھلائی کی طرف دعوت کریں اور ایسی باتوں کی طرف لوگوں کو بلاویں جن کی سچائی پرعقل اور سلسلہ سماوی گواہی دیتے رہے ہیں اور ایسی باتوں سے منع کریں جن کی سچائی سے عقل اور سلسلہ سماوی انکار کرتے ہیں۔ جو لوگ یہ طریق اختیار کریں اور اس پر بنی نوع کو دینی فائدہ پہنچاتے رہیں وہی ہیں جو نجات پا گئے‘‘۔

(البلاغ، فریادِ درد، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 391)

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''اس عاجز کا ارادہ ہے کہ اشاعتِ دین اسلام کے لیے ایک ایسا احسن انتظام کیا جائے کہ ممالک ھند میں ہر جگہ ہماری طرف سے واعظ و مناظر مقرر ہوں اور بندگان خدا کو دعوت حق کریں تا حجت اسلام تمام روئے زمین پر پوری ہو۔ لیکن اس ضعف اور قلت کی حالت میں ابھی یہ ارادہ کامل طور پر انجام پذیر نہیں ہو سکتا ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 323، اشتہار 26 ؍مئی 1892ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وقت میں صحابہ محض اللہ تعالیٰ کے جلال و جبروت کے اظہار کے لیے دور دراز کے سفر کرتے تھے اور خداتعالیٰ کی رضا کو حاصل کرتے تھے۔ وہی رنگ یہاں دکھایا جاتا ہے کہ ایک جماعت کو اس نے تیار کیا ہے جو جنگلوں کو طے کرتی ہوئی اور سمندروں کو چیرتی ہوئی دور و دراز بلاد میں جائے گی اور اس کی غرض کیا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ کے جلال کا اظہار، اس کی گمشدہ توحید کو پھر دنیا پر ظاہر کرنا۔ کیسی پاک اور مبارک غرض ہے''۔ (خطبات نور صفحہ 108)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیے کہ اگر وہ ترقی کرنا چاہتی ہے تو اس کو اس قسم کے وقف جاری کرنے پڑیں گے اور چاروں طرف رشد و اصلاح کا جال پھیلانا پڑے گا یہاں تک کہ پنجاب کا کوئی گوشہ اور مقام ایسا نہ رہے جہاں رشد و اصلاح کی کوئی شاخ نہ ہو''۔

(خطبہ جمعہ 3 جنوری 1958ء روزنامہ الفضل 11 جنوری 1958ء)

''یہ کام خداتعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خداتعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لیے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں کپڑے بیچنے پڑیں، میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے خداتعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لیے فرشتے آسمان سے اتارے گا .... پس میں اتمام حجت کے لیے ایک بار پھر اعلان کرتا ہوں تا کہ مالی امداد کی طرف بھی لوگوں کو توجہ ہو اور وقف کی طرف بھی لوگوں کو توجہ ہو''۔

(الفضل 7 ؍جنوری 1958ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''خداتعالیٰ کی رحمت کے بہت سے دروازوں میں سے رحمت کا ایک دروازہ جو ہم پر کھولا گیا ہے۔ وہ وقفِ جدید کا دروازہ ہے۔ اس نظام کے ذریعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ہمارے لئے نیکیاں کرنے اور رحمتیں کمانے کا سامان پیدا کر دیا وقفِ جدید کا سال یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے۔ آج 30 ؍دسمبر ہے کل کا ایک دن بیچ میں رہ گیا ہے اس طرح نیا سال پرسوں شروع ہوگا۔ ہر نیا سال جو چڑھتا ہے وہ کچھ نئی ذمہ داریاں لے کر آتا ہے اور کچھ نئی قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے، یا قربانیوں میں کچھ زیادتی کا مطالبہ کرتا ہے اور اس کے مقابلہ میں خدا کی نئی رحمتوں کے دروازے بھی وہ کھولتا ہے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 ؍دسمبر 1966ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو خدا نے مصلح موعودؓ کا وعدہ فرمایا تھا یہ تحریک وقف جدید بھی اسی وعدے کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی گہری بصیرت حضرت مصلح موعودؓ کو عطا فرمائی تھی نیز وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ ایسے بنیادی اقدامات کرنے کی طرف بھی توجہ دلاتا رہا جو جماعت کی اصلاح میں نمایاں سنگ میل کی حیثیت رکھتے تھے اور ہمیشہ سنگ میل کی حیثیت رکھیں گے۔

چنانچہ وقف جدید کی تحریک ان کوائف اور اعداد و شمار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے لئے خود ہی لائحہ عمل ڈھالتی رہی اور متعدد ایسے طریق اختیار کئے گئے جن سے دیہی جماعتوں کی حالت سنبھلنی شروع ہو، ان کو اپنے فرائض کا احساس ہو، اپنے مقام کا احساس ہوا اور جس حد تک ممکن ہو وہ دنیا کے سامنے ایک اچھا نمونہ پیش کر سکیں۔

(خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 1010 خطبہ جمعہ 27 دسمبر 1985ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

''اب زمانہ ہے کہ ہر گاؤں میں، ہر قصبہ میں اور ہر شہر میں اور وہاں کی ہر مسجد میں ہمارا مربی اور معلّم ہونا چاہئے۔ اب اس کے لئے بہرحال جماعت کو مالی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ تبھی ہم مہیا کر سکتے ہیں۔ پھر جماعت کے افراد کو اپنی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اپنے بچوں کی قربانیاں کرنی پڑیں گی کہ ان کو اس کام کے لئے پیش کریں، وقف کریں۔ اور یہ سب ایسے ہونے چاہئیں کہ وہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر بھی قائم ہوں''۔

(خطبات مسرور جلد چہارم صفحہ 14، خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 6 جنوری 2006ء)

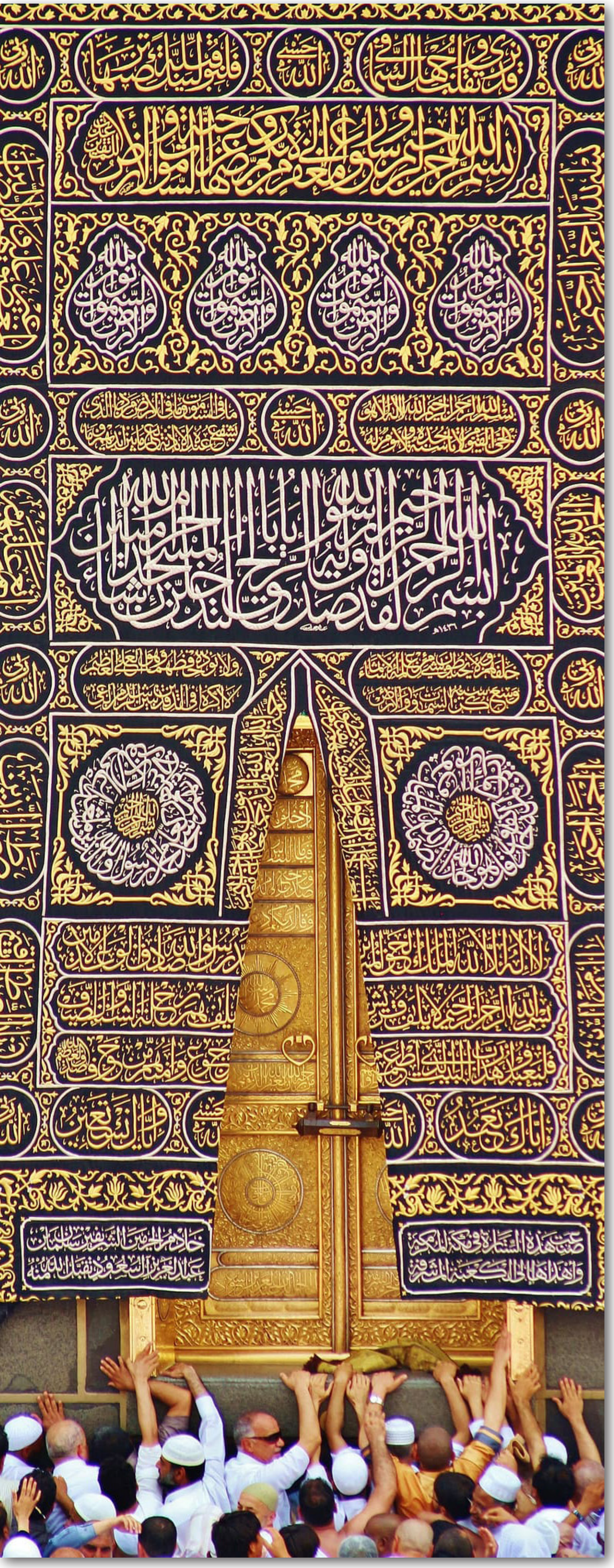

زندہ وُہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں

اَے حُبِّ جاہ والو! یہ رہنے کی جا نہیں
اِس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں

ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
نفسِ دَنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو

وہ رَہ جو ذاتِ عزّوجل کو دِکھاتی ہے
وہ رَہ جو دِل کو پاک و مطہّر بناتی ہے

وہ رہ، جو یارِ گُم شدہ کو ڈھونڈ لاتی ہے
وہ رہ جو جامِ پاک یقیں کا پلاتی ہے

اُس ذاتِ پاک سے جو کوئی دِل لگاتا ہے
آخر وہ اُس کے رحم کو ایسا ہی پاتا ہے

جب تک خدائے زندہ کی تم کو خبر نہیں
بے قید اور دلیر ہو کچھ دِل میں ڈر نہیں

عاشق جو ہیں وہ یار کو مرمر کے پاتے ہیں
جب مر گئے تو اُس کی طرف کھینچے جاتے ہیں

یہ راہ تنگ ہے پہ یہی ایک راہ ہے
دِلبر کی مرنے والوں پہ ہر دَم نگاہ ہے

زندہ وُہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں

(انتخاب از درثمین ''محاسن قرآن کریم'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

مالی قربانی کی اہمیت اور ثمرات

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 5/جنوری 2024ء کا متن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞

(الصّف آیات 11 تا 13)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے نجات دے گی؟ تم جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو، یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسی جنّتوں میں داخل کر دے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور ایسے پاکیزہ گھروں میں بھی جو ہمیشہ رہنے والی جنّتوں میں ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جیسا کہ ایک جگہ فرمایا کہ میں بھی مسیح موسوی کے قدم پر بھیجا گیا ہوں اور جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رحم اور معافی کی تعلیم دی تھی میں بھی رحم اور بخشش اور صلح اور آشتی کی اسلامی تعلیم کے ساتھ مسیح محمدی کے طور پر بھیجا گیا ہوں اور مذہبی جنگوں کے خاتمہ کے لیے آیا ہوں اور یہ زمانہ اب قرآنِ کریم کی تعلیم کی اشاعت کا زمانہ ہے۔

(ماخوذ از اربعین، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 344)

تلوار کے جہاد کا اب زمانہ نہیں ہے لیکن اسلامی تعلیم کو پھیلانے کے لیے قلم کا جہاد اور تبلیغ کا جہاد جاری ہے اور اس جہاد کے جاری رکھنے کے لیے بھی جان، مال، وقت، عزت کی قربانی کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح اسلام کے ابتدا میں قربانیوں کی ضرورت تھی۔

یہ زمانہ جبکہ معاشی برتری حاصل کرنے کے لیے دنیا میں انتہائی کوشش ہو رہی ہے۔ دین کو تو لوگ بھول بیٹھے ہیں، دنیا کی طرف رغبت زیادہ ہے۔ تجارتوں میں برتری اور دنیاوی آسائشوں کے حصول کے لیے دنیا اپنی توجہ انتہا تک پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ایسے میں دین کی اشاعت کے لیے قربانیاں ہی اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا ذریعہ اور کامیاب تجارت ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے جو میں نے تلاوت کی ہیں۔ پس یہ زمانہ جو مسیح موعودؑ کا زمانہ ہے اس

زمانے میں خاص طور پر مالی جہاد ایک اہم کام ہے اور اس سے پھر نفس کی قربانی کی بھی تحریص پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب بھی حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کی طرف قرآنِ کریم میں کئی جگہ توجہ دلائی ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (الحدید:11) اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سب کچھ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ وہ تمہیں دیتا ہے اور پھر جزا کے لیے تمہیں یہ کہتا ہے کہ اس کے راستے میں خرچ کرو۔ پس اگر ایمان ہے، اگر قرآنِ کریم میں ایک جگہ فرماتا ہے کہ وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ (البقرۃ:266) اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لیے خرچ کرتے ہیں ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے، اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے

پھر اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو بغیر نوازے نہیں چھوڑتا بلکہ بسا اوقات وہ اتنی جلدی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن جاتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور یہ بات ان کے لیے ازدیادِ ایمان کا باعث بنتی ہے۔ پس کبھی یہ بات کسی کمزور احمدی کے دل میں بھی نہیں آنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نیک نیتی سے کی گئی قربانی کو نوازتا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے لامحدود ہیں۔ اس کو ہمارے چند پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ قربانیاں جو اللہ تعالیٰ مانگتا ہے یہ تو وہ ہمیں مزید فضلوں کا وارث بنانے کے لیے موقع میسر فرماتا ہے۔

اگر ایمان ہے، اگر اللہ تعالیٰ پر یقین ہے تو پھر اس کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے راستے میں قربانیاں کرو

اللہ تعالیٰ پر یقین ہے تو پھر اس کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے راستے میں قربانیاں کرو۔

پھر ایک جگہ تنبیہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرۃ:196) اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ پس اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے دیے ہوئے مال سے خرچ نہ کرنے والے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔

آج کل یہ مالی جہاد ہی ہے جو نفس کے جہاد کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔ انسان اپنی بہت سی خواہشات کو پس پشت ڈال کر

تو شبنم ہی بہت ہے۔ اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہی ہیں جو دین کی خاطر مالی قربانی کرنے کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ یہ شبنم کی طرح تھوڑی تھوڑی رقمیں بھی دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو بے انتہا پھل لگاتا ہے۔ جماعتی ترقیات اسی کی گواہ ہیں۔ غریب لوگ ہیں جو معمولی سی قربانی کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ بے انتہا پھل لگاتا ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ خاص طور پر غریب احمدی اور تھوڑے وسائل رکھنے والے احمدی زیادہ قربانی کرتے ہیں۔ اس کی بہت سی مثالیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت میں یہ قربانی کی روح ایسی پیدا کی ہے کہ آپؑ کے زمانے سے لے کر آج تک یہ نظارے ہمیں نظر آتے ہیں کہ افراد جماعت اپنی ضرورتوں کو پس پشت ڈال کر جماعتی ضروریات کے لیے اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں اور یہی ترقی کرنے والی قوموں کا طریقہ ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ پھر فضل بھی فرماتا ہے۔ یہ ماننے والے اس بات کا ادراک رکھنے والے ہیں جو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور ہی خرچ کرنے کی استطاعت ہو۔ (صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ حدیث 1417)

انسان اپنی بہت سی خواہشات کو پس پشت ڈال کر دین کی ترقی کی خاطر قربانیاں دیتا ہے تو یہ نفس کا جہاد ہے

دین کی ترقی کی خاطر قربانیاں دیتا ہے تو یہ نفس کا جہاد ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے اسے اور اس کی نسل کو بے شمار فضلوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا ادھار نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی تجارت کی خبر دی ہے جو دنیا اور آخرت کے فائدوں پر منتج ہے اور عذاب سے بچانے والی تجارت ہے۔ دنیاوی تجارتیں تو صرف دنیاوی فائدوں کے لیے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے کی ہوئی تجارت دنیا و آخرت دونوں کے انعامات کا مستحق بناتی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کسی کا ادھار نہیں رکھتا۔ نیک نیتی سے اس کی راہ میں کی گئی قربانی کو وہ کئی گنا بڑھا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

ہیں، میں وقتاً فوقتاً بیان کرتا بھی رہتا ہوں، آج بھی بیان کروں گا۔ یہ مثالیں زیادہ آسودہ حال احمدیوں کو اس طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئیں کہ وہ دیکھیں کہ ان کے معیار کیا ہیں۔ غریب احمدی تو جب اپنی مالی قربانی کرتا ہے تو وہ اپنے نفس کا اور اپنی جان کا جہاد کر رہا ہوتا ہے۔

افریقہ میں قربانی کرنے والے بے شمار ایسے احمدی ہیں، پاکستان میں ایسے ہیں، ہندوستان میں بھی ایسے ہیں جو اپنی روٹی قربان کر کے، بھوکا رہ کر مالی قربانی کرتے ہیں۔ اپنی یا اپنے بچوں کی بیماری کی صورت میں دوائیوں پر خرچ کرنے کی بجائے چندے کی ادائیگی کو ترجیح دیتے ہیں اور

بے شک آدھی کھجور دینے کی ہی تمہاری توفیق ہے تو دو جس سے آگ سے بچو۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ بخل سے بچو۔ یہ بخل ہی ہے جس نے پہلی قوموں کو ہلاک کیا تھا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب فی الشح حدیث 1698)

صحابہؓ کا تو یہ حال تھا کہ کہتے ہیں کہ جب بھی آنحضرت ﷺ کی مالی تحریک ہوتی تھی ہم بازار جاتے تھے، مزدوری کرتے تھے اور تھوڑی سی بھی کوئی مزدوری ملتی تھی تو وہ کمائی لا کر آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔ (صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ حدیث 1416)

ایسی ہی قربانی کرنے والے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے غلامِ صادق کو بھی عطا فرمائے ہیں۔ ان کی بے شمار مثالیں ہیں۔ تاریخ میں ایسے بھائیوں کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے ایسی قربانیاں کیں کہ حیرت ہوتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان کا ذکر فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''مَیں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روز مزدوری کرتے ہیں سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہو گا مگر لِلّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا''۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 313-314 بقیہ حاشیہ)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہی ہیں جو دین کی خاطر مالی قربانی کرنے کی اہمیت کو سمجھتے ہیں

پس جماعت کی تاریخ میں ان قربانی کرنے والوں کے نام محفوظ ہیں۔ یہ لوگ جو خدا کی رضا حاصل کرنے کا ایک خاص جوش رکھتے تھے خواہ انہوں نے معمولی قربانیاں کیں یا زیادہ، ان کا نام مسیح موعودؑ کے مشن کے مددگاروں میں شامل ہو گیا، تاریخ نے محفوظ کر لیا۔ ایک اَور بزرگ کا بھی ذکر کر دوں۔ یہ معذور اور غریب تھے ان کا نام حافظ معین الدین صاحب تھا۔ ان کی طبیعت میں بڑا جوش تھا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کریں، اس کے لیے قربانی کریں حالانکہ بڑی تنگی میں گزارہ کرتے تھے اور بوجہ معذوری کے ان کا کوئی کام بھی نہیں تھا۔ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پرانا خادم سمجھ کر کچھ تحفہ دے دیا کرتے تھے لیکن حافظ صاحب کا یہ اصول تھا کہ وہ اس طرح کی رقم جو تحفے کے طور پر انہیں ملتی تھی کبھی اپنی ذاتی ضروریات پر خرچ نہیں کرتے تھے بلکہ اس کو سلسلہ کی خدمت کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا کرتے تھے اور کبھی کوئی ایسی تحریک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے نہیں ہوئی جس میں انہوں نے حصہ نہ لیا ہو۔ چاہے وہ ایک پیسہ ڈال کر حصہ لیتے لیکن حصہ ضرور لیتے۔ اب ایک پیسہ اس زمانے میں ایک penny کے برابر آپ سمجھ لیں لیکن بہرحال حصہ لیتے۔

ان کے حالات کے مطابق یہ معمولی قربانی بھی غیر معمولی قربانی تھی اور بعض دفعہ یہ بھی ہوتا تھا کہ حافظ صاحب بھوکے رہ کر بھی یہ خدمت کیا کرتے تھے۔

(ماخوذ از اصحاب احمد جلد 13 صفحہ 293)

یہ لوگ تھے جو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے، سب کچھ قربان کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ ان لوگوں کی قربانیوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیار کی نظر سے دیکھا اور وہ پھل لگائے جو آج ان کی نسلیں بھی کھا رہی ہیں۔ پس وہ لوگ جو ان پرانے بزرگوں کی اور صحابہ کی اولاد ہیں ہمیشہ اس بات کو سامنے رکھیں کہ آج اگر ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں تو ان لوگوں کی قربانیوں کی وجہ سے ہیں۔

غریب احمدی تو جب اپنی مالی قربانی کرتا ہے تو وہ اپنے نفس کا اور اپنی جان کا جہاد کر رہا ہوتا ہے

جن کو اللہ تعالیٰ نے کشائش عطا فرمائی ہے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا سلسلہ کی خدمت کے لیے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے ان کے قربانیوں کے معیار اس سوچ کے ساتھ بڑھ رہے ہیں جو ان کے بزرگوں کی سوچیں تھیں۔ آج بھی جماعت احمدیہ میں غریبوں کی اکثریت ہے جو قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کرتی ہے۔ پس جو جماعت میں کمائی کے بلند معیار پر ہیں انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اخلاص سے کی گئی قربانی کی قدر کرتے ہیں جیسا کہ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ایک درہم ایک لاکھ درہم کے مقابلے میں آج سبقت لے گیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ کس طرح؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس دو درہم تھے، اس نے ایک درہم کی قربانی کر دی اور ایک دوسرے شخص کے پاس بے شمار دولت اور جائیداد تھی، اس میں سے اس نے ایک لاکھ درہم کی قربانی کی۔ (سنن النسائی کتاب الزکاۃ باب جہد المقل حدیث 2528)

بظاہر یہ ایک لاکھ درہم بہت بڑی رقم ہے لیکن اس غریب کی قربانی کے جذبے کے مقابلے میں اس ایک لاکھ درہم کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں تھی۔ پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا معیار جذبے اور نسبت کا ہے، مقدار کا نہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ جماعت غریبوں سے چندے لیتی ہے۔ بعض لوگ مجھے بعض دفعہ ایسے بھی لکھ دیتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ یہ لوگ اصل میں دل میں خِسّت رکھتے ہیں۔ ان کی اپنی دنیاوی ترجیحات ہیں اور اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے دوسروں کا نام لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی اکثریت آج ایسی ہے کہ قربانی کرنے والی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ کی قربانیوں کو سامنے رکھتے ہوئے خود بھی قربانی کرنا چاہتے ہیں اور بغیر کہے کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے مخلصین کی قربانیوں پر عمل کرتے ہوئے آج بھی ایسی مثالیں ہیں جو ہمیں نظر آتی ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا رپورٹس میں ذکر ہوتا ہے۔ مَیں بیان کرتا بھی رہتا ہوں۔ حیرت انگیز طور پر مالی قربانی کرتے ہیں۔ افریقہ کے دُور دراز ممالک میں رہنے والے مخلصین جو دنیا میں اشاعت اسلام اور دین کے غلبہ کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مددگار اور معاون بننا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس

ارشاد کو اپنے سامنے رکھ کر قربانیاں کرتے ہیں جس میں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''تمہارے لیے ممکن نہیں ہے کہ مال سے بھی محبّت کرو اور خدا سے بھی۔صرف ایک سے محبّت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبّت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبّت کرکے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 497)

تمہارے لیے ممکن نہیں ہے کہ مال سے بھی محبّت کرو اور خدا سے بھی۔صرف ایک سے محبّت کر سکتے ہو

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ آج بھی ہم اس کے نظارے دیکھتے ہیں کہ کس طرح لوگوں نے خدا کی راہ میں دیا اور کس طرح فوری خدا نے انہیں لوٹا دیا۔ ایک ہی جگہ، ایک ہی ماحول میں کام کرنے والے ہیں لیکن احمدی کے مال میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرماتا ہے اور دوسرے کو وہ برکت نہیں ملتی اور یہ باتیں پھر ان کے ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا ان مخلصین کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا

ریپبلک آف سینٹرل افریقہ میں وُدَمبالا (Vdambala) ایک جگہ ہے۔ وہاں ایک نومبائع عیسیٰ صاحب ہیں۔ کہتے ہیں میں نے نو مہینے پہلے بیعت کی تھی اور 2016ء سے میرے پاس ایک پلاٹ تھا جو میں نے گھر بنانے کے لیے خریدا تھا لیکن رقم نہیں اکٹھی ہو رہی تھی کہ گھر بنا سکوں۔ جماعت میں مَیں شامل ہوا ہوں۔ چندے کی اہمیت اور برکات کے بارے میں سنتا رہا۔ جو بھی خدا کی راہ میں تھوڑی سی قربانی کر سکتا تھا کرتا تھا اور یہی سنتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس سے کام آسان کرتا ہے اور اموال و نفوس میں ترقی بھی دیتا ہے۔ بہرحال کہتے ہیں میرے دل میں خیال آیا کہ جب ہم غیر احمدی تھے تو ہم نے ایک دفعہ بھی خدا کی راہ میں چندہ نہیں دیا اور نہ ہی اس بارے میں ہمیں کسی نے تحریک کی تو کہتے ہیں اب تحریک ہوئی۔ نومبائعین سے عموماً تحریک جدید اور وقف جدید کے چندوں کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ مجھے کہا گیا تو میں نے وقف جدید میں پندرہ سو سیفا ادا کر دیا اور خدا تعالیٰ نے اس کا اجر اس طرح دیا کہ ایک دوست نے گھر کے لیے دس ہزار اینٹیں بنانے کی پیشکش کر دی اور پھر اینٹیں بنوا بھی دیں۔ وہاں خود بنائی جاتی ہیں۔ سیمنٹ سے بلاک بنائے جاتے ہیں۔ اس طرح گھر کی تعمیر شروع ہوگئی جس کا کئی سال سے انتظار تھا اور پھر گھر مکمل بھی ہوگیا۔ یہ کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوا ہے ورنہ میرے اندر تو یہ طاقت نہیں تھی اور میرے لیے ناممکن تھا۔

قزاقستان سابقہ روسی ممالک میں سے ایک سٹیٹ ہے۔ وہاں ایک دوست داورین صاحب کہتے ہیں۔ چند دن قبل مجھے معلّم صاحب کا پیغام ملا کہ اس سال آپ کی اہلیہ کا وقفِ جدید کا چندہ بہت کم ہے اور لسٹ کے آخر میں ہے۔ اگر ممکن ہو تو کم از کم پانچ ہزار تنگے (Tenge) ادا کر دیں۔ میں نے سوچا کہ اس وقت میری اہلیہ امید سے ہے۔ اس کا آپریشن بھی ہونا ہے بہتر ہے کہ میں پندرہ ہزار تنگے ادا کر دوں۔ جیسے ہی میں نے رقم بھیجی۔ تقریباً بیس منٹ کے بعد مجھے سکول کی طرف سے اطلاع ملی کہ چونکہ میں ایک یتیم کی کفالت بھی کرتا ہوں اور میرے بچے بھی زیادہ ہیں اس لیے وہاں کی حکومت نے مجھے ایک لاکھ تنگے ادا کیے جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس طرح میرے لیے تو یہ ایمان کا باعث بنا کہ اللہ تعالیٰ نے فوری طور پر مجھے لوٹا دیا۔

پھر قرغیزستان ایک اَور سٹیٹ ہے۔ وہاں کے ایک دوست عُزمت صاحب ہیں۔ گولڈ مائن میں کام کرتے ہیں اور چھ مہینے کے بعد چندہ ادا کرتے رہتے تھے۔ جب گذشتہ سال انہوں نے دوسری ششماہی کا چندہ ادا کیا تو شرح سے زائد چھ ہزار قرغیز سُم (Kyrgyzstani som) ان کی جو کرنسی ہے وہ اس میں ادا کر دی۔ پوچھنے پہ کہنے لگے کہ چونکہ پوری دنیا میں مہنگائی ہوئی ہے جس کی وجہ سے جماعتی اخراجات میں بھی زیادتی ہوئی ہوگی اس لیے میں شرح سے بڑھا کر اپنا چندہ ادا کر رہا ہوں۔ اس سال بھی انہوں نے جب پہلی ششماہی کا چندہ ادا کیا تو مزید چھ ہزار سُم بڑھا کر چندہ ادا کیا۔ اس طرح تقریباً انہوں نے چالیس فیصد سے زائد چندہ ادا کر دیا۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کی رضا چاہنے کی مثالیں ہیں۔ کسی نے ان کو تحریک نہیں کی لیکن ضرورتوں کے پیشِ نظر خود ہی انہوں نے کوشش کی کہ میں بڑھ چڑھ کر ادا کروں۔

لوگ کہتے ہیں کیوں مانگتے ہو؟ ہم نہیں مانگتے۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کا پیغام آگے پہنچاتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں قربانیاں کرو۔

فلپائن ایک اَور ملک، دُور دراز کا علاقہ، وہاں کے مبلغ کہتے ہیں کہ خدام الاحمدیہ کے صدر نے بیان کیا کہ میں نے وعدہ کے مطابق وقفِ جدید کی ادائیگی تو کر دی تھی لیکن مالی سال ختم ہو رہا تھا۔ دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ وعدے سے بڑھ کر ادائیگی کرنی چاہیے۔ چنانچہ میں نے اپنے مرحوم والد، والدہ اور سسر کے نام پر بھی ایک ہزار پیسو (peso) چندہ وقفِ جدید کی ادائیگی کر دی۔ ان دنوں میں مقامی میونسپلٹی کے دفتر میں رِسک ریڈکشن مینیجر (risk reduction manager) کے طور پر کانٹریکٹ پر کام کر رہا تھا۔ نئے سال کی چھٹیوں کے بعد جیسے ہی کام پہ گیا تو مقامی میئر نے میری نوکری پکی کر دی اور میری تنخواہ بھی دگنی کر دی جبکہ میں گذشتہ چار سال سے کنٹریکٹ پہ کام کر رہا تھا اور بار بار درخواست کے باوجود بھی میری نوکری پکی نہیں ہوتی تھی۔ اب کہتے ہیں مجھے بھی یقین ہے کہ یہ جو قربانی میں نے کی ہے اسی

کا ثمر ہے اور یقیناً خدا تعالیٰ ہمارے وہم و گمان سے بھی بڑھ کر دینے والا ہے۔

کیمرون افریقہ کا ایک ملک ہے۔ وہاں کے مربی کہتے ہیں کہ ایک نوجوان یوسف صاحب ہیں۔ انہوں نے احمدیت قبول کی ہے۔ غریب آدمی ہیں۔ موٹر سائیکل پر سواریاں اٹھاتے ہیں۔ محمد یوسف صاحب کہتے ہیں کہ جب سے میں نے احمدیت قبول کی ہے اور مربی کے کہنے پر تھوڑا بہت چندہ دینا شروع کیا ہے میرے حالات بدلنے شروع ہو گئے ہیں۔ میرا دل بہت مطمئن ہے اور میری زندگی میں چیزیں آسان ہو گئی ہیں۔

فصل روک لیتے ہیں تاکہ انہیں زیادہ قیمت ملے۔ تمہاری ایمانداری کا انعام ملا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری نیت کا پھل دیا ہے تاکہ میں بآسانی اس کی راہ میں قربانی کر سکوں۔

قرغیزستان سے ایک دوست ہیں رَوزَا مَامَتْ (Rozamamat) صاحب۔ چندہ وقفِ جدید کے بارے میں ہی کہتے ہیں کہ یہ بہت اہمیت کا حامل ہے اور اس سے میرا تعارف بھی بہت دلچسپ ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں جماعتِ احمدیہ سے متعارف ہوا تو میں نے مبلغ سے پوچھا کہ جماعت کے سارے اخراجات کون ادا

میں بیچ کر اپنا خدا سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا اور وقفِ جدید کا چندہ ادا کر دیا۔ بڑی معمولی سی چیز تھی۔ یہ وہی مثالیں ہیں جو صحابہؓ بازار میں جا کے کام کرتے تھے یا حافظ صاحب جو بھی تحفہ ملتا وہ دے دیا کرتے تھے۔

اسی طرح ایک ممبر حمزہ صاحب کے پاس وقفِ جدید کا چندہ دینے کے لیے پیسے نہیں تھے۔ ان کے پاس اپنی مرغیاں تھیں۔ انہوں نے نو مرغیاں بیچ کے چندہ ادا کر دیا۔ یہ غریب لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر قربانی کرتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو پرانے بزرگوں کی یاد بھی تازہ کرتے ہیں۔

یقیناً خدا تعالیٰ ہمارے وہم و گمان سے بھی بڑھ کر دینے والا ہے

اصل چیز دل کا اطمینان ہے۔ کہتے ہیں چندہ دینے سے میرا دل بھی مطمئن ہے۔ میں نے اب ارادہ کیا ہے کہ صرف وقفِ جدید نہیں بلکہ تمام ضروری چندوں میں حصہ لوں گا کیونکہ اس میں میرے لیے اور میری فیملی کے لیے برکت ہے۔ یہ امام مہدی علیہ السلام کی برکت ہے کہ مجھے روحانی سکون ملا ہے اور میں بہت خوش اور مطمئن ہوں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ مددگار پیدا کرتا ہے۔

تنزانیہ مشرقی افریقہ کا ایک ملک ہے۔ رُوُوما (Ruvuma) ریجن کے ایک نوجوان ملاوے صاحب ہیں۔ کہتے ہیں میری عمر ستائیس سال ہے۔ میں نے چندے

کرتا ہے؟ انہوں نے مجھے تفصیل بتائی کہ جماعت کے کیا کام ہیں۔ خلافت کا نظام ہے۔ پھر مختلف تحریکات ہیں۔ وقفِ جدید اور دوسری مالی قربانیاں ہیں۔ ان کے بارے میں بتایا تو کہتے ہیں اس سے پہلے میں نے اس قسم کے مالی نظام کے بارے میں نہ کبھی دیکھا تھا نہ سنا تھا۔ میں نے پہلی بار نظام کی یہ باتیں سنی تھیں۔ پھر میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دَور میں بیعت کرنے کے بعد ہر مہینے چندہ دینا شروع کر دیا اور ساری زندگی چندے کی بے انتہا برکات دیکھیں۔ جماعت میں شامل ہونے سے پہلے میں اپنی فیملی کے ساتھ کرائے کے فلیٹ

انڈونیشیا کے ایک دوست ایمان ہدایت صاحب ہیں۔ کہتے ہیں میں پیدائشی احمدی ہوں۔ پہلے تو میں صرف ایک ممبر کے طور پر ہی چندہ ادا کیا کرتا تھا۔ ایک عادت پڑ گئی تھی کہ احمدی ہوں، چندہ دینا ہے۔ تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتا تھا۔ اس پر میرے تمام بھائیوں نے دونوں تحریکات کے حوالے سے مجھے توجہ دلائی کہ صرف جماعت احمدیہ کا ممبر ہونے کی وجہ سے چندہ نہیں دیتے بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لیے مالی قربانی میں حصہ لیتے ہیں۔ کہتے ہیں چنانچہ میرے اندر بھی تحریکِ جدید اور وقفِ جدید میں حصہ

اللہ تعالیٰ کا قول کہ اگر تم چل کر میرے قریب آؤ گے تو میں تمہارے پاس دوڑ کے آؤں گا اس کو میں نے چندے کی برکت سے پورے ہوتے دیکھا

کی بہت برکات دیکھی ہیں۔ کھیتی باڑی کرتا ہوں۔ کہتے ہیں اس سال وقفِ جدید کے چندے کی ادائیگی کرنے کی نیت سے میں نے اپنی فصل متعلقہ ادارے میں جلدی جمع کرا دی اور جو فصل ہوئی اس کو حکومت کو بیچ دیا۔ کہتے ہیں اگر میں کچھ دن اَور انتظار کرتا تو ممکن تھا کہ میری فصل کی زیادہ قیمت مل جاتی لیکن میں چندہ نہ ادا کر سکتا۔ وقت گزر جانا تھا۔ بہرحال کہتے ہیں کہ میں نے جب ادارے سے رابطہ کیا تو ان دنوں کسانوں کو جو فصل کی قیمت مل رہی تھی اس سے مجھے زیادہ قیمت مل گئی جس سے میں نے چندہ وقفِ جدید ادا کر دیا۔ اس ادارے نے کہا کہ لوگ اپنی

میں رہتا تھا۔ ہم بڑی مشکل کی زندگی گزار رہے تھے مختلف جگہوں پر کام کیا۔ کسمپرسی کی حالت تھی۔ نہ جائیداد تھی نہ مستقل آمد تھی۔ چندے کی برکات سے الحمد للہ اب میں نے ایک پورا گھر تعمیر کر لیا ہے۔ اس وقت میرا روزگار مستقل نوعیت کا ہے۔ کام بھی مشکل نہیں اور تنخواہ بھی اچھی ہے۔ یہ سب چندے کی بدولت اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہے۔

ٹوگو مغربی افریقہ کا ایک ملک ہے۔ وہاں کے مبلغ انچارج کہتے ہیں کہ ایک احمدی خاتون کے پاس چندہ وقفِ جدید کی رقم موجود نہیں تھی۔ انہوں نے اپنے گھر کے استعمال کے لیے سبزی اگائی ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ سبزی بازار

لینے میں دلچسپی پیدا ہوئی اور میں نے دونوں تحریکات میں مالی قربانی شروع کر دی اور ان میں حصہ لینے کے بعد میں نے اپنی زندگی میں بہت بڑی تبدیلی محسوس کی۔ میں خود کو اللہ تعالیٰ کے قریب محسوس کرتا ہوں۔ مجھے جماعتی ذمہ داری بھی دے دی گئی ہے۔ اسی طرح رزق کے معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی محبّت کا اظہار کیا۔ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا قول کہ اگر تم چل کر میرے قریب آؤ گے تو میں تمہارے پاس دوڑ کے آؤں گا اس کو میں نے چندے کی برکت سے پورے ہوتے دیکھا۔

میلبرن آسٹریلیا سے ایک دوست اپنا واقعہ لکھتے ہیں کہ وقفِ جدید کے مالی سال کے اختتام سے چند ہفتے قبل تحریک کی گئی کہ جو لوگ مالی طور پر مستحکم ہیں وہ وقفِ جدید میں کم از کم پانچ ہزار ڈالر کی ادائیگی کریں۔ کہتے ہیں میں نے وقفِ جدید کے لیے چار ہزار ڈالر ادا کیے تھے۔ میرے پاس پانچ ہزار ڈالر نہیں تھے لیکن میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ مجھے وقفِ جدید کے لیے پانچ ہزار ڈالر کی قربانی پیش کرنی چاہیے۔ چنانچہ جمعہ سے واپسی پر میں نے دعا کرنی شروع کی۔ اب یہ اچھے حالات میں سے آدھی رقم میں ادا کروں گا۔ لیکن میں نے اسے کہا کہ اَور بھی کئی خیراتی کام ہیں جن میں وہ حصہ ڈال سکتا ہے۔ یہ پانچ ہزار تو وقفِ جدید کا ہے۔ یہ تو میں نے خود ہی دینا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے میری دعا اور خواہش کو قبول کرتے ہوئے مجھ پہ احسان فرمایا۔

فجی بھی ایک دُور دراز کا علاقہ ہے۔ وہاں نومبائع ظینل بیگ صاحب ہیں۔ دو تین سال قبل انہوں نے بیعت کی ہے۔ ابتدائی طور پر جب ان کو تحریکات میں شامل کیا گیا تو معمولی رقم کا وعدہ تھا۔ پھر کچھ عرصہ بعد پیسے دیتا تو زندگی میں کوئی فرق نہیں پڑا لیکن جب سے میں نے جماعت میں آ کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانی شروع کی ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے ذریعہ سے میری ضروریات پوری کر دیتا ہے کہ میں حیران رہ جاتا ہوں۔

بعض اوقات پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے اور اچانک کوئی آ جاتا ہے اور پیسے پکڑا دیتا ہے۔ کبھی کھانے کی کمی ہوتی ہے تو گھر بیٹھے ہی اللہ تعالیٰ کسی کے ذریعہ ضرورت پوری کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سائمن صاحب اپنی استعداد سے بڑھ کر مالی قربانی کرتے ہیں۔

یہ چندہ ہم خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے دیتے ہیں، کوئی ٹیکس نہیں

میں تھے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں تھا۔ ایک لگن تھی، خواہش تھی۔ ان کو دعا کی طرف تحریک پیدا ہوئی تو کہتے ہیں: میں نے دعا کی۔ مَیں بزنس کرتا ہوں۔ چھوٹا موٹا بزنس ہے۔ ایک روز میں آفس میں تھوڑی دیر کے بریک کے لیے باہر نکلا اور یہ دعا بھی کرتا رہا کہ میں اس چندے میں کس طرح حصہ ڈالوں؟ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے۔ کہتے ہیں جب میں دفتر میں واپس آیا تو میرا بزنس پارٹنر جو کہ عیسائی ہے میرے دفتر میں آیا اور دروازہ بند کر دیا اور بڑی خوشی سے ہاتھ ملایا اور کہا کہ ایک بڑی خبر ہے۔ مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہنے لگا کہ ایک نئے کاروبار کے لیے ایک گاہک نے سیٹ اپ کی درخواست کی ہے اور اس کی فیس تیس ہزار ہے جس میں سے پندرہ پندرہ ہزار ہم دونوں کے حصہ میں آئیں گے۔ کہتے ہیں میں نے فوراً سمجھ لیا کہ میری دعا قبول ہوگئی ہے۔ میں نے اپنے بزنس پارٹنر کو بتایا کہ میں کیا دعا کر رہا تھا اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کا جواب دیا ہے۔ اس پر وہ پارٹنر بھی کہنے لگا کہ چیریٹی کے لیے پانچ ہزار ڈالر کی رقم بہت زیادہ ہے۔ پھر کہنے لگا تمہاری دعا کی وجہ سے مجھے بھی یہ فائدہ ہوا ہے اس لیے میں بھی حصہ ڈالوں گا۔ یہ رقم تو تم نے ادا کرنی ہے اس

چندہ عام میں بھی شامل کیا گیا اور نظام کی اہمیت کا بھی ان کو پتہ لگا لیکن اس سال میرے خطبات سن کے موصوف نے از خود ہی اپنے وعدے جو ہیں تحریکِ جدید وقفِ جدید میں بڑھا دیے اور دس گنا اضافہ کر دیا اور ادائیگی بھی کر دی۔ پھر چندہ عام کے حوالے سے انہوں نے بتایا کہ ہفتہ وار انکم پر چندہ عام کی بھی 1/16 کی شرح کے مطابق ادائیگی کا وعدہ کیا اور باقاعدگی سے ہر ہفتہ اپنی تنخواہ سے تمام چندہ جات کی ادائیگی آ کے کر جاتے تھے۔ یہ نومبائع بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے چندہ میں اضافہ کیا ہے مجھے ملازمت میں ترقی ملی ہے

تنزانیہ کے امیر صاحب کہتے ہیں کہ ایک دوست بشیر صاحب نے وقفِ جدید میں اپنا اور اپنی فیملی کا چالیس ہزار شلنگ چندہ ادا کیا۔ ان کی اہلیہ نے دریافت کیا کہ گھر کے حالات اتنے اچھے نہیں ہیں پھر بھی اتنی بڑی رقم چندے میں کیوں دے دی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ فکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں مالی قربانی کرنے والے کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ ضرور اسے بڑھا کر لَوٹائے گا۔ چنانچہ چند دن میں ہی انہیں دو تین مختلف ذرائع سے ایسا کام مل گیا کہ نہ صرف چندے میں ادا کی گئی رقم واپس آ گئی بلکہ اس سے زیادہ آمد ہوئی۔ کہتے ہیں

جب سے میں نے چندہ میں اضافہ کیا ہے مجھے ملازمت میں ترقی ملی ہے

اور کہتے ہیں جنوری 2024ء سے تنخواہ میں مزید اضافہ ہو جائے گا ان شاء اللہ۔ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے چندے کی برکت جاننی ہے تو وہ مجھ سے پوچھے۔

مائیکرونیشیا کے مبلغ ہینسر جمیل صاحب۔ کہتے ہیں یہاں ایک نومبائع سائمن صاحب ہیں مالی قربانی کے حوالے سے ان کو توجہ دلائی گئی اور بتایا گیا کہ یہ چندہ ہم خدا تعالیٰ کی محبّت کے حصول کے لیے دیتے ہیں۔ کوئی ٹیکس نہیں ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کو ایک قرضہ حسنہ قرار دیا ہے۔ اس پر موصوف نے ہر ہفتہ چندہ دینا شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد کہنے لگے کہ پہلے جب میں گرجا میں جاتا اور

کہ مجھے تو اس سے پہلے بھی ادراک تھا لیکن میری اہلیہ نے بھی اب اپنی آنکھوں کے سامنے چندے کی برکات مشاہدہ کر لیں اور اس کا بھی ایمان بڑھا۔

جرمنی کے نیشنل سیکرٹری وقفِ جدید کہتے ہیں۔ جماعت مائنز (Mainz) کے ایک طالبِ علم نے حکومتی ادارے کو وظیفہ کی درخواست دی۔ پڑھائی کے لیے کچھ رقم چاہیے تھی اور بتایا کہ میرا سمسٹر شروع ہونے والا ہے اور رقم کم ہے۔ دوسری طرف وقفِ جدید کا سال بھی ختم ہو رہا تھا اور اپنے اور فیملی کے وعدہ جات کی ادائیگی کرنی تھی۔ ان کو امید تھی کہ جس کی درخواست دی ہوئی تھی وہاں سے وظیفہ

کی رقم مل جائے گی۔ لیکن بہرحال مجھے وہاں حکومتی ادارے کی طرف سے انکار ہو گیا۔ جو رقم پاس تھی وہ انہوں نے اللہ پر توکّل کرتے ہوئے چندے میں دے دی۔ اس کے بعد سمسٹر مکمل کیا۔ اچھے نمبروں سے اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیاب فرمایا اور متعلقہ ادارے کی طرف سے بھی پہلے تو انکار ہوا تھا اور پھر اچانک ایک رقم چار ہزار یورو کے برابر ان کے اکاؤنٹ میں آ گئی۔ پھر یہ کہتے ہیں میرا تو یہی ایمان ہے کہ یہ قربانی کی وجہ ہے۔

ادا کریں۔ جب بینک کی صورتحال دیکھی تو وہاں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ بہرحال کہتی ہیں میں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ غیب سے میرے لیے بھی ایسے سامان پیدا کر دے کہ چندہ ادا کر سکوں۔ پھر چند دن کے بعد بینک اکاؤنٹ میں دیکھا تو اس میں تین سو ڈالر کے برابر رقم تھی اور وہی تھی جو میں اپنے اور اپنے مرحومین کی طرف سے چندے میں دینا چاہتی تھی اور میں نے فوری طور پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے چندے میں ادائیگی کر دی۔

تو اللہ تعالیٰ نے وہاں میری وہ مدد فرمائی اور اس کے بعد پھر ان کو فوری طور پر بیٹی کو بھی ہسپتال لے جانے کی ضرورت پڑی اور اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ اس طرح اس کا علاج بھی ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نئے آنے والوں میں بھی یہ سوچ پیدا فرما رہا ہے کہ مال اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور یہ سوچ صرف ایک احمدی میں ہی پائی جاتی ہے۔

نائیجر ایک اَور ملک ہے۔ آج کل وہاں حالات بھی کافی خراب ہیں۔ معلم صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے مارادِی

مال اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور یہ سوچ صرف ایک احمدی میں ہی پائی جاتی ہے

انڈیا کی ایک جگہ ساونت واڑی ہے۔ وہاں کے ایک احمدی سراج صاحب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے مالی قربانی کی برکات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وقف جدید کے چندے کووِڈ کی بیماری کی وجہ سے بقایا رہ گئے تھے۔ دو تین سال سے موصوف کے باغات کی لکڑیاں بارش کے پانی سے ضائع ہو رہی تھیں جس خریدار نے لینے کا وعدہ کیا تھا اور جو رقم طے ہوئی تھی اس کی ادائیگی نہیں کر رہا تھا۔ بہرحال موصوف خریدار ڈھونڈتے رہے، کوئی نہیں مل رہا تھا۔ موصوف کہتے ہیں کہ جب انسپکٹر وقف جدید آئے اور وقف جدید کے چندے کا مطالبہ

پھر ایک اَور خاتون ہیں۔ یہ بھی کینیڈا کی ہیں۔ انہوں نے اپنا وعدہ بڑھا کر ساری ادائیگی کر دی تو اگلے دن ہی ان کو ٹیکس ڈیپارٹمنٹ سے، ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے زائد رقم کا چیک واپس آ گیا اور وہ سات سو پچاس ڈالر کی رقم تھی۔ کہتی ہیں یہ اتنی ہی رقم تھی جو میں نے ادا کی تھی۔

تنزانیہ کی ایک نومبائع خاتون آمنہ صاحبہ ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ احمدیت قبول کی تو میں نے احمدیت میں ایک الگ نظام دیکھا جو دوسرے مسلمانوں سے مختلف تھا۔ مالی نظام میں ہر چندے کی رسید دی جاتی ہے اور جگہ کہیں نہیں ملتی۔ کہتی ہیں کہ نومبر میں معلّم صاحب نے خطبہ جمعہ دیا

ریجن کے ایک گاؤں کا دورہ کیا۔ چندے کی تحریک کی۔ لوگوں نے حسبِ استطاعت وقف جدید میں حصہ لیا۔ ایک غیر احمدی وہاں کہنے لگا کہ آپ ہمارے گاؤں کے غریب لوگوں سے رقم وصول کر رہے ہیں جبکہ آپ کو بخوبی علم ہے کہ ملک کے معاشی حالات انتہائی خراب ہیں اور دیگر اسلامی تنظیمیں تو لوگوں کے لیے کچھ نہ کچھ لے کر آ رہی ہیں اور آپ ان سے مانگ رہے ہیں۔ معلم صاحب کہتے ہیں کہ اس سے قبل کہ میں کچھ جواب دیتا اس گاؤں کے ایک احمدی کھڑے ہو گئے۔ بڑے جوش سے کہنے لگے کہ دیگر اسلامی جماعتیں آتی ہیں۔ ٹھیک ہے کوئی فلاحی مدد

احمدیت قبول کی تو مَیں نے احمدیت میں ایک الگ نظام دیکھا جو دوسرے مسلمانوں سے مختلف تھا۔ مالی نظام میں ہر چندے کی رسید دی جاتی ہے

کیا تو موصوف نے دو ہزار روپے فوری نکال کے ادا کر دیے۔ کہتے ہیں کہ دو دن کے اندر اندر جو خریدار قیمت طے کرنے کے باوجود سامان نہیں لے رہا تھا اچانک آ کر بیس ہزار روپے دے کر سارا مال لے گیا اور یہ کہتے ہیں میرا تو یہی ایمان ہے کہ چندے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے دو ہزار کو بڑھا کر بیس ہزار مجھے واپس لوٹا دیا ورنہ جو سامان برسوں سے ضائع ہو رہا تھا وہ آگے بھی ضائع ہو سکتا تھا۔

کینیڈا کی ایک لجنہ ممبر کہتی ہیں کہ جنوری کے پہلے ہفتے میں جب میں نے وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کیا تو ان کو بھی خواہش پیدا ہوئی کہ اپنا اور اپنے بچوں کا چندہ

اور چندہ وقف جدید کے بارے میں تحریک کی۔ میرے پاس جتنے پیسے تھے میں نے چندے میں دے دیے۔ میرے گھر کے حالات بہتر نہیں تھے۔ بیٹی امید سے تھی، ہسپتال لے کے جانے کی ضرورت پڑ سکتی تھی۔ گھر پہنچی تو رات عشاء کے بعد مجھے ایک شخص کا فون آیا۔ اس نے مجھ سے دو سال سے کچھ رقم قرض لی ہوئی تھی اور رابطہ نہیں کر رہا تھا اور میں بھول چکی تھی کہ اب یہ واپس نہیں ہو گی۔ تو بہرحال اس نے فون کیا، معافی مانگی اور وجوہات بتا کے دو ہزار کی رقم واپس کر دی۔ کہتی ہیں کہ میں نے جو مالی قربانی اپنی ضروریات کو پس پشت ڈال کے کی تھی

کر دیتی ہوں گی لیکن کیا کسی اسلامی تنظیم نے ہمیں اسلام کے بارے میں کچھ سکھایا ہے؟ وہ فلاحی کام تو شاید کر کے چلے جاتے ہیں لیکن جماعت احمدیہ ہمیں دین سکھاتی ہے اور یہاں یہ معلم صاحب ہمارے سے رقم وصول کرنے نہیں آئے بلکہ ہمیں مالی قربانی کے اس جذبہ کی ترغیب دلانے آئے ہیں جو آنحضور ﷺ کے زمانے میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیش کی ہے جس کے ذریعہ ہم دنیا ہی نہیں بلکہ آخرت میں بھی اجر حاصل کر سکیں گے۔ تو یہ ادراک ان میں قبول احمدیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے قربانی ضروری ہے

اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل بھی بہت ہوتے ہیں۔ بہر حال یہ سن کر وہ غیر احمدی دوست خاموش ہو گئے۔

پس کیسے کیسے خوبصورت مخلصین دنیا کے ہر کونے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمائے ہیں۔ یہ ایک لمبی فہرست ہے۔ میرے لیے مشکل تھا کہ کس کا ذکر آج چھوڑوں اور کس کا کروں؟ بے شمار ایسے واقعات تھے۔ بہر حال وقت کے مطابق میں نہیں لے سکا لیکن جو بھی میں نے چھوڑے ہیں ان کے بھی اخلاص و وفا میں کوئی کمی نہیں۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے یہ قربانیاں دی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بھی قرض نہیں رکھتا بلکہ ان کی قربانیوں کو قبول فرما کر اسے ان کے ایمان میں اضافہ کا ذریعہ بناتا ہے۔

اللہ تعالیٰ بھی قرض نہیں رکھتا بلکہ ان کی قربانیوں کو قبول فرما کر اسے ان کے ایمان میں اضافہ کا ذریعہ بناتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’میرے پیارے دوستو! مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان وعرفان کے لیے مجھے عطا کی گئی ہے۔ اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذریّت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو مَیں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموالِ طیّبہ سے اپنے دینی مہمات کے لیے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت وطاقت ومقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے ان علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں‘‘۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 516)

جماعت میں آ کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانی شروع کی ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے ذریعہ سے میری ضروریات پوری کر دیتا ہے کہ مَیں حیران رہ جاتا ہوں

پس ان مالی قربانیوں کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اشاعتِ اسلام کا جو کام ہونا تھا وہ ہو رہا ہے۔ افریقہ کے رہنے والے غریب اور کم وسائل رکھنے والے احمدی باوجود اپنی قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے اس بات کے متحمل نہیں ہو سکتے کہ تبلیغ اسلام اور اشاعتِ اسلام کے کام کو اپنے ملکوں میں بھی اعلیٰ رنگ میں سرانجام دے سکیں۔ اس لیے یورپ اور امریکہ وغیرہ ممالک جو امیر ممالک ہیں ان کے چندہ وقف جدید کی رقم کا بیشتر حصہ ان غریب ممالک میں سلسلہ کی ترقی کے کاموں میں خرچ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کے ایمان اور یقین اور اموال ونفوس میں برکت ڈالے جو کسی بھی رنگ میں جماعت کے لیے قربانی کرتے ہیں اور ہر وقت اس کے لیے تیار رہتے ہیں۔

اس وقت وقف جدید کے نئے سال کے اعلان کے ساتھ میں دنیا کے ممالک کی قربانیوں کے کچھ جائزے بھی پیش کروں گا جو عموماً روایت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کا چھیاسٹھواں (66واں) سال ختم ہوا اور ستاسٹھواں (67واں) سال شروع ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ عالمگیر نے دوران سال ایک کروڑ 29/ لاکھ 41/ ہزار پاؤنڈز کی مالی قربانی پیش کی ہے یعنی تقریباً تیرہ ملین پاؤنڈ۔ یہ وصولی گذشتہ سال سے سات لاکھ اٹھارہ ہزار پاؤنڈز زیادہ ہے۔

برطانیہ کی اس سال مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلی پوزیشن ہے، پھر کینیڈا ہے۔ کینیڈا نے بھی اچھا اضافہ کیا ہے اور انہوں نے شاملین میں اضافہ زیادہ کیا ہے۔ یہ ان کی اس سال بہت بڑی خوبی ہے۔ پھر جرمنی ہے نمبر تین۔ پھر نمبر چار امریکہ، پاکستان، بھارت، آسٹریلیا، مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے، انڈونیشیا ہے، مڈل ایسٹ کی پھر جماعت ہے۔ بیلجیم ہے۔

افریقہ کی جماعتوں میں نمبر ایک پہ ماریشس ہے۔ پھر گھانا ہے۔ برکینا فاسو ہے۔ برکینا فاسو کے حالانکہ حالات بھی کافی خراب ہیں لیکن باوجود اس کے پھر بھی افریقہ میں تیسری پوزیشن ہے۔ تنزانیہ ہے۔ نائیجیریا ہے۔ لائبیریا۔ پھر گیمبیا۔ مالی۔ یوگنڈا۔ سیرالیون۔

شاملین کی تعداد: اللہ کے فضل سے اس سال 44/ ہزار نئے مخلصین شامل ہوئے ہیں اور 15/ لاکھ 50/ ہزار ان کی کل تعداد ہے۔ شاملین میں اس اضافے کے لیے جو کوشش کی ہے اس میں کینیڈا نمبر ایک پہ ہے۔ پھر تنزانیہ۔ پھر کیمرون۔ پھر گیمبیا۔ نائیجیریا۔ گنی بساؤ اور کونگو کنشاسا۔

وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی جو دس بڑی جماعتیں ہیں ان میں فارنہم (Farnham) نمبر ایک پہ ہے۔ پھر ووسٹر پارک (Worcester Park)۔ پھر وال سال (Walsall)۔ پھر آلڈرشاٹ ساؤتھ (Aldershot South)۔ پھر اسلام آباد۔ پھر جلنگھم (Gillingham)۔ ایش (Ash)۔ چیم ساؤتھ (Cheam South)۔ یول (Ewell) اور ہنسلو ساؤتھ۔

ریجنز جو ہیں ان میں بیت الفتوح پہلے نمبر ایک پہ۔ پھر اسلام آباد ریجن۔ پھر مڈلینڈز (Midlands)۔ مسجد فضل پھر بیت الاحسان۔

دفتر اطفال کے لحاظ سے پہلی دس جماعتیں ہیں آلڈر شاٹ ساؤتھ (Aldershot South)۔ فارنہم (Farnham)۔ پھر آلڈر شاٹ نارتھ (Aldershot North) ایش (Ash)۔ اسلام آباد۔ روہیمپٹن ویل (Roehampton Vale)۔ ساؤتھ چیم۔ مانچسٹر نارتھ۔ برمنگھم ویسٹ۔ بریڈفورڈ

ساؤتھ۔ اور چھوٹی جماعتوں میں سپن ویلی۔ کیتھلی۔ نارتھ ویلز۔ نارتھ ہیمپٹن سوانزی۔

کینیڈا کی امارتیں جو ہیں ان میں نمبر ایک پہ وان۔ پھر کیلگری (Calgary)۔ پھر پیس ویلیج (Peace Village)۔ پھر وینکوور (Vancouver)۔ پھر بریمپٹن ویسٹ(Brampton West)۔اور پھر ٹورانٹو۔ ان کی دس بڑی جماعتیں ملٹن ایسٹ (Milton East)ملٹن ویسٹ(Milton West)۔

اوران کی جو پہلی دس جماعتیں ہیں ان میں روڈیرمارک (Rödermark)۔ روڈگاؤ (Rodgau)۔ نیدا (Nidda)۔ فریڈبرگ (Friedberg)۔ فلورس ہائم (Florsheim)۔ نوئس (Neuss)۔ مائنز (Mainz)۔ مہدی آباد۔ اوسنابروک۔ برلن اور کوبلنز (Koblenz)۔

دفتر اطفال میں من ہائم نمبر ایک پہ۔ پھر ڈیٹسن باخ۔ ہیسن ساؤتھ ویسٹ (Hessen South West)۔ رائن لینڈ فالز (Rheinland

کی تین بڑی جماعتیں جو ہیں وہ لاہور نمبر ایک پہ۔ ربوہ نمبر دو پہ۔ کراچی نمبر تین۔ دفتر اطفال میں اضلاع کی پوزیشن ہے اسلام آباد نمبر ایک۔ پھر فیصل آباد۔ نارووال۔ سرگودھا۔ عمرکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ میرپور خاص۔ گجرات۔ حیدرآباد۔ شیخوپورہ۔

پاکستان میں باوجود کرنسی کی قیمت بہت زیادہ گرنے کے اللہ کے فضل سے انہوں نے بہت زیادہ اضافہ کیا ہے اور بڑی قربانی کی ہے۔

‘میرے پیارے دوستو! مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے

ہملٹن۔ ایڈمنٹن ویسٹ۔ ڈرہم ویسٹ (Durham West)۔ آٹوا ویسٹ (Ottawa West)۔ رجائنا (Regina)۔ انسفل (Innisfil)۔ ایبٹس فورڈ (Abbotsford)۔ نیوفاؤنڈلینڈ (Newfoundland) ہیں۔

دفتر اطفال میں جو امارتیں ہیں وان (Vaughan) نمبر ایک پہ۔ پھر پیس ویلیج (Peace Village)۔ ٹورانٹو ویسٹ (Toronto West)۔ وینکوور (Vancouver)۔ کیلگری (Calgary) اور مسی ساگا (Mississauga)۔

Pfalz-)۔ ویسٹ فالن۔ امریکہ کی دس جماعتیں یہ ہیں۔ نمبر ایک پہ لاس اینجلس (Los Angeles)۔ پھر میری لینڈ (Maryland)۔ نارتھ ورجینیا۔ سیئٹل (Seattle)۔ سیلیکون ویلی (Silicon Valley)۔ بوسٹن (Boston)۔ آسٹن (Aston)۔ اوش کوش۔ مینیسوٹا (Minnesota) اور پورٹ لینڈ۔

دفتر اطفال میں سیئٹل (Seattle)۔ لاس اینجلس (Los Angeles)۔ میری لینڈ (Maryland)۔ ساؤتھ ورجینیا۔ کلیو لینڈ

بھارت کے دس صوبہ جات جو ہیں ان میں نمبر ایک پہ کیرالہ۔ پھر تامل ناڈو۔ جموں کشمیر۔ تلنگانہ۔ کرناٹکہ۔ اڑیشہ۔ پنجاب۔ ویسٹ بنگال۔ دہلی۔ مہاراشٹرا۔ اور وصولی کے لحاظ سے دس جماعتیں جو ہیں ان میں حیدرآباد نمبر ایک۔ کوئمباٹور۔ قادیان۔ کالی کٹ۔ منجیری۔ بنگلور۔ ملیاپلایالم (Melapalayam)۔ کولکتہ۔ کیرولائی اور کیرنگ۔

آسٹریلیا میں بالغان کی جماعتیں جو ہیں ان میں ملبرن لانگ وارن (Melbourne Langwarrin)۔ کاسل ہل (Castle Hill)۔ مارسڈن

یورپ اور امریکہ وغیرہ ممالک جو امیر ممالک ہیں ان کے چندہ وقفِ جدید کی رقم کا بیشتر حصہ ان غریب ممالک میں سلسلہ کی ترقی کے کاموں میں خرچ ہوتا ہے

دفتر اطفال میں ڈرہم ویسٹ (Durham West) جماعتوں میں پہلے نمبر پہ ہے۔ پھر ملٹن ویسٹ (Milton West)۔ حدیقہ احمد۔ مونٹریال ویسٹ (Montreal West)۔ ہملٹن ماؤنٹین (Hamilton Mountain)۔

جرمنی کی امارتیں جو ہیں ان میں ہیمبرگ (Hamburg) نمبر ایک پہ۔ پھر فرینکفرٹ (Frankfurt)۔ ویزبادن (Wiesbaden)۔ گروس گیراؤ (Gross Gerau)۔ ریڈشٹڈ (Riedstadt)۔

(Cleveland)۔ آسٹن (Aston)۔ سیلیکون ویلی (Silicon Valley)۔ اوش کوش۔ انڈیانا (Indiana)۔ زائن (Zion)۔

پاکستان میں جو پہلی پوزیشن ہے ان میں اوّل لاہور۔ دوم ربوہ۔ سوم کراچی اور جو اضلاع کی پوزیشن بالغان میں ہے۔ اسلام آباد یہ مَیں نے پہلے جماعتوں میں شہروں کے حساب سے بتایا تھا اور اضلاع کے لحاظ سے بھی اسلام آباد نمبر ایک پہ ہے۔ پھر فیصل آباد۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ سرگودھا۔ عمرکوٹ۔ ملتان۔ حیدرآباد۔ میرپور خاص۔ ڈیرہ غازی خان۔ دفتر اطفال

پارک (Marsden Park)۔ لوگن ایسٹ (Logan East)۔ میلبورن بیرک (Melbourne Berwick)۔ پینرتھ (Penrith)۔ پرتھ (Perth)۔ میلبورن کلائیڈ (Melbourne Clyde)۔ پیراماٹا (Parramatta)۔ ایڈیلیڈ ویسٹ (Adelaide West)۔

اللہ تعالیٰ ان سب کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے، آمین۔

تعارف کتب

مرتبہ: صادق محمد طاہر

پیغامِ صلح

اس کتاب کا اردو سے جرمن زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم عبدالرفیق احمد صاحب کے حصہ میں آئی۔

پیغامِ صلح سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آخری تصنیف ہے جو حضور علیہ السلام نے لاہور میں تصنیف فرمائی۔

حضور علیہ السلام کی خواہش تھی کہ برصغیر کی دونوں قوموں کے معززین کے سامنے خود یہ مضمون پڑھیں مگر اس کی تکمیل کے دو دن بعد ہی آپ کا وصال ہوگیا۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد 21 جون 1908ء کو پنجاب یونیورسٹی کے ہال میں پڑھا گیا۔ 46 صفحات پر مشتمل یہ کتاب روحانی خزائن جلد 23 میں ہے۔

اس میں خصوصیت سے مسلمانوں اور ہندوؤں کے باہمی تنازعات ختم کرنے کی خاطر انہیں صلح، رواداری اور ایک دوسرے کے مذہب اور بانیانِ مذاہب کی عزّت و تکریم کرتے ہوئے مل جل کر رہنے کی تلقین فرمائی۔

حضور علیہ السلام نے اس کا آغاز دردِ دل سے بھری دعا سے ان الفاظ میں فرمایا:

''اے میرے قادر خدا اے میرے پیارے رہنما تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہلِ صدق و صفا۔ اور ہمیں اُن راہوں سے بچا جن کا مدّعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص و ہوا۔ امّا بعد اے سامعین ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اُس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں۔ یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں۔ اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندہ ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین و دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں۔ اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں''۔

حضور علیہ السلام نے باہمی تنازعات اور الزام تراشی کے منفی اثرات سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

''اے عزیزو!! قدیم تجربہ اور بار بار کی آزمائش نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مختلف قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو توہین سے یاد کرنا اور اُن کو گالیاں دینا ایک ایسی زہر ہے کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے بلکہ رُوح کو بھی ہلاک کر کے دین اور دُنیا دونوں کو تباہ کرتی ہے''۔

(پیغامِ صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 452)

حضور علیہ السلام نے پنجاب کے صوفی بزرگ حضرت باوا گورو نانکؒ کے روحانی مقام کو بھی واضح فرمایا اور ان کی روحانی قوتِ قدسیہ کی بھی تفصیل بیان فرمائی ہے کہ آپ کو الہام بھی ہوتا تھا اور آپ اسلام کی صداقت پر بھی ایمان رکھتے تھے۔

سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام پر جبر کا الزام لگانے والوں کے ردّ میں حضور علیہ السلام نے نہایت عام فہم اور پُرکشش الفاظ میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے ہجرت تک کی زندگی کا خلاصہ بیان فرمایا جس سے جہاں آپ کے سلطان القلم ہونے کا ثبوت ملتا ہے وہاں آپ کی اسلام کے دفاع میں خداداد نصرت و تائید اور صداقت کا بھی روزِ روشن کی طرح اظہار ہوتا ہے۔ نیز جہاد سے متعلق مخالفینِ اسلام کے اعتراضات کا جواب ایسے مدلل انداز میں تحریر فرمایا ہے کہ شرافت کی ذرہ بھر رمق رکھنے والا بھی

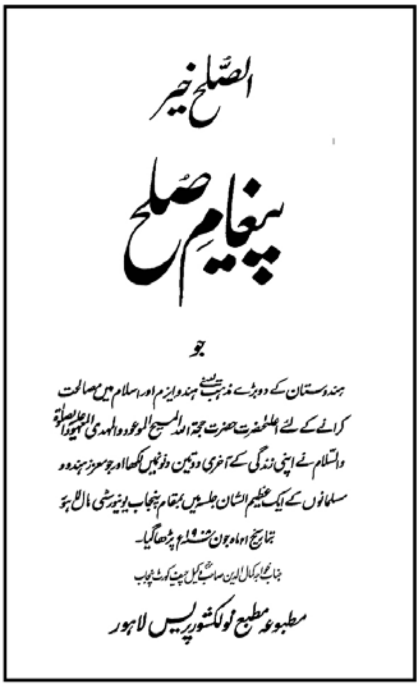

الصّلح خیر

پیغامِ صلح

جو

ہندوستان کے دو بڑے مذہب یعنے ہندوایزم اور اسلام میں مصالحت کرانے کے لئے اعلیحضرت حضرت حجۃ اللہ المسیح الموعود والمہدی المعہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی کے آخری دو تین دنوں میں لکھا اور جو سوز ہندو و مسلمانوں کے ایک عظیم الشان جلسہ میں بمقام پنجاب یونیورسٹی ہال لاہور بتاریخ ۲۱ ماہ جون ۱۹۰۸ء پڑھا گیا۔

جناب خواجہ کمال الدین صاحبؓ وکیل چیف کورٹ پنجاب

مطبوعہ مطبع نولکشور پریس لاہور

اسلام کی سچائی کے آگے سرِتسلیم خم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور یہی مہدیٔ معہود کی بعثت کا مقصد اور حکم عدل ہونے کا ایک خدائی نشان ہے۔

اسی طرح حضور علیہ السلام نے اسلام کی دشمنی میں حد سے گزرنے والوں کو بھی آئینہ دکھایا اور مسلمانوں کو بھی قرآنی حکم کے تابع دوسرے مذاہب حتیٰ کہ بتوں کو بھی برا بھلا کہنے سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔

یہ کتاب بظاہر مختصر ہے مگر اپنے اندر علوم کا ایسا خزانہ سموئے ہوئے ہے کہ پڑھنے والے کو ہر عبارت میں بیش قیمت موتی ملیں گے اور سلاست اور روانی ایسی کہ ایک بار جب پڑھنا شروع کریں تو بے اختیار انسان پڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور یہ اُن خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب مَیں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

اللہ تعالیٰ ہمیں اس نور سے کماحقہٗ فیضیاب ہونے کی سعادت عطا فرماتا رہے اور ہماری نسلوں میں بھی یہ سلسلہ جاری و ساری رہے، آمین۔

صفحہ 472 تا 487 حضور علیہ السلام نے اس مضمون سے متعلق اپنی یادداشتیں بھی درج فرمائی ہیں جس سے اہلِ علم حضرات کو بیش قیمت راہنمائی مل سکتی ہے۔

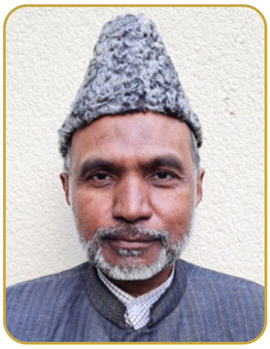

وقف جدید
ایک الٰہی تحریک

پس منظر،ضرورت،غرض و غایت اور خدمات

مکرم سیّد حسن طاہر بخاری صاحب، مربی سلسلہ۔انچارج رشین ڈیسک جرمنی

9/جولائی 1957ء عیدالاضحیہ کا دن ایک تاریخی دن کے طور پر یاد رکھا جائے گا کہ اس روز حضرت مصلح موعودؓ نے اذن الٰہی سے جان اور مال کی قربانی کی ایک نئی تحریک جماعت کے سامنے پیش فرمائی جسے آج ہم وقفِ جدید کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ مبارک تحریک بھی دراصل سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دیرینہ آرزو اور خواہش کی زندہ و تابندہ تعبیر ہے۔جس کا اظہار جماعت احمدیہ کے قیام کے محض تین سال بعد حضورؑ نے ایک اشتہار میں یوں فرمایا تھا:

''اس عاجز کا ارادہ ہے کہ اشاعتِ دینِ اسلام کے لیے ایک ایسا احسن انتظام کیا جائے کہ ممالک ہند میں ہر جگہ ہماری طرف سے واعظ و مناظر مقرر ہوں اور بندگانِ خدا کو دعوتِ حق کریں تا حجت اسلام تمام روئے زمین پر پوری ہو۔لیکن اس ضعف اور قلت کی حالت میں ابھی یہ ارادہ کامل طور پر انجام پذیر نہیں ہو سکتا ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 323،اشتہار 26/مئی 1892ء)

مشیت ایزدی سے حضورؑ کی یہ مبارک خواہش و آرزو ایک عرصہ تک معرض التوا میں رہی۔اور تقدیر الٰہی میں جب اس مسیحی ارادہ کے ظہور کا وقت آیا تو حسن و احسان میں آپؑ کے نظیر اور خلیفہ موعود کے قلب مطہّر پر اسے جاری فرما دیا گیا۔آپؓ نے عیدالاضحیہ کے خاص موقع پر جماعت کے نوجوانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''مَیں چاہتا ہوں کہ اگر کچھ نوجوان ایسے ہوں جن کے دلوں میں یہ خواہش پائی جاتی ہو کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین صاحب چشتی اور حضرت شہاب الدین صاحب سہروردیؒ کے نقش قدم پر چلیں ... وہ اپنی زندگیاں براہِ راست میرے سامنے وقف کریں تا کہ میں ان سے ایسے طریق پر کام لوں کہ وہ مسلمانوں کو تعلیم دینے کا کام کر سکیں۔وہ مجھ سے ہدایتیں لیتے جائیں اور اس ملک میں کام کرتے جائیں۔ہمارا ملک آبادی کے لحاظ سے ویران نہیں لیکن روحانیت کے لحاظ سے بہت ویران ہو چکا ہے۔اور آج بھی اس میں چشتیوں کی ضرورت ہے، سہروردیوں کی ضرورت ہے، نقشبندیوں کی ضرورت ہے۔اگر یہ لوگ

آگے نہ آئے اور حضرت معین الدین صاحب چشتیؒ، حضرت شہاب الدین صاحب سہروردیؒ اور حضرت فرید الدین صاحب شکر گنج جیسے لوگ پیدا نہ ہوئے تو یہ ملک روحانیت کے لحاظ سے اور بھی ویران ہو جائے گا... پس مَیں چاہتا ہوں کہ جماعت کے نوجوان ہمت کریں اور اپنی زندگیاں اس مقصد کے لیے وقف کریں''۔ (خطبہ عیدالاضحیہ فرمودہ 9/جولائی 1957ء مطبوعہ خطبات محمود جلد 2 صفحہ 401-400)

بعد ازاں 1957ء کے جلسہ سالانہ پر 27/دسمبر کے خطاب میں اس وقف کی مزید وضاحت اور غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''اب میں ایک نئی قسم کے وقف کی تحریک کرتا ہوں... میری اس وقف سے غرض یہ ہے کہ پشاور سے لے کر کراچی تک ہمارے معلّمین کا جال پھیلا دیا جائے۔ اور تمام جگہوں پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر یعنی دس دس پندرہ پندرہ میل پر ہمارا معلّم موجود ہو۔ اور اس نے مدرسہ جاری کیا ہوا ہو یا دکان کھولی ہوئی ہو۔ اور وہ سارا سال اس علاقہ کے لوگوں میں رہ کر کام کرتا رہے... پس مَیں جماعت کے دوستوں سے کہتا ہوں کہ وہ جتنی قربانی کر سکیں اس سلسلہ میں کریں۔ اور اپنے نام اس سکیم کے لیے پیش کریں''۔ (روزنامہ الفضل ربوہ 16/فروری 1958ء)

جلسہ سالانہ کے بعد اگلے ہی خطبہ جمعہ میں وقفِ جدید کی اہمیت کو مزید اُجاگر کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا:

''مَیں جماعت کے دوستوں کو ایک بار پھر اس وقف کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیے کہ اگر وہ ترقی کرنا چاہتی ہے تو اُس کو اِس قسم کے وقف جاری کرنے پڑیں گے اور چاروں طرف رُشد و اصلاح کا جال پھیلانا پڑے گا یہاں تک کہ پنجاب کا کوئی گوشہ اور کوئی مقام ایسا نہ رہے جہاں رُشد و اصلاح کی کوئی شاخ نہ ہو... اب ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ ہمارے مربی کو ہر گھر اور ہر جھونپڑی تک پہنچنا پڑے گا اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب میری اس نئی سکیم پر عمل کیا جائے اور تمام پنجاب میں بلکہ کراچی سے لے کر پشاور تک ہر جگہ ایسے آدمی مقرر کر دیے جائیں جو اُس علاقہ کے لوگوں کے اندر رہیں اور ایسے مفید کام کریں کہ لوگ ان سے متاثر ہوں۔ وہ اُنہیں پڑھائیں بھی اور رُشد و اصلاح کا کام بھی کریں... پس مَیں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جلد اس وقف کی طرف توجہ کرے اور اپنے آپ کو ثواب کا مستحق بنالے۔ یہ مفت کا ثواب ہے جو تمہیں مل رہا ہے۔ اگر تم اسے نہیں لو گے تو یہ تمہاری بجائے دوسروں کو دے دیا جائے گا''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3/جنوری 1958ء)

اس خطبہ کے چند روز بعد جماعت کے نام ایک پیغام میں آپ نے فرمایا:

''مَیں نے اس سال 27/دسمبر کو اِرشاد و اصلاح کی ایک اہم تجویز پیش کی تھی جس کے دو حصّے تھے ایک وقف اور ایک چندہ۔ چندہ میں نے کہا تھا کو لازمی نہیں۔ لیکن ہر احمدی کوشش کرے کہ چھ روپے چندہ سالانہ یکمشت یا بارہ اقساط میں دیا کرے۔ ہماری جماعت میں آسانی سے ایک لاکھ آدمی ایسا پیدا ہو سکتا ہے''۔

(روزنامہ الفضل 7/جنوری 1958ء)

یہ امر یاد رکھنے کے لائق اور خاص اہمیت کا حامل ہے کہ اس مبارک تحریک کے خدوخال بیان کرنے کے لیے حضرت مصلح موعودؓ نے قربانیوں کی عید کے خطبہ کا انتخاب فرمایا جب معمول سے کہیں زیادہ احباب جماعت آپ کے سامنے موجود تھے اور اُن اولیاء اللہ کے نقشِ پا پر قدم مارنے کے لیے جماعت کے نوجوانوں کو پکارا کہ جنہوں نے اسماعیلی روح اور جذبے سے اپنی زندگیاں اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے وقف اور قربان کر دی تھیں۔ بعد ازاں 1957ء کے جلسہ سالانہ پر 27/دسمبر کے خطاب میں، جبکہ ساری جماعت کا ایک قابلِ ذکر حصہ آپ کو سُن رہا تھا، اس وقف کی مزید وضاحت اور غرض و غایت بیان کی۔ پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ جلسہ سالانہ کے معاً بعد کے خطبہ جمعہ میں، کہ جس میں بھی ایک بڑی تعداد موجود تھی، وقفِ جدید کے اغراض و مقاصد پر مزید روشنی ڈالی۔ اس تاکید کو ابھی محض تین روز ہی گزرے تھے کہ مزید تاکید فرماتے ہوئے جماعت کے نام ایک پیغام شائع کروایا جس کے یہ ولولہ انگیز الفاظ انسان پر رعب، ہیبت اور لرزہ طاری کر دیتے ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے۔ اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں۔ کپڑے بیچنے پڑیں۔ میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے تو خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اُتارے گا''۔

(روزنامہ الفضل 7/جنوری 1958ء)

یاد رہے کہ وقفِ جدید حضرت مصلح موعودؓ کی جاری کردہ تحریکات میں سے سب سے آخری تحریک ہے۔ بڑھاپے اور بیماری کے ایّام تھے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے ہی آپ پر قاتلانہ حملہ بھی ہو چکا تھا جس کے گہرے اثرات باقی تھے۔ ایسے حالات میں انسان کے قویٰ مضمحل اور ارادے کمزور پڑ جایا کرتے ہیں اور وہ کسی نئے منصوبے کے بارے میں نہیں سوچتا۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ کوئی عام انسان نہ تھے اور یہ تحریک کوئی انسانی منصوبہ بھی نہ تھا۔ یہ ایک الٰہی تحریک تھی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈالی تھی۔ اور اس تحریک کو کامیاب کرنے کے لیے جوش اور ولولہ بھی الٰہی تھا گویا ایک جنون تھا جو آپ پر طاری تھا۔ ایک درد تھا جو کسی پل آپ کو چین نہیں لینے دیتا تھا۔ اور آپ کی خواہش تھی کہ جو کچھ بھی بن پڑے، کر گزریں اور اس تحریک کو کامیاب کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تضرّعات کو سنا، آپ کے درد اور جوش و جذبہ کو قبول فرمایا۔ اور جماعت نے آپؓ کی آواز پر والہانہ لبّیک کہا اور اپنے جگر گوشے اور مال و زر آپ کے قدموں میں نچھاور کر دیے۔ اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، جماعت کی بے مثال مالی و جانی قربانیوں کی بدولت یہ تحریک نہایت مستحکم بنیادوں پر قائم، عالمی صورت اختیار کر چکی ہے اور اپنے مقاصد عالیہ کو نہایت کامیابی سے حاصل کر رہی ہے۔

ایک سوال جو کئی ذہنوں میں اٹھتا اور خصوصاً نوجوانوں کی طرف سے کیا جاتا ہے کہ جماعت میں حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے قائم کردہ بہت مضبوط اور وسیع مالی نظام صدر انجمن کی صورت میں قائم ہے، وصیت کا نظام ہے، چندہ عام کا نظام ہے اور پھر تحریکِ جدید کو غیر معمولی

اہمیت ہے۔جس کے تحت وقف زندگی کا نظام بھی موجود ہے۔جس کی برکت سے اکنافِ عالم میں اسلام احمدیت کی ترویج واشاعت وترقی کا کام بڑی خوش اسلوبی سے ہو رہا ہے تو پھر اس نئی تحریک، جس کا آغاز میں تعلق محض پاکستان اور بنگال کے دیہات سے تھا، جاری کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

حضرت مصلح موعودؓ کے مندرجہ بالا ارشادات کا اگر سرسری نظر سے بھی مطالعہ کیا جائے تو اس سوال کا جواب بخوبی مل جاتا ہے۔مزید تسلّی کے لیے اگر اُس وقت کی دیہاتی جماعتوں کی تعلیمی، تربیتی، دینی و روحانی حالت پر نظر ڈالنے سے اس مبارک تحریک کی ضرورت اظہر من الشّمس ہوجاتی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقفِ جدید کا ممبر مقرر کرتے وقت فرمایا کہ سارا جائزہ لو کہ تربیت کی کیا کیا صورتحال ہے۔حضورؒ نے جائزہ لیا تو تربیت اور دینی معلومات کے بارے میں انتہائی بھیانک صورت حال سامنے آئی کہ بچوں کو سادہ نماز بھی نہیں آتی تھی اور تلفّظ کی غلطیاں اتنی تھیں کہ کلمہ بھی صحیح طرح نہیں پڑھ سکتے تھے حالانکہ کلمہ بنیادی چیز ہے جس کے بغیر مسلمان مسلمان ہی نہیں کہلا سکتا۔

(ماخوذ الفضل انٹرنیشنل لندن مورخہ 2 تا 8 فروری 2007ء صفحہ 5 تا 8)

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی جائزہ کے بارہ میں اپنی تقریر برموقع جلسہ سالانہ ربوہ 1960ء میں فرمایا:

’’مجھے وقفِ جدید کے سلسلہ میں پاکستان کی مختلف جماعتوں کا دَورہ کرنے کا اتفاق ہوا ہے اور مَیں نہایت ہی دردبھرے دل کے ساتھ آپ کے سامنے آج یہ بیان کرتا ہوں کہ ہماری تربیتی حالت ایک خطرناک حد تک گر چکی ہے۔ایک ایسا وقت آچکا ہے کہ جس وقت کے آنے کے بعد خطرے کا الارم بج جانا چاہیے اور فضا میں یہ خطرے کا الارم بج رہا ہے لیکن وہ کان جو سننے کے عادی نہیں وہ اب بھی نہیں سن رہے اور وہ کان جو سننے کے عادی ہیں انہوں نے آج سے تین سال پہلے اس الارم کو سنا اور یہ اعلان کیا کہ مَیں وقفِ جدید کی تحریک کو اس لیے جاری کرتا ہوں کہ تا جماعت زندہ رہے اور تا جماعت سے تربیت کی ضمانت لی جاسکے‘‘۔

پس دلوں کو چیر دینے والے یہ وہ حالات تھے جو وقفِ جدید جیسے مقاصد کی حامل کسی تحریک کی ضرورت کا اعلان کر رہے تھے۔مسیح پاکؑ کے اولوالعزم خلیفہؓ نے بروقت اس ضرورت کو بھانپ لیا اور الٰہی تصرف سے اس تحریک کو جاری کر دیا۔اور خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے معلّمین وقفِ جدید نے انتھک محنت اور بے مثال قربانیوں سے دیہاتی جماعتوں کی تعلیم وتربیت اور احمدیت کی تبلیغ کے فریضہ کو باحسن پورا کیا اور کرتے چلے جارہے ہیں۔تربیت وتبلیغ کا کام ختم ہونے والا نہیں اس کی ضرورت ہمیشہ قائم رہتی ہے، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے 2006ء کے خطبہ میں فرمایا تھا:

’’جس طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس وقت محسوس کیا تھا کہ تربیت کی بہت ضرورت ہے، آج کل بھی کافی تعداد کے لئے اور جو نَومبائعین آرہے ہیں ان کے لئے جس وسیع پیمانے پر ہمیں منصوبہ بندی کرنی چاہئے وہ ہم نہیں کر سکتے۔اس میں بہت سی وجوہات ہیں اور ایک بڑی وجہ مالی وسائل کی کمی بھی ہے۔گو کہ ہم جتنا کام پھیلاتے ہیں اللہ تعالیٰ کام پورا کرتا ہے۔لیکن جب وہاں تک پہنچتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ اس سے زیادہ بھی کر سکتے تھے۔اگر ہر جگہ معلّم بٹھائیں اور بہت سارے افریقین ممالک ہیں، ہندوستان کی بعض جماعتیں ہیں، جہاں بجلی کا انتظام نہیں ہے وہاں بجلی کا انتظام کر کے ایم ٹی اے مہیا کریں جو ایک تربیت کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اسی طرح کی اور منصوبہ بندی کریں تو اس کے لئے بہت بڑی رقم کی ضرورت ہے‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن مورخہ 2 تا 8 فروری 2007ء صفحہ 5 تا 8)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں اور مسلمانوں کے لئے مسیح ومہدی کر کے بھیجا تھا اور ہندوؤں کے لئے بطور اوتار، چنانچہ آپ نے دعویٰ فرمایا کہ:

’’وہ خدا جو زمین وآسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے‘‘۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 228)

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اس فرض منصبی کو خوب نبھایا۔آپ کی کتب اس قوم کی اصلاح کے مضامین سے بھری پڑی ہیں۔حضرت کرشنؑ کی بہت سی سعید ’’گوپیوں‘‘ نے اس کرشن ثانیؑ کی ’’مُرلی‘‘ کو سنا اور دوبارہ توحید کے چشمہ سے آبِ حیات نوش کیا۔یہ سلسلہ چلتا رہا تا آنکہ تقسیم ہند کے باعث اس میں کچھ تعطّل پیدا ہوگیا۔حضرت کرشن ثانیؑ کے اس منصب کے لازمی تقاضا کے پیش نظر حضرت مصلح موعودؓ نے یہ بھاری ذمہ داری وقفِ جدید پر ڈالی۔اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ حضرت مصلح موعودؓ کی ابتدائی ہدایات بابت وقفِ جدید کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’حضور نے جب اس تحریک کا آغاز فرمایا تو اوّلین ممبران وقفِ جدید میں خاکسار کو بھی مقرر فرمایا اور ابتدائی نصیحتیں جو مجھے کیں اُن میں ایک تو دیہاتی (جماعتوں کی) تربیت کی طرف توجہ دینے کے متعلق ہدایت تھی اور دوسرے ہندوؤں میں دعوت الی اللہ کی خاص طور پر تاکید کی گئی‘‘۔(خطبہ جمعہ 27 دسمبر 1985ء)

ان ہدایات کی روشنی میں معلّمین وقفِ جدید نے انتہائی مشکل اور نامساعد حالات میں اس عظیم ذمہ داری کو ماشاءاللہ کیا خوب نبھایا اور نبھاتے چلے جارہے ہیں۔ان حالات کو پورے طور پر احاطہ تحریر میں لانے کے لیے کئی دفتر چاہییں۔حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نہایت اختصار سے اپنے خطبہ جمعہ میں وقفِ جدید کی خدمات کا ذکر کیا ہے جو اس طرح ہے:

’’سندھ میں ہندوؤں کے علاقے میں تبلیغ کا کام ہوا یہ بھی بہت مشکل کام تھا۔یہ ہندو جو تھروں میں وہاں کے رہنے والے تھے۔وہاں بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے مزدوری کے لئے سندھ کے آباد علاقہ میں آیا کرتے تھے تو یہاں آکر مسلمان زمینداروں کی بدسلوکی کی وجہ سے وہ اسلام کے نام سے بھی گھبراتے تھے۔غربت بھی ان کی عروج پر تھی۔بڑی بڑی زمینیں تھیں، پانی نہیں تھا اس لئے

کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ آمد نہیں تھی اور اسی غربت کی وجہ سے مسلمان زمیندار جن کے پاس یہ کام کرتے تھے انہیں تنگ کیا کرتے تھے اور ان سے بیگار بھی لیتے تھے۔ یا اتنی معمولی رقم دیتے تھے کہ وہ بیگار کے برابر ہی تھی۔ اسی طرح عیسائی مشنوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے تو ان کی غربت کا فائدہ اٹھا کر عیسائیوں نے بھی ان کو امداد دینی شروع کی اور اس کے ساتھ تبلیغ کر کے، لالچ دے کر عیسائیت کی طرف ان ہندوؤں کو مائل کرنا شروع کیا تو یہ ایک بہت بڑا کام تھا جو اس زمانے میں وقفِ جدید نے کیا اور اب تک کر رہی ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور بڑے سالوں کی کوششوں کے بعد اس علاقے میں احمدیت کا نفوذ ہونا شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جو اُس وقت وقفِ جدید کے ناظم ارشاد تھے بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں کامیابیاں ہونی شروع ہوئیں تو مولویوں نے ہندوؤں کے پاس جا کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ تم یہ کیا غضب کر رہے ہو، احمدی ہونے سے تو بہتر ہے ہندو ہی رہو۔ ایک خدا کا نام پکارنے سے تو بہتر ہے کہ مشرک ہی رہو یہ مسلمانوں کا حال ہے۔ تو بہر حال ان سب مشکلات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور بڑا فضل فرمایا۔ تھر کے علاقے مِٹھی اور نگر پارکر وغیرہ میں آگے بھی جماعتیں قائم ہونا شروع ہوئیں، ماشاء اللہ اخلاص میں بھی بڑھیں، ان میں سے واقفِ زندگی بھی بنے اور اپنے لوگوں میں تبلیغ کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو متعارف کروایا، اس کا پیغام پہنچاتے رہے۔ جب ربوہ میں جلسے ہوتے تھے تو جلسے پر یہ لوگ ربوہ آیا کرتے تھے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ انتہائی مخلص اور بڑے اخلاص و وفا میں ڈوبے ہوئے لوگ تھے۔ اب تو ماشاء اللہ ان لوگوں کی اگلی نسلیں بھی احمدیت کی گود میں پلی بڑھی ہیں اور اخلاص میں بڑھی ہوئی ہیں بڑی مخلص ہیں۔ شروع زمانے میں وسائل کی کمی کی وجہ سے وقفِ جدید کے معلّمین جنہوں نے میدانِ عمل میں کام کیا وہ بڑی تکلیف میں وقت گزارا کرتے تھے۔ ان علاقوں میں طبی امداد کی، میڈیکل ایڈ (Medical Aid) کی سہولتیں بھی نہیں تھیں۔ اس لئے اپنے لئے بھی اور وہاں کے رہنے والے لوگوں کے لئے بھی کچھ دوائیاں، ایلوپیتھی اور ہومیو پیتھی وغیرہ ساتھ رکھا کرتے تھے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں موبائل ڈسپنسری ہے، دیہاتوں میں جاتی ہے، میڈیکل کیمپ بھی لگتے ہیں۔ باقاعدہ کوالیفائڈ (Qualified) ڈاکٹر وہاں جاتے ہیں۔ اسی طرح جماعت نے مِٹھی میں ایک بہت بڑا ہسپتال بنایا ہے۔ اس میں آنکھوں کا ایک وِنگ (Wing) بھی ہے۔ تو وقفِ جدید کی تحریک میں پاکستان کے احمدیوں نے اپنی تربیت اور تبلیغ کے لئے اُس زمانے میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کیں اور اللہ کے فضل سے اب تک کر رہے ہیں اور کام میں بھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت وسعت پیدا ہو چکی ہے اور کام بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح جماعت پر فضل فرما رہا ہے یہ تو بڑھتا ہی رہنا ہے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جنوری 2006ء الفضل انٹرنیشنل لندن مورخہ 2 فروری 2007ء صفحہ 5 تا 8)

حضرت مصلح موعودؓ نے وقفِ جدید کی ضرورت اور اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا:

''آج بھی... چشتیوں کی ضرورت ہے، سہروردیوں کی ضرورت ہے، نقشبندیوں کی ضرورت ہے''۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے معلّمین وقفِ جدید نے حضرت مصلح موعودؓ کی اس آرزو کو بھی پورا کیا اور اپنی قربانیوں اور تعلق باللہ سے ان اولیاء اللہ کی یاد تازہ کر دی۔ اس ضمن میں صرف دو معلّمین کے واقعات پیش خدمت ہیں۔

''ایک معلّم صاحب نے بتایا کہ اُن کی پہلی تقرّری نگر پارکر میں تھی۔ وہاں کے حالات ایک ایسی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں کہ اس ترقی یافتہ دَور میں تصور بھی ناممکن ہے۔ ایک جھونپڑی میں رہائش تھی۔ پانی کا وجود کوسوں دور تھا۔ ایک گھڑے پانی کے لئے تقریباً 20 کلومیٹر سفر کرنا پڑتا تھا۔ گویا نصف سے زائد دن پانی کے حصول میں صَرف ہوتا تھا موصوف تمام راہ لوگوں کو ملتے، سلام کرتے اور اللہ کا پیغام دیتے اور اس طرح پانی لے کر واپس آجاتے۔ رات کو اللہ کے حضور پیش ہو جاتے اور گریہ وزاری کرتے۔ وہاں ہندوؤں کی آبادی تھی وہ خیال کرتے تھے کہ یہ احمدی ہے اور ہمارا دھرم بھرشٹ کرنے آیا ہے۔ لہٰذا اس سے الگ تھلگ ہی رہو۔ معلّم صاحب پریشان تھے کہ کوئی بھی تو پاس نہیں آتا۔ بات سننا تو در کنار دیکھ کر ہی رستہ بدل جاتے ہیں۔ رات کو جو آہ وزاری کرتے تھے اس کو سن کر ایک شخص آ ہی گیا اور معلّم صاحب سے پوچھا 'بیٹا! تمہیں گھر یاد آتا ہے؟' 'نہیں'، معلّم صاحب نے جواب دیا۔ پھر تمہیں یار دوست یاد آتے ہیں؟ 'نہیں'۔ اچھا تو گاؤں یاد آتا ہے؟ اس کا بھی نفی میں جواب سن کر وہ شخص جھنجلا گیا اور پوچھا کہ پھر تم رات بھر رُریاں کیوں نکالتے ہو؟ یعنی رات رات بھر روتے کیوں ہو۔ معلّم صاحب نے بڑی مشکل سے اس آدمی کو یقین دلایا کہ یہ سارا رونا دھونا ان کے لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کر لیں اور جنّت میں جائیں دوزخ سے بچ جائیں۔ جب اُس شخص کو آپ کی بات کا یقین آ گیا تو گھر گیا اور دودھ کا ایک گلاس آپ کے لئے لایا۔ یہ بارش کا پہلا قطرہ تھا۔ آج خدا کے فضل سے ایک بڑی جماعت وہاں قائم ہے۔ اور وہاں سے معلّمین اور مربیان تیار ہو کر دیگر مقامات کے لئے جا رہے ہیں۔

ایک اور معلّم صاحب نے بتایا کہ جب وہ نگر پار کر گئے ہیں تو کچھ خوف سا محسوس ہوا کہ ہر طرف سانپ اور بچھو پھر رہے ہیں، زندگی کیسے گزرے گی؟ چارپائی سے اترنے کو دل نہیں کرتا تھا۔ انہوں نے ایک وقت میں پانچ پانچ بچھو بھی دیکھے۔ آخر کار سوچا کہ مَیں خدا کی خاطر وقف ہوں اگر ڈرتا رہا تو کام کیسے کروں گا؟ دل کو مضبوط کیا کہ اگر موت مقدّر ہے تو قبول ہے۔ ایسی جگہ پر جائے نماز بچھایا جہاں یہ سانپ بچھو کثرت سے نظر آیا کرتے تھے۔ جہاں خطرہ تھا، گھاس بھی بڑی بڑی تھی۔ وہاں نوافل پڑھنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا حوصلہ دیا کہ دل سے خیال تک نکل گیا کہ یہاں سانپ اور بچھو ہوتے ہیں''۔

(روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25 جولائی 2011ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل سے ہمارے ان مجاہدین کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور ان کے نیک نتائج سے پیاسی روحوں کو شاداب کرتا رہے، آمین۔

قسط دوم

اندھیری راتوں کو دنوں میں بدلنے والی
رسول اللہ ﷺ کی عبادات

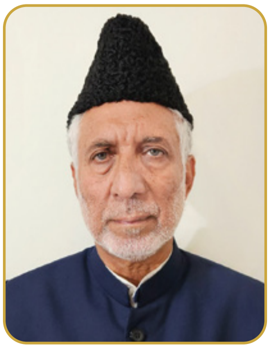

مکرم عبدالسمیع خان صاحب، استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا

سطوت توحید قائم کرنے والی ان نمازوں کا قرآنِ کریم کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ قرآنِ کریم آپ کی معتدل طبیعت اور پاک طینت کے موافق ہے۔ فرمایا اِقْرَءُ وا الْقُرْآنَ بِالحُزْنِ فَإِنَّهُ نَزَلَ بالْحُزْنِ[1] قرآن کو غم اور درد کے ساتھ پڑھو کیونکہ وہ غم کی گھڑیوں میں اترا ہے۔

اس لئے بڑے سوز و گداز کے ساتھ اس کی تلاوت کرتے ہیں۔ خصوصاً رات کے تیرہ و تار لمحات ہوں۔ قرآن ہو اور محمد ﷺ کا لحن ہو تو کائنات کی رفتاریں تھم جاتی ہیں۔ اور خداتعالیٰ بھی توجہ سے اس کو سنتا اور گواہ بن جاتا ہے وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ (یونس:62) اور تو کبھی کسی خاص کیفیت میں نہیں ہوتا اور اس کیفیت میں قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اسی طرح تم (اے مومنو) کوئی (اچھا) عمل نہیں کرتے مگر ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو خدا نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ کسی بات کو اتنی توجہ سے نہیں سنتا جتنی توجہ سے اپنے نبی کی آواز سنتا ہے جب وہ بلند خوب صورت آواز سے قرآن کی تلاوت کرتا ہے مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ[2]

بعض اوقات طویل سورتیں ایک ایک رکعت میں پڑھتے ہیں اور بعض دفعہ ساری رات ایک ہی آیت کی تلاوت میں گزار دیتے ہیں[3]۔

تلاوت کا کتنا زندگی بخش اسلوب ہے کہ جب کوئی خوف اور خشیت کی آیت آتی ہے تو خدا سے دعا مانگتے اور پناہ طلب کرتے ہیں۔ اور جب کوئی رحمت اور بشارت کی آیت آتی ہے تو اس کے حصول کے لئے دعا کرتے ہیں[4]۔

ایک روز عبداللہ بن مسعودؓ سے فرماتے ہیں قرآن سناؤ اور پھر قرآن سن کر آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے[5]۔

سوتے جاگتے، چلتے پھرتے قرآن کی آیات ورد زبان ہیں۔ تعلیم القرآن کا ہر سو چرچا ہے۔ ایک علمی قرآن ہے جو اوراق میں محفوظ ہے اور ایک عملی قرآن ہے جو ذات نبویؐ میں محفوظ ہے۔ قرآن میں جو چیز قال ہے وہی ذات نبویؐ میں حال ہے اور جو قرآن میں نقوش و نقاط ہیں وہی ذات نبویؐ میں سیرت و اعمال ہیں۔

ان شدید جسمانی مشقتوں سے گزرتے ہوئے آپ اپنے جسم کا نذرانہ بھی اپنے مولیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں۔ رمضان فرض ہونے سے قبل اہل کتاب کے دستور کے مطابق عاشورۂ محرم کا روزہ رکھتے تھے۔ 2 ھ میں رمضان فرض ہوتا ہے تو گویا دل کی کلی کھل اٹھتی ہے۔ آپ نیکیوں اور عبادتوں کا مجسمہ بن جاتے ہیں۔ نماز میں اور زیادہ حسن کے رنگ بھرتے ہیں۔ کبھی تیز ہواؤں کی طرح صدقات تقسیم کر رہے ہیں۔ کبھی جبریل امین کے ساتھ قرآنِ کریم کا ورد ہو رہا ہے۔ جبریل ہر رمضان میں آپ کے ساتھ قرآن کا دَور کرتے ہیں آخری سال میں 2 دفعہ کرتے ہیں رمضان کا آخری عشرہ آتا ہے تو راتوں کو زندہ کرتے اور کمر ہمّت اور کَس لیتے ہیں۔ اعتکاف کر کے خلوت میں اپنے ربّ کے نام کی مالا جپتے ہیں۔

رمضان تو آپ کی زندگی میں کامیابی کا نشان بن چکا ہے۔ آپ کو خداتعالیٰ نے بدر میں پہلی فتح بھی رمضان میں عطا کی تھی اور مکہ کی آخری عظیم الشان فتح بھی رمضان میں دی ہے۔ رمضان کے علاوہ کثرت کے ساتھ نفلی روزے رکھتے ہیں۔ شعبان کا تو قریباً پورا مہینہ روزے سے گزارتے ہیں۔ شوال کے چھ روزے رکھتے ہیں۔ ہر ماہ کے آغاز میں تین روزے، مہینہ کے نصف اوّل میں اکثر روزے اور چاند کی 13، 14، 15 کو روزہ رکھتے ہیں۔ ہر سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ان دنوں میں اعمال خدا کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ اور مَیں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس حالت میں پیش ہوں کہ مَیں روزہ دار ہوں۔ اتفاقی روزے اس کے علاوہ ہوتے ہیں[6]۔

کوئی بتائے تو سہی کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ذاتی آرام و سکون کا کون سا لمحہ ہے؟ ایک قلیل سی نیند کی طرف توجہ ہوتی ہے تو فرماتے ہیں تَنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ[7] کہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ وہ تو مسلسل بیدار رہ کر اپنے رب کی عبادت اور شکر گزاری میں مشغول رہتا ہے۔

یہ قلب مطہر 63 سال زندہ رہا اور انسانیت کی فلاح کے لئے مسلسل دھڑکتا رہا۔ اس پر غفلت کا ایک لمحہ بھی کبھی نہ آیا۔ قرآنِ کریم نے آپ کی حیات جاوید کا نقشہ آپ کی اپنی زبان سے کتنے خوبصورت انداز میں کھینچا ہے۔

1- فردوس الاخبار جلد اوّل صفحہ 133 حدیث نمبر 312
2- صحیح بخاری کتاب التوحید باب الماہر بالقرآن حدیث نمبر 7544
3- شمائل الترمذی باب فی عبادۃ رسول اللہ ﷺ
4- ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب مایقول الرجل فی رکوعہ وسجودہ حدیث نمبر 739
5- بخاری کتاب التفسیر سورۃ النساء حدیث نمبر 4216
6- صحیح بخاری کتاب الصوم و جامع ترمذی کتاب الصوم
7- بخاری کتاب المناقب باب تنام عینہ حدیث نمبر 3569

اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ[8] تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مَرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

مگر ان ساری عبادتوں کو کافی نہ سمجھ کر رسول اللہ ﷺ کشتگانِ محبت کے ساتھ مکہ آن پہنچے ہیں تسبیح و تہلیل کا غلغلہ ہے۔ توحید اور اللہ اکبر کی صدائیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ دیوانہ وار حضرت احدیت کے گھر کا طواف کرتے ہیں۔ اس کے آستانہ کے پتھر کو بار بار بوسے دیتے ہیں۔ پتھریلے میدانوں میں آبلہ پائی کرتے ہیں۔ آپ کی یہ عبادتیں بانجھ اور بے ثمر نہیں ہیں۔ خشک اور بے کیف نہیں۔ آپ کی روح کے لئے اطمینان بخش اور سحر آفریں غذائیں ہیں۔ آپ کی تمام فتوحات کی کلید یہ عبادتیں ہیں۔

یہی وہ عبادت تھی جس نے وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ وہ کون سی طاقت تھی جس نے بدر کے میدان میں نہتے اور کمزور مسلمانوں کو دشمن کی ایک قوی اور اسلحہ سے لیس فوج پر فتح عطا کی۔ یہ عبادت ہی تو تھی جو مارمیت کی نوید میں ڈھل گئی تھی۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ بدر کے میدان میں وہ جنگ جیتی گئی تھی مگر عارف باللہ خوب سمجھتے ہیں کہ وہ جنگ اس خیمے میں جیتی گئی تھی جہاں محمد مصطفی ﷺ سجدہ میں گرے ہوئے تھے اور خدا کو عبادت گزاروں کا واسطہ دے کر فتح کی التجائیں کر رہے تھے[9]۔

یہ حیرت انگیز ماجرا کیسے رونما ہوا کہ ایک بے زَر، بے زور، بے کس، اُمّی، یتیم، تنہا اور غریب نے براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کردی۔ اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بے کسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرا دیا اور انہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھا دیا۔ (براہین احمدیہ) آپ کی عبودیت کے جلوے فتوحات اور معجزات کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں تو آپ کے اندر تکبر اور غرور اور نخوت پیدا نہیں کرتے بلکہ بارگاہِ الٰہی پر

8- الانعام:163
9- بخاری کتاب الجہاد باب درع النبی حدیث نمبر 2699

جھکاتے چلے جاتے ہیں۔ خدا آپ کو مکہ کی فتح عطا کرتا ہے تو سر جھکتا جھکتا اونٹ کے کجاوے سے جا لگتا ہے[10]۔

دوسری طرف یہ عبادتیں رحمت بن کر عالمین پر برستی ہیں اور اخلاق حسنہ کے لبادے میں کل کائنات پر محیط ہو جاتی ہیں۔ یہ عبادتیں کبھی جود و سخا بنتی ہیں اور محتاجوں کا دامن بھر دیتی ہیں۔ یہ عبادتیں کبھی عفو میں جلوہ گر ہوتی ہیں اور دشمنوں کو نئی زندگی کا مژدہ سناتی ہیں۔ کبھی حلم و صبر کا لبادہ پہنتی ہیں اور بڑے بڑے سورماؤں کو قدموں میں گراتی ہیں۔ کبھی پدرانہ محبّت کے جذبات بن کر آنکھوں سے بہتی ہیں۔ کبھی مسکراہٹوں کی صورت میں مومنوں کی خوشیوں کو دوچند کرتی ہیں۔ کبھی دعا بنتی ہیں اور بارش کی صورت میں برستی ہیں اور کبھی دوا بن کر سکینت اور اطمینان کے سامان لے آتی ہیں۔

دَنٰی فَتَدَلّٰی کا مضمون دونوں کناروں پر حیرت انگیز ہے۔ قوس الوہیت اور قوس انسانیت کا درمیانی وتر بن کر ایک طرف خدا کی کامل بندگی کا حق ادا کر رہے ہیں اور دوسری طرف رحمۃ للعالمین بن کر تمام مخلوق کو فیض یاب کر رہے ہیں۔ یہ رحمت کمزوروں، مسکینوں، غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کا سہارا بھی بن رہی ہے اور مالداروں، طاقتوروں، سرداروں اور بادشاہوں پر بھی اس کی عنایات ظاہر ہو رہی ہیں۔

یہ صرف عبادت کی طاقت اور اسی کے ثمرات تھے۔

اسی لئے رسول اللہ اپنی زندگی کے آخری لمحوں تک اس پر کاربند رہے۔ آپ کی مرض الموت کی شدّت کا یہ عالم ہے کہ بار بار غش آتے ہیں۔ اٹھنے سے قاصر ہیں مگر نماز شروع ہوتی ہے تو آپ نماز سے پیچھے رہنا برداشت نہیں کر سکتے اسی وقت دو آدمیوں کے کاندھوں پر سہارا لے کر لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ مسجد میں پہنچ جاتے ہیں[11]۔

اس شدید بیماری میں آپ کا باجماعت نماز کے لئے مسجد میں آنا شریعت کے لحاظ سے ضروری نہیں مگر یہ فتویٰ نہیں یہ تقویٰ ہے۔ یہ عشق کی شریعت ہے، یہ محبّت کے احکام ہیں جو کشاں کشاں دَرِ مولیٰ پر لئے آتے ہیں۔ اور جب

10- سیرت ابن ہشام جلد 4 صفحہ 48 حدیث نمبر 405 حالات فتح مکہ
11- بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی حدیث نمبر 4088

مسجد میں آنے سے بالکل معذور ہو جاتے ہیں تو ہاتھ آگے کر کے حجرہ کا پردہ اٹھاتے ہیں، صحابہ فجر کی نماز ادا کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنی نخلِ تمنا کو پھولتے پھلتے دیکھ کر مسکراتے ہیں۔ یہ آخری مسکراہٹ تھی جو صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر دیکھی[12]۔

کاشانۂ نبوی میں قیامت کا سماں ہے۔ جسم اقدس نڈھال ہو چکا ہے اور روح کا ساتھ دینے کی ہمت نہیں پاتا۔ واقفانِ حال جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی واپسی کا وقت آن پہنچا ہے۔ مگر زندگی کی ان نازک گھڑیوں میں جبکہ جسم اور روح کا رشتہ ٹوٹ رہا ہے۔ آپ اپنے متبعین کو نماز قائم کرنے کی تلقین فرماتے ہیں[13]۔ یہاں تک کہ دَمِ واپسیں آن پہنچا ہے اور فرماتے ہیں: اِلَى الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى۔ اے میرے اللہ! میرے آسمانی رفیق میں تیری طرف محوِ پرواز ہوں[14]۔

اے میرے آقا! آپ آسمان سے آئے تھے اور آسمان کی طرف چلے گئے۔ آپ کی جسمانی زندگی پر موت آئی مگر اس کا دست کوتاہ آپ کی روحانی زندگی سے کوسوں دور ہے۔ آپ نے عبودیت کا حق ادا کر دیا۔ آپ کی زندگی کا خمیر عبادت سے اٹھایا گیا تھا۔ آپ کے درخت وجود کا بیج بھی عبادت تھا۔ اس کی جڑیں بھی عبادت میں پیوست تھیں اور آسمانوں سے ہمکلام ہوتی ہوئی بلند شاخوں پر عبادت ہی کے دلفریب اور شیریں ثمرات تھے۔ اس کے پھول اور پتے اور ان کی مہک بھی عبادت ہی کا اعلان کرتے تھے۔ اور اس شجرہ طیبہ پر بسیرا کرنے والے روحانی پرندے بھی عبادت ہی کے راگ الاپتے رہے اور الاپتے رہیں گے۔ انہی سے اس دنیا کی بھی حقیقی آبادی ہے اور جنّت بھی انہی کے دم سے آباد ہوگی۔ آقا! قیامت کے دن حمد الٰہی کا پرچم آپ کے ہاتھ میں ہوگا[15]۔ اور تمام انبیاء اور صلحاء اور اہل جنّت آپ کے تتبع میں حمد و شکر کے راگ گائیں گے اور ابد الآباد تک گاتے رہیں گے۔

12- بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی حدیث نمبر 4093
13- سنن ابن ماجہ کتاب الوصایا باب ہل اوصی رسول اللہ حدیث نمبر 2688
14- بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی حدیث نمبر 4084
15- ترمذی کتاب المناقب باب فضل النبی حدیث نمبر 3543

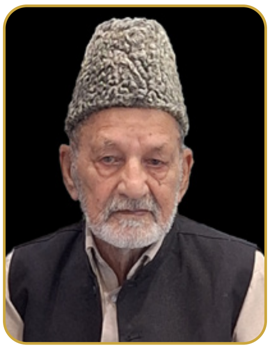

اے قادیاں دارالاماں

مکرم حکیم نذیر احمد رہان صاحب، سابق مربی سلسلہ

قادیان کا مبارک سفر 1988ء

1988ء کا سال میرے لیے خوشیوں کی بہت بڑی نوید لے کر آیا۔ کئی سال کے بعد جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لیے پاکستان سے وفد کی شمولیت کی ہندوستان کی حکومت نے اجازت دے دی۔ جیسے ہی یہ بات میرے علم میں آئی میں نے فی الفور اس کے لیے مرکز پہنچنے کا فیصلہ کیا۔ پاسپورٹ میرے پاس موجود تھا، ربوہ آیا، ناظر صاحب خدمت درویشان کی خدمت میں قافلہ میں شمولیت کی اجازت چاہی۔ ناظر صاحب نے فرمایا کہ ایک ہفتہ کی اجازت ملی ہے وہ بھی اس طرح کہ پہلے قافلہ دہلی جائے گا وہاں سے پنجاب کا انٹری پرمٹ لے کر قادیان آئے گا اور قادیان سے واپس دہلی جائے گا اور پھر براستہ اٹاری پاکستان آئے گا۔ ایک ہفتہ میں سے قریباً چھ دن اس طرح گزر جائیں گے۔ صرف ایک دن قادیان میں قیام کے لیے ملے گا۔ اس لیے جانا مفید نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ تو ایک دن کہتے ہیں مجھے ایک گھنٹہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر حاضری کے لیے مل جائے تو میں اسے سعادت سمجھوں گا۔ اس پر انہوں نے اجازت دے دی۔ وہاں سے ناظر صاحب اصلاح وارشاد کی خدمت میں اجازت کی سفارش کے لیے حاضر ہوا کیونکہ صدر صاحب صدر انجمن احمدیہ نے اصل اجازت دینی تھی۔ انہوں نے بھی سفارش کر دی۔ ملتان میں ایک دوست شیخ نصیر احمد صاحب بھی تیار تھے۔ ان کو فون کر کے ربوہ بلا کر ان کا پاسپورٹ بھی جمع کروا

دیا، کرنسی وغیرہ کا انتظام کیا، ویزہ مل گیا تو معین تاریخ پر لاہور پہنچے۔ خاکسار کو امیر قافلہ مقرر کر دیا گیا۔ ریل سے اٹاری پہنچے۔ شام تک امیگریشن وغیرہ سے فارغ ہو کے وہاں سے گاڑی میں سوار ہو کر دہلی روانگی ہوئی۔ ان ایام میں پنجاب میں سکھ اپنے مطالبات کے لیے فساد برپا کر رہے تھے۔ اس لیے پنجاب بھر کے کسی ریلوے سٹیشن پر گاڑی نہ رکی اور صبح صبح دہلی پہنچ گئے۔ قادیان کے بعض احباب بھی انتظام کے لیے دہلی پہنچے ہوئے تھے۔ گاڑی سے اترتے ہی انہوں نے پاسپورٹ جمع کر لیے۔ خدام کو ہمارے سامان کے پاس حفاظت کے لیے مقرر کر دیا اور ہمیں کہا کہ جاؤ دہلی کی سارا دن سیر کر کے شام کو واپس آجاؤ۔ رات کی گاڑی سے واپس امرتسر روانہ ہوں گے۔ چنانچہ احباب قافلہ گروپ بنا کر سٹیشن سے باہر نکلے تو وہاں ٹورسٹ بسیں کھڑی تھیں جو پندرہ پندرہ روپے فی کس لیتے تھے اور دن بھر دہلی کے اہم مقامات کی سیر کروا کر شام کو سٹیشن پر چھوڑ دیتے تھے۔ چنانچہ ایک بس میں ہم دس بارہ احباب سوار ہو گئے۔ دن بھر دہلی کا لال قلعہ، قطب صاحب کی لاٹ، اندرا گاندھی کا میوزیم، برلا مندر، درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء اور بعض دیگر اہم جگہیں دیکھ لیں۔ ایک ہوٹل کے لان میں مَیں نے احباب کو نماز جمعہ پڑھائی۔ دہلی میں ایک ظروف سازی کا کارخانہ بھی دیکھا جس میں پیتل اور تانبے کے برتنوں پر نقش و نگار بنائے جاتے ہیں۔ ایک اہم چیز جو دہلی میں دیکھی کہ سارے شہر میں سوائے ہندوستان کی اپنی بنائی ہوئی موٹر کار کے جس کو ایمبسڈر کا نام دیا گیا تھا شاید ہی کوئی کار نظر آئی ہو۔ اس سے ہندوستانیوں کی قومیت پرستی کا بڑا ثبوت ملتا ہے۔ بسیں بھی ٹاٹا وغیرہ کے کارخانوں کی بنی ہوئی تھیں۔ شام کو واپس سٹیشن پر آئے تو زبردست خوشخبری ملی کہ ہندوستانی حکومت نے درویشوں کی درخواست پر پاکستان سے آنے والے قافلہ کے افراد کو واپسی پر اٹاری سے پاکستان جانے کی اجازت دے دی ہے جس کے نتیجہ میں اہل قافلہ کو پانچ دن قادیان میں قیام کی اجازت مل گئی۔ وہ تسلی سے جلسہ میں شریک ہو سکے۔

چنانچہ رات کی گاڑی سے سوار ہو کر صبح کو امرتسر اور وہاں سے بسوں میں سوار ہو کر قادیان پہنچ گئے۔ اہل قافلہ کو مدرسہ احمدیہ میں ٹھہرایا گیا۔ مجھے اور نصیر کو تو میرا بھانجا شمس الدین ابن مولوی فیض احمد صاحب دیہاتی قریب ہی جماعتی کوارٹرز میں اپنے گھر لے گیا۔ سالوں بعد بڑی آپا سے ملاقات ہوئی۔ والدہ کی وفات کے بعد میری پرورش میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ قادیان 32 سال بعد دیکھنا نصیب ہوا۔ پاکستان بننے سے قبل جلسہ ہائے سالانہ پر والد صاحب کے ساتھ آتا تھا تو قادیان کی گلی گلی سے واقف ہو چکا تھا۔ الغرض مسجد مبارک، بیت الفکر، بیت الدعا، بیت الریاضت، ان تمام جگہوں میں جی بھر کے دعائیں کیں، جلسہ کی کارروائی سنی۔

سیالکوٹ سے ترکِ وطن کے بعد قادیان میں آباد ہونے والی سردار ستنام سنگھ باجوہ کی فیملی احمدیوں سے گہرے روابط رکھتی ہے۔ اس نے جلسہ سالانہ کے مہمانوں کو چائے پر بلایا۔ خاکسار بھی بحیثیت امیر قافلہ پاکستان شریک ہوا۔ شکریہ ادا کرتے ہوئے خاکسار نے باہمی میل جول اور مہر و محبّت کے اس طرزِ عمل کو خوب سراہا جس کا حاضرین پر بہت اچھا اثر پڑا۔

ایک نماز فجر کے بعد نماز باجماعت کی اہمیت پر مسجد اقصیٰ میں درس بھی دیا۔ پاکستان سے شریک جلسہ ہونے والے احباب کا تعارف بھی کروایا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سے بھی ملاقات کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اس مقدّس سفر سے 22 دسمبر 1988ء کو براستہ اٹاری واپس پاکستان آیا۔ نصیر احمد ملتان روانہ ہو گیا اور میں رات گئے ربوہ آ گیا۔ لاہور میں خوب بارش ہو رہی تھی۔

سفر قادیان جس نے دہلی بھی دیکھنے کا موقع فراہم کیا اور آثار قدیمہ دیکھ کر فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ کا مفہوم سمجھنے میں مدد کی۔ نیز قادیان کے مقدّس مقامات کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے جلوے قلب و روح کی طمانیت اور افزائش ایمان کا باعث بنے۔ اب تک یہ کیفیت روحانیت میں بالیدگی اور تازگی کا احساس قائم رکھے ہوئے تھی۔ الحمدللہ، الحمدللہ کہ اس مبارک و مقدّس سفر کی اس نے توفیق دی۔

تاریخی جلسہ سالانہ قادیان

1991ء میں شمولیت

1991ء کا سال میرے لیے بے حد مبارک ثابت ہوا کہ اس سال اب لمبے عرصہ کے بعد مرکز کی برکات سے استفادہ کی توفیق ملی۔ نیز اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا قادیان جلسہ سالانہ میں تشریف آوری کا پروگرام تھا۔ میں نے مع اہلیہ نظام سلسلہ کو قادیان جانے کی درخواست دی۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی کی درخواست ازراہ کرم منظور کر لی گئی۔ ویزہ وغیرہ کے حصول کا تمام انتظام نظام جماعت نے کیا۔ اغلباً 18 دسمبر کو علی الصبح دفتر انصار اللہ پاکستان سے بسوں کا قافلہ لاہور کے لیے روانہ ہوا۔ لاہور پہنچ کر پلیٹ فارم نمبر 1 پر جہاں سے ہندوستان کے لیے روانگی ہونی تھی اہل قافلہ پہنچ گئے۔ کسٹم والوں نے ضروری کارروائی کی۔ اٹاری کے ٹکٹ لیے اور گاڑی میں بیٹھ گئے، خدا خدا کر کے قافلہ روانہ ہوا۔ اب سرزمین پاکستان سے گزر کر گاڑی ہندوستان کی حدود میں چل رہی تھی۔ رفتار بہت کم تھی۔ ساتھ ساتھ ہندوستان کے گھڑ سوار فوجی دونوں طرف گھوڑے دوڑائے جا رہے تھے کہ گاڑی اٹاری ریلوے سٹیشن پر پہنچ کر رکی۔ مسافر کسٹم کے معاملات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے تیاری کرنے لگے۔ آہستہ آہستہ اہل قافلہ کا سامان چیک کر کے ان کو سٹیشن کے قریب بسوں پر بیٹھنے کی اجازت دی گئی۔ نماز مغرب و عشاء بھی بس میں ادا کی گئیں۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ تمام بسوں کے ڈرائیورز اور کنڈکٹرز سکھ تھے۔ کوئی ہندو مَیں نے بسوں میں نوکری کرتے نہیں دیکھا۔

قادیان میں رہائش کے لیے میری بہن کا گھر تھا سو وہاں چلا گیا۔ آہستہ آہستہ گھر مہمانوں سے بھر گیا۔ شدید سردی کے باعث مجھے سخت کھانسی اور بخار ہو گیا۔

رَش کے باعث میں نے اپنی رہائش اپنی مہمان نوازی کی جگہ منتقل کرلی۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ پہلے پہل جانے سے بیت الدعا میں دعاؤں کا کافی موقع مل گیا۔ بیت الفکر میں بھی دن بھر نوافل کی توفیق ملی۔ جس کمرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متواتر روزے رکھے تھے اس میں بھی قرآنِ مجید کی تلاوت اور نوافل کی توفیق ملی۔

حضور رحمہ اللہ کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے کا بھی موقع ملا۔ خاکسار کی ڈیوٹی ہندوستان کے صوبہ کیرالہ سے آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی پر لگائی گئی۔ خاکسار کے ہمراہ پاکستان سے اور بھی احباب ڈیوٹی کے لیے نامزد تھے جن میں سے اب صرف دو کے نام یاد رہ گئے ہیں۔ ان میں سے ایک مولوی صالح محمد خان صاحب (سابق مربیٔ سلسلہ حال بیلجیئم) اور دوسرے مکرم یٰسین ربانی صاحب مربی سلسلہ کے بھائی چوہدری محمد حسین صاحب تھے۔ اس کے علاوہ قادیان کے احباب میں سے بھی تین احباب ہمارے ساتھ مہمان نواز تھے۔ بلکہ ہمارے گروپ کے انچارج بھی قادیان سے تھے۔

حضور رحمہ اللہ تشریف لائے تو حضورؒ کا استقبال کیا گیا۔ اگلے روز حضورؒ نے ڈیوٹی والوں کا معائنہ فرمانا تھا۔ کیرالہ والوں کی رہائش قادیان کے گرلز سکول میں تھی جو حضورؒ کی رہائش گاہ کے بالکل قریب تھا۔ چنانچہ حضورؒ نے وہاں سے ہی معائنہ شروع فرمایا۔ لائن میں مجھ سے قبل قادیان کے ہی مہمان نواز کھڑے تھے۔ ان کے بعد مجھے حضورؒ نے شرفِ مصافحہ بخشا تو حضور نے اغلباً پہچانا نہیں۔ فرمایا آپ؟ عرض کیا حضور! نذیر احمد رہان۔ اس پر مسکرا کر فرمایا کہ آپ تو بہت بدل گئے ہیں۔ خاکسار نے ٹھوڑی پر اپنا ہاتھ رکھ کر عرض کیا کہ حضور اب بوڑھا ہو گیا ہوں۔ حضورؒ اس پر مسکرا کر آگے چل دیے اور یہ اسی طرح ویڈیو میں ریکارڈ ہو چکا ہے۔

بہر حال قادیان کا جلسہ پوری شان و شوکت اور آب و تاب سے ہوا۔ روزانہ خلیفۂ وقت کی زیارت کی سعادت ملتی رہی۔ حضور ہر روز نماز فجر کے بعد بہشتی مقبرہ تشریف لے جاتے۔ احباب راستہ پر دو رویہ کھڑے ہو کر اپنے امام کی زیارت سے مستفید ہوتے۔ ایک دن احمدیہ چوک قادیان میں ڈیرہ غازی خان کے کریم بخش صاحب عرف بے وَس کملا کھڑے تھے۔ مَیں بھی وہاں کھڑا تھا۔ چند اور احباب بھی کھڑے تھے کہ حضورؒ سیر سے تشریف لے آئے اور یہاں رک گئے۔ کریم بخش صاحب سے نظم کی فرمائش کی انہوں نے اپنے مخصوص انداز اور لَے سے اپنی پنجابی نظم پڑھنا شروع کی۔ ''ربّ دا پیارا طاہر وطناں تے موڑ مہاراں'' اس انداز سے نظم میں حضور کی جدائی کا نقشہ کھینچا گیا تھا کہ تمام حاضرین کی آنکھیں نمناک ہوگئیں۔ حضورؒ کی آنکھوں میں بھی نمی آگئی اور حضورؒ وہاں سے قصر خلافت تشریف لے گئے۔ کیرالہ سے پانچ صد سے زیادہ مہمان آئے تھے۔ اکثر چاول پسند کرتے تھے۔ خاکسار اور ساتھی دل و جان سے صبح و شام مہمانوں کی خدمت میں مصروف رہے۔ مہمان نواز اور مہمانوں میں زبان کا فرق تھا۔ تاہم نہایت محبّت سے مہمان بھی پیش آئے اور ڈیوٹی والے احباب نے بھی اسے خوش بختی سمجھتے ہوئے ڈیوٹی دی۔ جلسہ بخیر و خوبی دعا پر اختتام پذیر ہوا اور دعا کے وقت تقسیم ملک سے پہلے کے جلسہ ہائے سالانہ کی آخری دعا یاد آگئی۔ حضورؒ سے متعدد ملاقاتیں ہوئیں۔ خاکسار کے پاس الیس اللہ کی انگوٹھی تھی۔ وہ حضورؒ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ اپنے دستِ مبارک کی انگلی سے مَس کر کے عطا کریں۔ حضورؒ نے وہ انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن کر دو تین بار مس کر کے عطا کی جو آج تک عاجز کے پاس ہے۔

اس پیاری بستی میں والد صاحب نے بھی ایک معمولی چھوٹا سا گھر تقسیم ملک سے پہلے بنایا تھا۔ خاکسار کے دو بھائیوں، استاذی المکرم ماسٹر کمال الدین صاحب اور جلال الدین صاحب نے بھی محلہ دار العلوم میں حضرت قاضی محمد نذیر صاحب اور حضرت مولانا ابو العطاء صاحب کے قریب مکان تعمیر کیا تھا۔ ہمارا اور بھائیوں کا مکان ایک ہی دس مرلہ کے قطعہ زمین کے نصف نصف پر واقع تھا۔ ایک دن اس مکان کو دیکھنے کے لیے مَیں اور میری اہلیہ اور بھاوج وغیرہ گئے۔ مکان من و عن موجود تھا۔ مکینوں نے ہماری بے حد عزّت کی اور رہائش کی پیشکش کی۔ سکھ خواتین بھی بڑی محبّت سے پیش آئیں اور چائے وغیرہ سے تواضع کی، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزانہ بہشتی مقبرہ میں دعا اور مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک میں نمازوں کی ادائیگی کی توفیق ملتی رہی۔ ہندوستان میں ان دنوں کھانے کا تیل پاکستان کے معیار سے بہت کم تر تھا۔ تیل میں سے ایک مخصوص بُو آتی تھی جس کی وجہ سے سالن کھانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ پاکستان سے جاتے ہوئے بعض عزیزوں کے لیے ڈالڈا کے ڈبے تحفتاً لے گئے تھے جو انہوں نے بہت پسند کیے۔

1991ء میں ہندوستان کی کرنسی کی قیمت پاکستان سے بہت کم تھی۔ چنانچہ ایک سو پاکستانی روپے کے عوض ایک سو بیس روپے ہندوستانی مل جاتے تھے۔ اس لیے پاکستانیوں نے وہاں سے جی بھر کر خریداری بھی کی۔ از قسم کمبل اور دیگر کپڑے وغیرہ۔ بعض نے تو چاندی کے ہلکے پھلکے زیورات بھی خریدے۔ خلیفۂ وقت سے محبّت کے باعث بڑی کثرت سے احباب پاکستان سے گئے ہوئے تھے اور ہندوستان سے بھی۔ قادیان کے تاجروں نے خوب کمایا اور بڑے خوش تھے۔ آئندہ سال کے جلسہ سالانہ کے لیے امیدوں کے محل بنائے بیٹھے تھے۔ قادیان کی مقدس بستی میں چودہ دن گزار کر بوجھل دل کے ساتھ واپسی ہوئی۔ اٹاری تک بسوں میں اور اٹاری سے ''سمجھوتہ ایکسپریس'' کے ذریعہ پاکستان روانگی ہوئی۔ لاہور کسٹم کی کارروائی کے بعد بسوں کے ذریعہ اہل قافلہ ربوہ پہنچے۔ خاکسار، خاکسار کی اہلیہ، بھائی جلال الدین صاحب اور ان کی اہلیہ بخیریت گھر پہنچ گئے۔ شدید تھکاوٹ کا احساس تھا مگر دل شکر کے جذبات سے لبریز تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدّس سفر کی سعادت بخشی۔

رپورٹ: منور علی شاہد

TICOSA جرمنی کے زیرِاہتمام

ایک ادبی مجلس و سالانہ عشائیہ

تعلیم الاسلام کالج کے سابق طلبا کی جرمنی میں تنظیم TICOSA جس کا قیام 2005ء میں عمل میں آیا تھا، کے زیرِاہتمام حسب روایت سالانہ عشائیہ کی تقریب مؤرخہ 17 نومبر بیت السبوح فرانکفرٹ میں منعقد ہوئی۔ اِس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب تھے۔عشائیہ سے قبل مکرم پروفیسر چودھری حمید احمد صاحب کی زیرِصدارت ایک علمی و ادبی تقریب بھی ہوئی جس میں محترم چودھری شریف خالد صاحب اور مکرم رانا عبدالرزاق صاحب کی شائع ہونے والی کتب پر مکرم شمشاد احمد قمر صاحب، مکرم چودھری حمیداللہ ظفر صاحب، مکرم راجہ محمد یوسف صاحب اور مکرم چودھری کولمبس خان صاحب نے تعارفی مقالے پڑھے۔اس کے بعد شعرائے کرام نے اپنا کلام پیش کیا۔

عشائیہ کی تقریب کے آغاز میں قرآنِ پاک کی تلاوت مکرم عبدالحنان ڈوگر صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم شیخ خالد محمود صاحب نے منظوم کلام پڑھا۔ پھر مکرم چودھری عبدالغفور ڈوگر صاحب صدر ٹکوسا نے تفصیل سے سالانہ رپورٹ کارگزاری پیش کی۔جس میں انہوں نے بہت سے پروگراموں کی تفصیل بتائی مثلاً مکرم پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب کے دَور کی سنہری یادیں تازہ رکھنے کے لئے تقریب، ٹکوسا کی ویب سائٹ کی وسعت، رمضان پیکٹ چودھری محمد علی انٹرنیشنل باسکٹ بال ٹورنامنٹ، چوتھا سالانہ سائیکل سفر، 25 ممبران تنظیم کے دو ممالک (ترکیہ اور قازکستان) کی سیر، جلسہ سالانہ کے موقع پر تنظیم کا اسٹال ایک Grill پارٹی جیسے پروگراموں کے ساتھ ساتھ مستحق طلباء کے لئے اسکالرشپ کے لئے نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان کو بھجوائی جانے والی رقم میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے، صرف اس سال 32 لاکھ دس ہزار روپے ربوہ بھجوائے جاچکے ہیں، اسی طرح تنزانیہ میں دو مساجد کی تعمیر کے لئے ادائیگی کردی گئی ہے جبکہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی تعمیر کے لئے سکول فنڈز مہیا کئے جارہے ہیں، الحمدللہ۔

اس کے بعد مہمان خصوصی مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب نے خطاب کیا۔آپ نے جہاں تعلیم الاسلام کالج جیسے عظیم ادارے کی تاریخ کو بیان فرمایا وہیں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں اس کے قیام و مقاصد کی غرض و غایت کو بیان کرتے ہوئے فارغ التحصیل طلبا کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی۔احمدیوں کے مابین انسانی ہمدردی اور باہمی اُخوّت کو بڑھانے اور پھیلانے کے لئے ٹی آئی کالج کے ہر سابق طالب علم کو بیدار ہونے کی تلقین فرمائی۔ آخر پر مکرم نیشنل امیر صاحب نے اختتامی تقریر کرتے ہوئے ٹکوسا کے کاموں کو بہت سراہا اور کہا کہ یہ بہت فعّال ایسوسی ایشن ہے۔آپ نے سب حاضرین کو ان کی جماعتی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی۔

تقریب کے اختتام پر ٹکوسا کے ساتھ تعاون کرنے والے ممبران کو اعزازات دیئے گئے۔ پھر مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جرمنی نے اختتامی دعا کرائی اس کے بعد عشائیہ کے ساتھ تقریب اختتام کو پہنچی۔اس تقریب کے لئے برطانیہ اور جرمنی کے دور دراز شہروں سے بطور خاص متعدد احباب تشریف لائے تھے۔

جماعتی تاجک ویب سائٹ کا افتتاح

اور

اسلامی اصول کی فلاسفی کے تاجک ترجمہ کی اشاعت

islamahmadiyya-tj.org

مکرم سیّد حسن طاہر بخاری صاحب۔ مربی سلسلہ رشین ڈیسک جرمنی

مؤرخہ 9 دسمبر 2024ء کو ایم ٹی اے سٹوڈیو اسلام آباد (یوکے) میں جماعت احمدیہ جرمنی کے آفس مربیان و واقفین زندگی کی ملاقات کے آغاز میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت تاجک زبان میں جماعت احمدیہ کی ویب سائٹ islamahmadiyya-tj.org کا افتتاح فرمایا اور اس کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لیے دعا کی۔ اس موقع پر مکرم رانا خالد احمد صاحب انچارج مرکزی رشین ڈیسک اور جرمنی میں رشین ڈیسک کے مکرم سیّد رمیض طاہر بخاری صاحب مربی سلسلہ اور خاکسار بھی موجود تھے۔ تاجک ویب سائٹ شعبہ تبلیغ جرمنی نے رشین ڈیسک جرمنی کے تعاون سے تیار کی ہے جبکہ مواد ہمارے تاجک زبان کے ماہر دو مربیان کرام کا تیار کردہ ہے۔

اسی موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حضرت مسیح موعودؑ کی معرکہ آرا تصنیف ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا تاجک ترجمہ بغرض دعا پیش کیا گیا، الحمدللہ۔ یہ پہلی جماعتی کتاب ہے جو حال ہی میں جماعت جرمنی کی طرف سے تاجک زبان میں شائع ہوئی ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ تاجک قوم کے زیادہ سے زیادہ افراد کو اس ویب سائٹ سے مطلع کریں اور ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا تاجک ترجمہ ان تک پہنچائیں۔ تاکہ اس قوم کے زیادہ سے زیادہ افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچے اور اللہ تعالیٰ اس قوم کو مسیح الزمان علیہ السلام کو قبول کر کے خلافت کے سلطان نصیر بننے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

عالمی کتب میلہ فرانکفرٹ

(رپورٹ: مکرم عرفان احمد خان صاحب)

جرمنی میں منعقد ہونے والی جو عالمی نمائشیں دنیا بھر میں اپنی شہرت رکھتی ہیں ان میں ہر سال اکتوبر میں لگنے والے کتابوں کے میلے کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ امسال یہ میلہ 16 سے 20 اکتوبر 2024ء بدھ تا اتوار پانچ روز حسب معمول فرانکفرٹ میں منعقد ہوا جس میں 153 ممالک سے چار ہزار تین سو پبلشرز نے اپنی اپنی مطبوعات کو اپنے سٹالز کی زینت بنایا۔ ان پانچ دنوں میں تین ہزار تین سو مذاکرے ہوئے اور دو لاکھ تیس ہزار لوگوں نے اس میلے سے استفادہ کیا۔ جماعت جرمنی کے پبلشنگ ادارے Verlag der Islam نے بھی ہال نمبر 3 کی پہلی منزل پر اپنا سٹال لگایا جس میں جماعت کی طرف سے شائع کردہ جرمن اسلامی لٹریچر نمائش میں پیش کیا گیا۔ جرمن ترجمہ قرآن، اسلامی اصول کی فلاسفی، سیرت النبی ﷺ اور ہستی باری تعالیٰ کو خاص اہمیت دی گئی تھی۔ ان کے پوسٹر سٹال پر نمایاں طور پر لگائے گئے تھے جو پاس سے گزرنے والوں کی توجہ کا مرکز بنے۔ سوموار کے روز شعبہ اشاعت کی ٹیم نے جماعت کا سٹال تیار کر کے مقررہ جگہ پر خوبصورتی کے ساتھ لگایا۔ بدھ اور جمعرات کے روز صرف کتب فروش کمپنیوں اور بک سیلرشاپس مین کو نمائش دیکھنے اور آرڈر بک کروانے کی اجازت ہوتی ہے۔ جبکہ جمعہ، ہفتہ، اتوار داخلہ ٹکٹ کے ساتھ افادہ عام کے لئے نمائش کو دیکھنے اور کتابوں سے تعارف حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ ان پانچ دنوں میں ہزاروں لوگ جماعت کے سٹال پر آئے اور اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور آرڈر بک کروائے نیز اسلامی لٹریچر حاصل کیا۔ جماعت کے سٹال کو یہ انفرادیت حاصل تھی کہ وہاں آنے والوں کو ان کا نام عربی کیلی گرافی میں لکھ کر تحفۃً پیش کیا جاتا تھا۔ مکرم حافظ لقمان احمد صاحب اور مکرم فرہاد غفار صاحب نے یہ خدمت سر انجام دی۔ مہمانوں سے گفتگو کرنے کا فریضہ مکرم محمد مصور صاحب، مکرم نبیل احمد شاد صاحب، مکرم سفیر الرحمان ناصر صاحب، مکرم اسد جری اللہ صاحب، مکرم طلحہ کاہلوں صاحب اور مکرم عبدالمنان واگس ہاؤزر صاحب نے ادا کیا۔ جماعت احمدیہ جرمنی خدا کے فضل سے گزشتہ 52 سال سے اس نمائش میں حصہ لے رہی ہے۔

محمد الیاس منیر، مربی سلسلہ

باندھیں گے رختِ سفر کو ہم برائے قادیاں

اُس روز میری اور میرے اہل خانہ کی خوشی کی انتہاء نہ تھی جب 15 دسمبر 2023ء کی سہ پہر میرے ہاتھ میں جلسہ قادیان کے لئے لگے ہوئے ویزے والے ہمارے پاسپورٹ تھے۔اس سے پہلے گومگو کی کیفیت تھی کہ پتہ نہیں ویزہ ملتا ہے یا نہیں۔ میں نے ویزا ایجنسی سے نکلتے ہی گھر فون کیا تو گھر میں بھی جشن کا سماں ہوگیا۔سفر کی تیاری میں سنجیدگی آگئی۔سب سے پہلے جہاز کی ٹکٹوں کا مرحلہ تھا، اللہ نے فضل کیا کہ دسمبر کے ان ایام میں جبکہ ٹکٹیں آسمان سے باتیں کر رہی ہوتی ہیں، نسبتاً معقول قیمت پر مل گئیں، الحمدللہ۔ پھر تو دل کی ہر دھڑکن سے یہی آواز آنے لگی:

آہ کیسی خوش گھڑی ہوگی کہ بانیلِ مرام
باندھیں گے رختِ سفر کو ہم برائے قادیاں

آخر وہ گھڑی آ گئی جب 22 دسمبر کو جرمنی سے اُڑے، دوحہ میں چند گھنٹوں کے لئے رُکے اور پھر قطر ایئرویز کے پیر امرتسر پر جا لگے۔امیگریشن ہال میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جماعت ویزبادن کے مکرم گلزار صاحب اپنے سب بیٹوں، بیٹیوں اور پوتے پوتیوں اور نواسوں کے ساتھ جن کی کل تعداد 22 تھی، بھی اسی جہاز پر سوار رَختِ سفر کو برائے قادیاں باندھے ہوئے تھے۔امیگریشن کے بعد باہر نکلے تو جلسہ سالانہ کے کارکنان اپنے ناظم استقبال مکرم طیّب خادم صاحب ابن مکرم مولانا ظہیر احمد خادم صاحب کی نگرانی میں ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے۔انہوں نے ہمارا سامان ہاتھوں ہاتھ لیا اور ویگنوں پر لاد دیا۔ پھر جب ہم "سوئے کوئے او" روانہ ہوئے تو چار بج چکے تھے۔ صبح تڑکے دھند کی وجہ سے گاڑی چلانی مشکل ہو رہی تھی تاہم سڑک بہت عمدہ تھی جس کی وجہ سے سفر بڑی سہولت سے طے ہونے لگا۔جب گاڑی مجھے قادیان دارالامان کی طرف تیزی سے لئے جا رہی تھی تو مَیں اس سوچ میں تھا کہ ؏

لے چکا ہے دل مرا تو دلربائے قادیاں

قریباً سوا گھنٹے کے سفر کے بعد صبح سویرے قادیان کی حدود میں داخل ہوئے تو دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں اور پھر چند منٹ میں ہماری گاڑی قادیان کی گلیوں میں سے ہوتی ہوئی اس مقدّس جگہ پہنچی جسے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشاعت اسلام کی تیسری شاخ قرار دیا ہے یعنی لنگر خانہ! یہاں پہنچتے ہی خدام نے ہمارا سامان اُتار کر چند لمحوں میں اوپر کی منزل پر آراستہ کمروں میں پہنچا دیا۔کمرے ایسے صاف ستھرے اور آرام دہ تھے کہ جی خوش ہوگیا۔ادھر سامان رکھ کر فارغ ہوئے، ادھر منارۃ المسیح کی چوٹی سے حیّ علی الصلوٰۃ کی صدا آئی۔چنانچہ وضو کر کے مسجد مبارک پہنچے جو محض چند قدموں کے فاصلے پر تھی، نماز فجر ادا کر کے مزا ہی آ گیا، الحمدللہ۔

نماز ادا کر کے مسجد سے باہر آئے تو ہر طرف جلسہ کی چہل پہل تھی۔کوئی بہشتی مقبرہ جا رہا تھا تو کوئی چائے کی

دکانوں کی طرف کہ چائے کا ایک کپ پی کر سردی کا مقابلہ کر سکے۔ مَیں سیدھا بہشتی مقبرہ پہنچا اور ایک مرتبہ پھر حبیب آقاؐ کا سلام اپنے آپ کو احقر الغلمان کہنے والی ہستی کی خدمت میں عرض کیا، جذبات کی رَو میں بہ کر نہ جانے کہاں کہاں جا پہنچا۔ پھر چند قدم پیچھے ہٹ کر یہاں لگی محفل کا نظارہ کیا تو مجھے حضور علیہ السلام کی وہ بات یاد آئی جس میں آپ نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ میرا ایسا گھر ہو جس میں میرے دوستوں کے دروازے کھلتے ہوں۔ بالکل یہی نظارہ میں نے دیکھا حضور علیہ السلام کے مزار مبارک کے اردگرد صحابہ ہی صحابہ کے مزار ہیں یوں لگتا ہے جیسے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی مجلس عرفان سجی ہو۔ میں نے اس لمحہ یہ فیصلہ کیا کہ ہر روز بہشتی مقبرہ کے ایک قطعہ کا تفصیلی مطالعہ کروں گا، چنانچہ میں نے یہ سلسلہ اپنے قیام کے آخری دن تک جاری رکھا جس سے میری معلومات میں حیرت انگیز اضافہ ہوا، الحمدللہ۔

قادیان میں پہلے دن کی مصروفیات میں سب سے اہم کام اپنا کارڈ بنوانا تھا کہ یہاں کارڈ کے بغیر ہر کوئی بے کار تھا۔ چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے دفتر میں قائم رجسٹریشن آفس پہنچ کر اپنے ساتھ اپنے سب بچوں کے کارڈ بھی بنوا لئے جو پاکستان کے راستہ چند دن بعد پہنچنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال پہلی بار ہم کل آٹھ افراد خاندان تھے جنہیں قادیان کی زیارت اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کی سعادت ملی، الحمدللہ۔

امسال پاکستان سے جلسہ کے لئے آنے والے احباب جماعت کو آخری وقت میں عالمی اور بعض مقامی حالات کی بناء پر نظام جماعت کی طرف سے روک دیا گیا۔ جس کی وجہ سے کئی ہزار احباب جماعت ویزہ لگنے کے باوجود رُک گئے، عرب ممالک سے بھی اچھی خاصی تعداد میں احباب جماعت آیا کرتے ہیں، وہ بھی امسال نہ آ سکے تھے جس کی وجہ سے قادیان میں وہ ظاہری رونق نہ ہو سکی جو اس سے پہلے ہوا کرتی تھی۔ تاہم مقدّس بستی کے پاکیزہ ماحول اور انفاسِ قدسیہ سے معطّر فضاؤں کی برکات میں کوئی کمی نہ تھی۔ چنانچہ ہم جیسے زائرین کو بیت الدُّعا اور دیگر مقامات مقدسہ سے خوب جی بھر کر اِستفادہ کا موقع میسّر آ گیا، اسی طرح قیام کے لئے دار الضیافت جیسی سہولت بھی مل گئی، الحمدللہ۔ جلسہ کے انتظامات کا افتتاح مؤرخہ 25 دسمبر کی صبح ہوا۔ اس کے لئے سب کارکنان جلسہ اور کچھ زائرین دس بجے صبح جلسہ گاہ "بستان احمد" کے ایک طرف جمع ہوئے، موسم شدید دُھند کی لپیٹ میں تھا لیکن جلسہ کے کارکنان خدمت کے جذبے سے سرشار اپنے پُرعزم چہروں کے ساتھ منظّم انداز میں مقررہ جگہوں پر کھڑے تھے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نمائندگی میں محترم مولانا کریم الدین شاہد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ بھارت تشریف لائے تو منتظمین کے ساتھ مصافحہ کے بعد ایک باقاعدہ تقریب منعقد ہوئی جس میں آپ نے خطاب کیا اور دعا کے ساتھ انتظامات جلسہ کا باقاعدہ افتتاح ہو گیا۔

خاکسار تو جرمنی سے سیدھا قادیان پہنچ گیا تھا جبکہ خاکسار کے سات افراد خانہ پہلے ربوہ چلے گئے تھے اور وہیں سے براستہ واہگہ بارڈر قادیان آئے۔ انہیں لینے کے لئے خاکسار قادیان سے گاڑی لے کر بدھ مؤرخہ 27 دسمبر کو واہگہ بارڈر پر گیا مگر ربوہ سے لاہور تک دھند کی وجہ سے موسم اس قدر خراب تھا کہ گاڑی بروقت سرحد پر نہ پہنچ سکی جس کی وجہ سے سب کو ایک رات کے لئے بیت الذکر لاہور میں رُکنا پڑا تو مجھے بھی "خالی گاڑی" پہ واپس آنا پڑا۔ اس قافلہ میں یوکے سے آئے ہوئے ہمارے خالو جان مکرم مرزا نصیر احمد صاحب (المعروف بہ چھٹی مسیح) سالار قافلہ کی حیثیت سے شامل تھے۔ اگلی صبح جلد ہی سرحد عبور کر کے سب بچے آ گئے تو نماز عشاء تک ہم قادیان پہنچ گئے، الحمدللہ۔

جلسہ کے ایام میں دار الضیافت کے دائیں جانب کے کمرے خواتین اور بائیں جانب کے کمرے مردوں کے لئے مخصوص کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہمیں بھی اس انتظام کے مطابق دار الضیافت کے مختلف حصوں میں کمرے الاٹ ہو گئے۔ دار الضیافت میں قیام کی وجہ سے ہر روز نئے پرانے بے شمار دوستوں سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ بنگلہ دیش، یوکے، آسٹریلیا، انڈونیشیا، ماریشس، امریکہ و افریقہ سے آئے ہوئے بڑی عمر کے بھی اور نوجوان بھی بڑی تعداد میں یہاں فروکش تھے جن سے آتے جاتے، کھانا کھاتے یا چائے پیتے ملاقات ہو جاتی۔ بنگلہ دیش سے اپنے سکول کے کلاس فیلو مکرم صالح احمد صاحب (مربی سلسلہ) اپنی اہلیہ، بیٹی اور داماد کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ ان سے ایک عرصہ کے بعد ملنا بہت اچھا لگا۔ یوکے سے تشریف لائے ہوئے مکرم ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب (داماد صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب مرحوم) کے ساتھ بھی دلچسپ نشست ہوتی رہی۔ اپنے مولانا خوشی محمد شاکر صاحب مرحوم مربی سلسلہ کے دو بیٹوں سے مل کر دلی خوشی ہوئی۔

مؤرخہ 29 دسمبر بروز جمعہ صبح دس بجے جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا۔ اس وقت بھی دھند کا راج تھا اور اسی موسم میں محترم مولانا کریم الدین شاہد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ بھارت نے پہلے لوائے احمدیت لہرایا پھر افتتاحی اجلاس کی صدارت کی۔ بعد کی تقاریر کے دوران دھند غائب ہونے لگی اور دوپہر تک سورج نکل آیا۔ جمعہ کی نماز کے وقت سورج پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا لیکن اس کے بعد دونوں دن سورج غائب رہا بلکہ جلسہ کے بعد بھی کم از کم جب تک میرا قیام رہا، سورج نہیں نکلا۔ اس کے باوجود ہمارے سارے کام چلتے رہے، الحمدللہ۔ ایک ایک اجلاس کر کے جلسہ پلک جھپکتے میں گزر گیا اور آخری اجلاس کا وقت آن پہنچا جب ہر کسی کی نظریں بڑی سکرین پر جم گئی تھیں اور ہر کوئی گوش بر آوازِ آقا تھا۔ سہ پہر کے وقت سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سکرین پر رونق افروز ہوئے اور اختتامی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت، نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلالی انداز میں خطاب فرماتے ہوئے مخالفین احمدیت کو خوب جھنجوڑا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو واضح فرمایا۔ قادیان جیسی بستی کی آواز دنیا کے کونے کونے میں پھیل جانا اور آج اس بستی میں دنیا کے کونے کونے سے عشّاق کا جمع ہونا، اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

ساتھ وعدوں کا ہی نتیجہ ہے۔ ایک گھنٹہ سے زائد خطاب کے دوران سورج غروب ہو چکا تھا اور فضا سرد ہو چکی تھی مگر احباب جماعت کے جذبہ ایمانی سے موسم گرم تھا اور ہر شخص اپنی جگہ بیٹھے اپنے آقا کا خطاب پورے اِنہماک سے سنتا رہا۔ دعا کے بعد ترانے گائے گئے بچوں اور نوجوانوں نے ایمانی جذبوں کو خوب گرمایا اور اسی مقدّس و مطہر ماحول میں ہمارا یہ روحانی جلسہ اختتام پذیر ہوا جس کے لئے کوئی مشرق سے اڑتا ہوا آیا تھا تو کوئی مغرب سے، کسی نے شمال سے سفر اختیار کیا تھا تو کسی نے جنوب سے۔ اور اب سب کے سب اداسی لئے واپسی کی تیاریاں کرنے لگے تھے تاہم جلسہ کے بعد قادیان میں چند دن تک خوب رونق اور گہما گہمی رہی۔

امسال جلسہ کے انتظامات میں ''نظامت زیارت'' کے نام سے ایک نئی نظامت قائم کی گئی تھی جس کے معاونین از خود مہمانوں سے رابطے کرکے پروگرام طے کرتے اور انہیں قادیان کے مقاماتِ مقدّسہ کی زیارت کراتے۔ چنانچہ ہمیں بھی اسی انتظام کے تحت مختلف مقامات کی زیارت کرائی گئی، ہر جگہ کا تعارف کرایا گیا۔ روٹی پلانٹ، سرائے طاہر، تصویری نمائش اور کوٹھی دارالسّلام کی سیر بھی کرائی گئی۔ ان سب مقامات کی سیر ؏ ''اِک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا'' کا منظر نامہ تھا۔

جلسہ کے ایّام میں مرد حضرات نمازیں مسجد اقصیٰ میں ادا کرتے رہے اور مسجد مبارک خواتین کے لئے مخصوص کر دی گئی تو زیادہ نمازیں یہیں ادا کرنے کا موقع ملا۔ خاکسار کے پوتے عزیزان سالک و عاذب منارۃ المسیح کو دیکھ کر خوشی سے پھولے نہ سماتے، اسے ہاتھ لگاتے اور چومتے۔ الحمدللہ۔

اگلے روز ایک مرتبہ پھر مقامات کی زیارت کے لئے ہمیں لینے گاڑی آگئی تو ہم پھر نکل کھڑے ہوئے اور اب کی بار مسجد نور، تعلیم الاسلام کالج، مسجد دارالبرکات، ریلوے اسٹیشن اور پرانا نور ہسپتال دیکھا۔ علاوہ ازیں لڑکیوں اور لڑکوں کے ہائی سکول بھی دیکھے جنہیں حضرت مصلح موعودؓ کے عہد خلافت میں تعمیر کیا گیا تھا۔ ان سب تعلیمی اداروں کی عمارتیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اُس زمانہ میں بھی جب کہ جماعت کے پاس مالی وسائل نہ تھے، کس قدر عالی شان عمارتیں تعلیمی مقاصد کے لئے تعمیر کرنے کی توفیق پائی۔ اس سے حضرت خلیفۃ المسیح کے دل میں علم کی اہمیت کا اندازہ بآسانی کیا جاسکتا ہے۔ افسوس کہ حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ ان سے جماعت استفادہ نہ کرسکی اور اب مدّت سے غیروں کے زیرِ استعمال ہیں۔

ایک شام اپنے عزیزوں یعنی تایا جان ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش مرحوم کی اولاد کے لئے وقف رہی، اس روز ہم سب عزیزم حفیظ صاحب کے گھر جمع ہوئے جہاں باربی کیو کا اِنتظام کیا گیا۔ یہ پروگرام رات گئے تک جاری رہا۔ انگیٹھیوں کی تپش کے سامنے ماحول کی سردی بھی سرد پڑ گئی تھی اور سب کھلے صحن میں بیٹھے مزے کرتے رہے۔

4 جنوری 2024ء کی صبح میرے علاوہ سب افراد خانہ ربوہ کے واپسی سفر پر روانہ ہوئے اور رات تک بخیریت گھر پہنچ گئے جبکہ خاکسار کو 9 جنوری تک قادیان کے ماحول میں درود شریف کا وِرد کرنے، نمازیں پڑھنے اور بیت الدعا میں دعائیں کرنے کا موقع ملا، الحمدللہ۔

5 جنوری 2024ء کو دوپہر کے کھانے کی دعوت اپنے پرانے دوست مکرم محمد ادریس صاحب (ریٹائرڈ مربی سلسلہ حال فرانس) کی طرف سے تھی۔ انہوں نے اپنی بیٹی (اہلیہ مکرم فضل احمد صاحب ملکانہ ابن مکرم رشید احمد ملکانہ صاحب فوٹوگرافر احمدیہ چوک قادیان) کے ہاں اڑیسہ کے دو اور دوستوں کے ہمراہ مدعو کیا ہوا تھا، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ یہاں سہ پہر تک خوب رونق رہی۔ اڑیسہ کے دوستوں کا اخلاص و محبّت دیکھ کر رشک آتا رہا۔ مکرم رشید ملکانہ صاحب اگرچہ اب عمر رسیدہ اور ضعیف ہیں لیکن بڑی محبّت سے پیش آئے اور تایا جان مرحوم اور ابا جان کی پرانی باتیں کرتے رہے۔

نماز مغرب کے بعد حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ مسجد مبارک کے پہلو میں سرخ چھینٹوں والے کمرے میں بیٹھ کر سنا جس کے آخر پر حضور انور نے محترم مولانا محمد جلال شمس صاحب اور استاذی المحترم مولوی محمد ابراہیم بھامڑی صاحب کا بھی ذکر خیر فرمایا۔ نماز عشاء کے بعد دارالضیافت پہنچ کر کھانا کھایا اور صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت مکرم شمیم غوری صاحب سے ملنے ایوان خدمت گیا۔ ان کے ساتھ آدھ گھنٹے کی نشست ہوئی۔

6 جنوری 2024ء کی صبح حسب معمول نماز فجر کے بعد بہشتی مقبرہ گیا، مزار مبارک پر دعا کرنے کے بعد ایک اور قطعہ کا مطالعہ کیا، یہاں 1918ء میں وفات پانے والے بزرگان مدفون تھے۔ اس قطعہ میں دو قبروں نے حیران کر کے رکھ دیا اور وہ اس طرح کہ محض چند دنوں کے وقفہ سے ماہ اکتوبر میں وفات پانے والے یہ خوش نصیب ماریشس سے تحصیل علم کے لئے آئے ہوئے نوجوان تھے۔ دونوں کو بلا وصیت دفن ہونے کی سعادت ملی۔ حیرت کی بات تھی کہ 1915ء میں ہمارے اوّلین مبلغ وہاں پہنچے ہیں جنہوں نے احباب جماعت میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے ایسی روح پھونکی کہ ان میں سے دو نوجوان تحصیل علم کے شوق میں اپنا سب کچھ چھوڑ کر دور دراز ملک ہند کی گمنام بستی قادیان چلے آئے اور پھر ہمیشہ کے لئے یہاں کے ہو کر رہ گئے اور پیچھے آنے والوں کے لئے نیک نمونہ چھوڑ گئے، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

امسال جن دوستوں کے ساتھ گہرا تعارف ہوا، ان میں کشمیر سے آئے ہوئے مکرم ڈاکٹر اعجاز نائیک صاحب بھی تھے۔ موصوف بھی جلسہ کے بعد کئی روز تک قادیان رہے چنانچہ ہر روز ان سے ملاقات ہوتی، اس طرح سے ان سے رشتہ مودّت گہرا ہو گیا۔ مشہور درویش قادیان محترم مولانا شریف امینی صاحب کے پوتے سے ملاقات ہوئی، ایک روز اپنے گھر لے گیا جہاں اس کے والد مکرم رفیق امینی صاحب کے ساتھ دیر تک ملاقات رہی۔ امینی صاحب کا گھر مشہور گاؤں ننگل میں جلسہ گاہ کے بالکل ساتھ جانب جنوب ہے۔ اچھا بڑا گھر ہے جسے دیکھ کر بزرگ امینی صاحب کی درویشانہ دعاؤں کی جھلک نظر آتی ہے۔ مغرب و عشاء کی نمازیں ان کے پڑوس میں بنی مسجد میں ادا کیں۔ اس موقع پر علم ہوا کہ ننگل میں اب کئی مساجد تعمیر ہو چکی ہیں، الحمدللہ۔

ایک روز مرکزی دفاتر میں ملاقاتوں کے لئے رکھا چنانچہ دفتر دارالقضاء، مجلس کارپرداز، بیت المال، نظارت اشاعت، جامعہ احمدیہ، نور لائبریری، نظارت دعوت وتبلیغ، نظارت علیا اور صدر صدر انجمن احمدیہ گیا اور بزرگان سے ملاقاتیں کیں اور اللہ تعالیٰ کے بے پایاں افضال وبرکات اور احسانات کا نظارہ کیا۔ایک شام قادیان سے کچھ فاصلے پر ایک گاؤں میں مکرم محمد ادریس صاحب کے داماد کی وساطت سے ایک سکھ کے گھر گیا۔ جب ہم ان کے گھر پہنچے تو سب بڑوں چھوٹوں کی خوشی دیدنی تھی۔انہوں نے اپنے گھر، زمینیں اور فصلیں دکھائیں۔طرح طرح کی اشیاء سے تواضع کی۔اپنے بزرگوں کے قادیان کے احمدیوں سے تعلقات کی باتیں سنائیں اور خوشگوار یادیں تازہ کیں۔

واپس آنے سے ایک دو روز پہلے کی بات ہے کہ دارالضیافت کے دروازے کے سامنے مکرم مولانا حمید کوثر صاحب کے ساتھ ملاقات ہوگئی۔موصوف نظامت زیارت کے نگران تھے۔ آپ نے ازراہ شفقت بعض مقامات کی سیر کرانے کا پروگرام دیا اور پھر ایک گاڑی کا انتظام کر کے قادیان کے گردونواح میں لے گئے۔ پہلے ہم پرانے نور ہسپتال کے قریب ایک ویران سی جگہ گئے جہاں مولانا نے ایک کتبہ دکھایا جو ان چند شہداء کی یاد دلاتا ہے جنہیں 1947ء میں اس جگہ شہید کیا گیا تھا۔اللہ تعالیٰ ان شہداء کے درجات بلند فرمائے،آمین۔یہیں پودوں کی مرکزی نرسری بھی ہے۔

پھر مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیر والا راستہ اور وہ نہر دیکھنے کی فرمائش کی جہاں تک حضور علیہ السلام مہمانوں کو الوداع کہنے تشریف لے جایا کرتے تھے، اور اسی نہر تک آپ علیہ السلام سیّد الشہداء حضرت سیّد عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کو بھی وداع کہنے تشریف لے گئے تھے اور بقول حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ جب صاحبزادہ صاحب واپس افغانستان جانے لگے تو وہ کہتے تھے کہ میرا دل یہ کہتا ہے کہ مَیں اب زندہ نہیں رہوں گا۔میری موت آن پہنچی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس ملاقات کو آخری ملاقات سمجھتے تھے۔ رخصت ہوتے وقت وہ حضور کے قدموں

نہر کے کنارے عین اس جگہ پر جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مہمانوں کو وِداع کرنے تشریف لے جایا کرتے تھے،
مولانا محمد حمید کوثر صاحب کے بائیں طرف مضمون نگار

میں گر کر زار زار رونے لگے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں اٹھنے کے لئے کہا اور فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے مگر وہ حضور کے قدموں پر گرے رہے۔ آخر آپؑ نے فرمایا اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ۔اس پر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی حسرت کے ساتھ رخصت ہوئے۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل روایت نمبر 360 ایڈیشن 1939ء)

اور نہر کے اسی پل کے بارہ میں محترم کوثر صاحب نے حضرت بھائی عبد الرحمان صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان کی کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ قادیان لے جایا جا رہا تھا تو ان کی ڈیوٹی حضرت اماں جانؓ کے ساتھ تھی۔ان کی سواری اس پل پر کچھ دیر کے لئے رُکی تو حضرت اماں جانؓ پرانی یاد تازہ کرتے ہوئے سرد آہ بھر کر فرمانے لگیں کہ جب مَیں بیاہ کر لائی گئی تھی تو اسی جگہ رُکی تھی اور آج جب بیوہ ہو کر قادیان جا رہی ہوں تو بھی اسی جگہ پر وقفہ کے لئے کھڑی ہوں۔

نہر کے ساتھ ساتھ قادیان کو واپس جاتے ہوئے جب ہماری گاڑی بائیں طرف کو مڑی تو اس جگہ مکرم کوثر صاحب نے اُن سردار صاحب کا گھر دکھایا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کے دوست تھے اور وہ آپ سے کہا کرتے تھے کہ اگر اپنے بیٹے کو کہیں نوکر کروانا ہے تو بتائیں مَیں کروا دیتا ہوں۔لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب تھا کہ مَیں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں۔اس وقت اُن سردار صاحب کا پوتا اس گھر میں سکونت پذیر ہے۔ہم اس سڑک پر جلسہ گاہ کی عقبی جانب سے فضل عمر پرنٹنگ پریس کے سامنے سے ہوتے ہوئے چونگی چوک (نزد مسجد انوار) پہنچے پھر دارالضیافت پہنچے اور یہاں دفتر میں بیٹھ کر بعض علمی وتحقیقی موضوعات پر گفتگو ہوئی۔

خاکسار کے قیام لنگر خانہ (دارالضیافت) کے دوران جملہ کارکنان اور خدام نے ہر ممکن خیال رکھا۔خاکسار نے کسی بھی وقت کسی کارکن کے چہرہ پر اُکتاہٹ نہیں دیکھی

شہدائے 1947ء کی یاد میں نصب کتبہ

اگر کچھ دیکھا تو بشاشت اور خدمت کا جذبہ ہی دیکھا۔ اِس کے ساتھ ساتھ محلہ احمدیہ، بہشتی مقبرہ اور دیگر جماعتی دفاتر و مراکز اور مساجد کی صفائی اور تزئین اپنے اعلیٰ معیار پر پہنچی ہوئی ملی جس کا ہر زائر نے کھلے دل کے ساتھ اظہار کیا، الحمدللہ و بارک اللہ فیہ۔

پھر ایک روز وقت رخصت آن پہنچا تو غم والی کیفیت نے دل کو گھیر لیا۔ 10 جنوری کی رات گیارہ بجے کے قریب جلسہ کے انتظام کے ہی تحت گاڑی آ گئی تو مَیں جرمنی کے واپسی سفر پر روانہ ہوگیا۔ مجھے لینے کے لئے بھی ناظم استقبال مکرم طیّب خادم صاحب آئے تھے اب کے بھی انہوں نے ہی انتظام کیا تھا تاہم ایک خادم سلسلہ مکرم مظہر علی صاحب اپنے بچوں کے ساتھ امرتسر ریلوے اسٹیشن جا رہے تھے تو وہ بھی میرے ساتھ ہی گئے۔ ایئر پورٹ کے مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے گیارہ جنوری کی صبح قریباً سوا تین بجے ہمیں جہاز میں سوار ہونے کا اذن ہوا تو سب منتظرین نیند سے بھری آنکھوں اور بوجھل قدموں سے مقررہ راستہ پر چل پڑے اور مختلف مراحل کو طے کرتے ہوئے آخر کار اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھنے میں کامیاب ہوگئے۔ وقتِ مقررہ کے آس پاس جہاز پہلے رینگا پھر ذرا تیز ہوا اور آخر میں برق رفتاری سے دوڑتے ہوئے فضا میں بلند ہوگیا اور چند گھنٹوں میں کئی ہزار کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے پچھلے پہر کے اندھیرے میں عرب امارات کے اوپر تیرنے لگا۔ میں کھڑکی کے پاس بیٹھا تھا۔ میری نظر باہر پڑی تو مطلع صاف ہونے کی وجہ سے عرب کے اس صحرائی جنگل میں منگل کے نظارے دیکھنے کو ملے۔ امارات کے مختلف شہر بجلی کے قمقموں سے ایسے جگ مگ کر رہے تھے جیسے کسی سُنار نے بڑی محنت سے زیورات سے زمین کے چہرہ اور سینے پر بناؤ سنگھار کرکے اسے نہایت امیر دلہن بنا رکھا ہو۔ ہر شہر کی سڑکیں سنہری روشنیوں سے جگمگا رہی تھیں تو باقی آبادی سفید روشنی سے۔ سڑکیں یوں لگتیں جیسے سونے کے ہار ہوں اور باقی آبادی دیگر زیورات۔ تھوڑی دیر میں صبح صادق ظاہر ہونے لگی تو یہ مصنوعی روشنیاں ماند پڑنے لگیں اور دیکھتے دیکھتے افق سے تیز سرخی اُبھرنے لگی جو اس امر کا اعلان تھا کہ اب دن کے بادشاہ کی حکومت آنے والی ہے۔ چنانچہ یہ سرخی بھی سورج کے نکلنے پر غائب ہوگئی اور ہمارے جہاز نے بھی زمین کو چھوکر ہمیں دوحہ کے مستقر پر لا اُتارا۔

دوحہ میں اپنے اگلے سفر کے لئے مقام روانگی کی طرف جا رہا تھا کہ پاکستان سے آنے والے افرادِ خانہ اچانک مل گئے۔ عزیزان فریحہ، خالد اور سالک و عاذب اس اچانک ملاقات پر خوشی سے اُچھل پڑے۔ یہاں کچھ دیر انتظار کے بعد ہمیں بورڈنگ کے لئے ایک دروازہ میں سے گزار کر پھر انتظار گاہ میں بٹھادیا گیا، کچھ دیر میں جہاز پر سوار کئے گئے تو اس نے ڈیڑھ بجے بعد دوپہر جرمنی کی سرزمین پر لا اُتارا۔ امیگریشن کے مراحل سے گزرتے ہوئے سامان لینے کے لئے پہنچے۔ جب سارا سامان مل چکا تو مکرم افتخار شاہ صاحب اپنے داماد کے ساتھ دو گاڑیوں میں پہنچ گئے اور ہم سب چار بجے کے قریب واپس گھر بخیر و عافیت پہنچ گئے، الحمدللہ۔

یہ مسجد مبارک، یہ قادیاں کی گلیاں

یا رب نصیب رکھیو یہ برکتوں کے ساماں
یہ مسجد مبارک، یہ قادیاں کی گلیاں

احمد کا آستانہ، محمود سا خلیفہ
یہ مقبرہ بہشتی، یہ رحمتوں کی جھڑیاں

بس تجھی کو تجھ سے ہوں مَیں مانگتا
اَور کچھ خواہش نہیں اس کے سوا

عشق تیرا جلوہ گر اِس دل میں ہو
اور سدا حاصل رہے تیری رضا

اے مِرے رزّاق، اے میرے کفیل
دین و دنیا میں نہ رکھ مجھ کو ذلیل

چُوں مَرا با پیلباناں دوستی ست
پس دَرَم اَفراز چُوں بالائے پیل

کُن مَعِیَ، اے میرے رحماں ہر جگہ
قبر و حَشر و جر و مِیزاں، ہر جگہ

حَسبِی اللہ حسبِیَ، میری جاں
ہر گھڑی، ہر لحظہ، ہر آں، ہر جگہ

رات ساری کٹی دعا کرتے
اُن سے یہ عرض و التجا کرتے

کھول دے کان میرے، اے شافی
ہم بھی باتیں تِری سُنا کرتے

اے محسنِ حقیقی، جتنے ہیں میرے محسن
کر فضل سب پہ یکسر، دے اجر سب کو بہتر

میری طرف سے بدلہ تو آپ ان کو دیجیو
دنیا میں ہوں معطر عقبیٰ میں ہو منوّر

الٰہی دے ہمیں دُنیا کی جنت
رضا کی، عشق کی، آلا کی جنت

بہشتِ بَرزخ و مَحشر عطا ہو
خداوند، ملے عقبیٰ کی جنت

عشق سے تیرے یہ دل آباد ہو
سب عزیزوں سے مِرے تو شاد ہو

مغفرت کردے میرے ماں باپ کی
خادمِ دینِ متیں اَولاد ہو

(حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ)

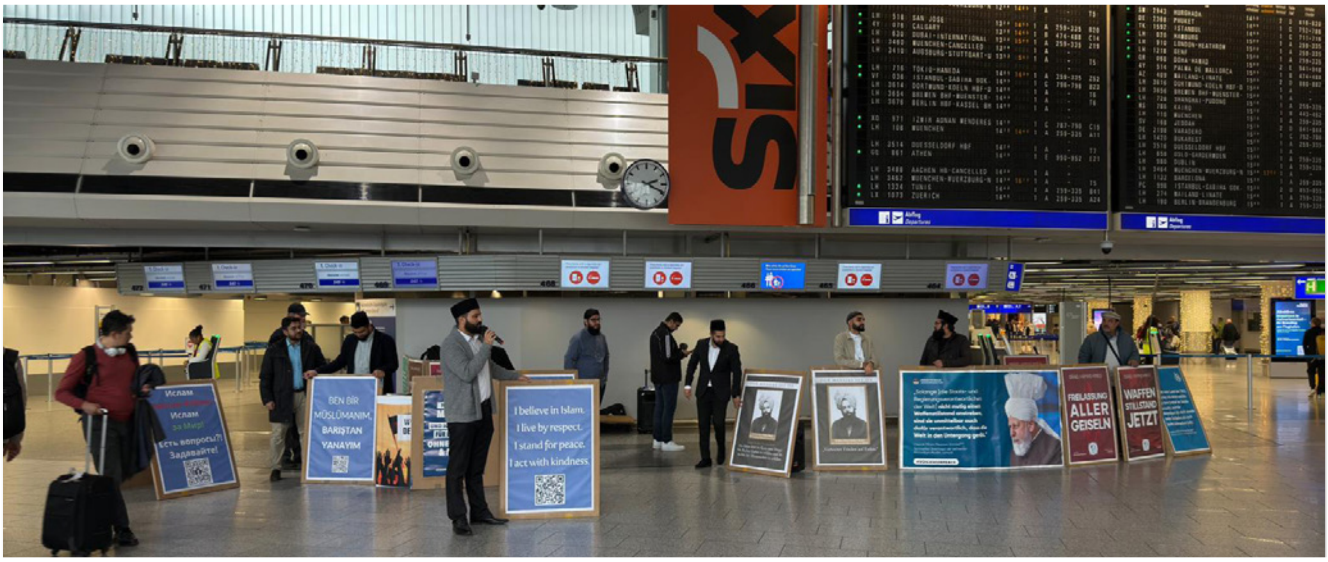

صفوان احمد ملک۔ کارکن شعبہ تبلیغ جرمنی

فرانکفرٹ میں اَمن عالم کے لئے دعا

ماہ نومبر 2024ء میں فرانکفرٹ میں شعبہ تبلیغ کے زیرِاہتمام دو اہم پروگرام ہوئے جن میں احباب جماعت نے مل کر عالمی اَمن کے لئے اجتماعی دعا کی اور اَمن کا پیغام باہمی گفتگو اور لٹریچر کے ذریعہ پھیلایا۔

پہلا پروگرام مورخہ 5 نومبر 2024ء کو فرانکفرٹ کے انٹرنیشنل ایئر پورٹ کے ٹرمینل 2 پر ہوا جس میں مجلس انصاراللہ فرانکفرٹ کے تعاون سے غزہ کے مظلومین کے حق میں آواز اٹھائی گئی۔ یہاں موٴثر رنگ میں سٹال لگایا گیا اور مسافروں تک حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا درد بھرا امن کا پیغام پہنچایا۔ اس موقع پر احباب جماعت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی قدِ آدم تصاویر نیز خلافتِ احمدیہ کا تعارف کروانے کے لئے حضرت امیر المؤمنین کی تصاویر کے بڑے بڑے پوسٹرز جن پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جنگ بندی کے حوالے سے انتہائی اہم ارشادات تحریر تھے، نمائش کے لئے پیش کئے گئے۔

اس موقع مربیان کرام نے عالمی صورتحال پر سپیکر میں کھل کر گفتگو کرتے رہے۔ اس دوران ہمارے خلاف بعض لوگوں نے پولیس کو شکایات بھی کیں، لیکن متعلقہ افسران نے اَمن کی باتیں سن کر اور اجازت نامہ دیکھ کر ان کی شکایت کو ردّ کر دیا اور ہمیں صبح 11 سے شام 7:45 بجے تک بلا روک تبلیغ کرنے کی توفیق ملی۔ اس موقع پر کم و بیش تیس ہزار مسافروں کو اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی اور اتنی ہی تعداد میں لیف لیٹس اور کتب تقسیم کی گئیں۔ اس موقع پر بہت سے مسافروں نے تاثرات بھی ریکارڈ کرائے جن میں سے چند ایک ہدیہ قارئین ہیں۔

ایک اسرائیلی خاتون نے ہمارے اس طرح جرأت کے ساتھ کھڑے ہونے پر شکریہ ادا کیا۔ اُس نے بتایا کہ اُسے ہمارے پوسٹر ''ہتھیار پھینک دو'' نے متوجہ کیا اور اعتراف کیا کہ غزہ میں بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ اس قتل و غارت کو بند ہونا چاہئے۔ جب اسے حضور انور کے ارشادات کے حوالے سے ایک دوسرے سے لڑائی جھگڑا کرنے سے پائیدار امن قائم نہیں ہو سکتا تو اس نے بڑے زور سے کہا کہ ہم سب بہن بھائی ہیں۔

ایک مسافر جو فلائر لینا نہیں چاہتے تھے جب انہیں نرمی سے درخواست کی گئی کہ وہ ہماری بات تو سن لیں۔ اس پر وہ نہ صرف وہ ہمارے پاس رک کے بلکہ جاتے ہوئے متعدد فلائر اور کتب لے کر گئے۔

ایک مسافر نے آکر پوچھا کہ کیا کر رہے ہیں؟ جب اُسے بتایا کہ ہم یہاں پیغام امن کو عام کرنے اور مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا اعلان کرنے آئے ہیں، تو وہ حیران ہو کر کہنے لگا کہ اس وقت جہاں ہر طرف دوڑ لگی ہوئی ہے، وہاں اس قسم کا پیغام دیا جا رہا ہے؟۔ وہ بہت متاثر ہوا اور ہمارا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہ اپنے جذبات سے مغلوب ہو گیا اُس کی آواز میں خلوص محسوس ہو رہا تھا۔

شبہات سے بھری ہوئی ایک خاتون نے ہمیں پوچھا کہ یہ کام جو تم لوگ کر رہے ہو کیا اس کی اجازت پولیس سے لی ہے؟ جب اسے مثبت جواب دیا گیا تو اُس کے چہرے پر حیرت کے آثار نمودار ہوئے اور اُس نے متجسس ہو کر ہمارے بارے میں مزید جاننے کی خواہش ظاہر کی۔ غصے سے بھری ہوئی وہ عورت نہ صرف مطمئن ہو کر گئی، الحمد للہ ذالک۔

ایک مسافر نے ڈیوٹی پر موجود بھائی سے لیف لیٹ لیتے ہوئے کہا کہ چلو دوران سفر مجھے کچھ پڑھنے کے لئے مل گیا۔ اُسے کہا کہ اگر تمہیں مطالعہ کا اس قدر ذوق وشوق

باقی صفحہ 38 پر

1974 کے فیصلے پر خدائی پکڑ

اور

زوال کے پچاس سال

مکرم جمیل احمد بٹ صاحب

7 ستمبر 1974ء کو وطنِ عزیز پاکستان میں کیا جانے والا قومی اسمبلی کا فیصلہ بلااختیار (Without Jurisdiction)، بغیر اہلیت (competence) اور محض سیاسی اغراض کی خاطر تھا۔ اس کے تحت کی جانے والی مسلمان کی تعریف اُس تعریف سے براہِ راست متصادم تھی جو خود پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمائی، جس کی تعلیم دی اور جو آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ سے ثابت ہے۔

1۔ آنحضرت ﷺ نے کسی شخص کے مسلمان قرار دئے جانے کے لئے لا الٰہ الّا اللّٰہ پڑھنا کافی سمجھا۔

(بخاری کتاب المغازی باب اسامہ بن زید)

2۔ ایک اور موقع پر آنحضرت ﷺ نے مسلمان کی یہ تعریف فرمائی کہ جو شخص بھی ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرکے ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے پس وہ مسلمان ہے اور اسے خدا اور اس کے رسول کی حفاظت حاصل ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ)

3۔ جب مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست کے تحت مردم شماری ہوئی تو پوچھا گیا کہ کسے مسلمان شمار کیا جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ” لوگوں میں سے جو زبان سے اسلام کا اقرار کرنے والے ہیں انہیں میرے لئے شمار کرو“۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد)

لیکن 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ مسلمان کی اس تعریف کی گویا اصلاح کرتے ہوئے نئی خود ساختہ تعریف وضع کی، نعوذباللہ۔ جو اسوۂ رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے فرمودات اور قرآن کی صریح بے حرمتی تھی جس کا بدنتیجہ جلد ظاہر ہوا اور سب ذمہ دار خدائی پکڑ میں آئے۔

1۔اس فیصلہ کے ذمہ داروں کی خدائی پکڑ

فیصلہ کا بنیادی ذمہ دار پھانسی کا سزاوار ہوا، اس سے پہلے اس سزا سے بھی بڑھ کر ذہنی اذیت سے گزرنا پڑا، اس فیصلے کے غلط ہونے کا بالواسطہ اعتراف کرنا پڑا۔ فیصلہ کی تائید کرنے والے اراکین اسمبلی کی فوجی حکومت کے وائٹ پیپر کے ہاتھوں اخلاقی موت ہوئی اور اس سے پہلے پس پردہ بیرونی مددگار بھی ناگہانی طور پر اپنے انجام کو پہنچا۔ اس کی کسی قدر تفصیل درج ذیل ہے۔

الف: بنیادی ذمہ دار

اقتدار سے محرومی اور تختہ دار کو پہنچنا:

اس فیصلہ کو ابھی تین سال پورے نہ ہوئے تھے کہ 5 جولائی 1977ء کو کئی سینئر جرنیلوں پر سبقت دلا کر اپنے ہی مقرر کردہ فوجی سربراہ کے ہاتھوں اس فیصلے کا بنیادی ذمہ دار ذوالفقار علی بھٹو اقتدار سے محروم کر دیا گیا۔ اور دو ماہ بعد قتل کے ایک ملزم کے طور پر گرفتار کیا گیا۔ پھر چند دنوں کے وقفے کے علاوہ تادمِ آخر تقریباً 19 مہینے قید میں رہا، جس کا حال اس نے عدالت میں یوں بیان کیا:

”ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے کہ مَیں موت کی کوٹھڑی میں بند ہوں۔ جس کا رقبہ 7x10 فٹ ہے۔ مَیں...... اس حقیقت کا ذکر نہیں کرنا چاہتا جو مجھ پر بیت چکی ہے۔ مَیں اپنے جسم پر نشانات... لوگوں کے سامنے دکھانا پسند نہیں کروں گا۔ کوٹ لکھپت جیل میں کئی روز ان کے ساتھ کی کوٹھریوں میں پاگلوں کو رکھا گیا جن کی چیخیں انہیں سونے نہیں دیتی تھیں...... یہ مصائب بیان کرتے ہوئے ان کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے“۔

(خصوصی کمیٹی میں کیا گزری مرتبہ ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب صفحہ 508، رقیم پریس یوکے 1990ء)

بالآخر اپنی زندگی کے 52ویں سال میں 4 اپریل 1979ء کو ملک کی اعلیٰ عدالت کے فیصلہ کے مطابق قتل کے جرم میں پھانسی دے دیا گیا۔

نام کا مسلمان کہا جانا:

ہائی کورٹ کے فیصلہ میں اسے 'Muslim only in name' یعنی نام کا مسلمان کہا گیا۔ یہ بات اس کے نزدیک پھانسی سے بڑھ کر سزا تھی جیسا کہ سپریم کورٹ میں اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ ”آپ نہیں جانتے ان ریمارکس نے مجھے کتنا دکھ پہنچایا ہے۔ اس کے مقابلے میں تو مَیں پھانسی کو ترجیح دوں گا۔ اس الزام کے بدلے میں مَیں پھانسی کے پھندے کو قبول کرلوں گا“[1]۔

1- ذوالفقار علی بھٹو، ولادت سے شہادت تک، مصنفہ سجاد علی بخاری۔ ناشر فکشن ہاؤس، 1994، ص 259۔ 260 بحوالہ خصوصی کمیٹی میں کیا گزری مرتبہ ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب ص 510، رقیم پریس یوکے 1990۔

دلی صدمے کا یہ اظہار صرف زبانی نہ تھا بلکہ 'اس مرحلے پر اس کی آواز سسکیوں میں ڈوب گئی'[2]۔

19 دسمبر 1978ء کو سپریم کورٹ میں اپنے دفاع میں انہوں نے جو دلائل دیئے وہ بلاجواز لاکھوں کلمہ گو شہریوں کو اسمبلی سے غیر مسلم قرار دلوانے کے فیصلہ کے غلط ہونے کا بالواسطہ اعتراف تھا:

''ایک اسلامی ملک میں ایک کلمہ گو کے عجز کے لئے یہ ایک غیر معمولی واقعہ ہوگا کہ وہ یہ ثابت کرے کہ وہ مسلمان ہے''۔

''کسی فرد، کسی ادارے اور کسی عدالتی بینچ کا یہ حق نہیں بنتا کہ وہ ایک ایسے معاملے پر اپنی رائے دے جس پر رائے دینے کا اسے کوئی جائز حق حاصل نہیں''۔

''انسان اور خدا کے درمیان کوئی بیچ کا واسطہ نہیں ہے''۔

''ایک مسلمان کے لئے کافی ہے کہ وہ کلمہ پر ایمان رکھتا ہو، کلمہ پڑھتا ہو''۔

''جب ابوسفیان مسلمان ہوئے اور انہوں نے کلمہ پڑھا تو رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ نے سوچا کہ اس کی اسلام دشمنی اتنی شدید تھی کہ شاید اس نے محض اوپری اور زبانی سطح پر قبول کیا ہو لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس سے اختلاف کیا اور فرمایا کہ جونہی اس نے ایک بار کلمہ پڑھ لیا تو وہ مسلمان ہوگیا''[3]۔

جیسا کرنا ویسا بھرنا:

دوران مقدمہ درج ذیل دو اور امور ایسے بھی ظاہر ہوئے جو اس ذمہ دار کو بہت ناپسند ہوئے لیکن اسمبلی کی کارروائی کے دوران ویسا ہی وہ کر چکے تھے۔

1۔ ہائی کورٹ میں ''جب بھٹو صاحب کے جواب کا وقت آیا تو فیصلہ کیا گیا کہ کارروائی خفیہ ہوگی۔ بھٹو صاحب نے اس پر شدید احتجاج کیا۔ انہوں نے کہا کہ نہ صرف انصاف ہونا چاہئے بلکہ نظر بھی آنا چاہئے کہ انصاف ہو رہا ہے''[4]۔

تو کیا اسمبلی میں احمدیوں سے متعلق کارروائی میں انصاف کے تقاضے پورے ہوئے جس کے بارے میں خود انہوں نے اعلان کیا تھا کہ یہ In Camera یعنی خفیہ ہوگی؟ اور جسے اپنی حکومت کے دوران بعد میں بھی وہ منظر عام پر نہیں لائے؟

2۔ بھٹو صاحب کے کیس کی پیروی کرنے والے وکلاء کی قیادت یحییٰ بختیار صاحب کر رہے تھے جنہوں نے اٹارنی جنرل کی حیثیت سے اسمبلی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے سوالات کئے تھے اور ٹیم میں عبدالحفیظ پیرزادہ صاحب بھی شامل تھے جو اس سٹیئرنگ کمیٹی کے سربراہ تھے جس نے اسمبلی میں کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور جن کا بطور وزیرِ قانون 1974ء کی آئینی ترمیم میں بہت کچھ عمل دخل تھا اور جن کی ان خدمات کو بھٹو صاحب نے اپنی کتاب If I am assassinated میں ''اہم اور کامیاب'' قرار دیا تھا۔ جیل میں بھٹو صاحب کی نگرانی پر متعین کرنل رفیع الدین صاحب نے لکھا ہے کہ جس دن انہیں پھانسی دی جانی تھی انہوں نے اپنے ان وکلاء کے بارے میں خود کلامی کے انداز میں کہا:

''میرے وکلاء نے اس کیس کو خراب کیا ہے۔ یحییٰ میری پھانسی کا ذمہ دار ہے۔ وہ مجھے غلط بتاتا رہا۔ اس نے ستیاناس کیا ہے۔ اس نے ہمیشہ سبز باغ دکھائے''[5]۔

مزید انہونی کا ہونا:

راولپنڈی جیل میں ڈیوٹی پر متعین کرنل رفیع الدین نے اپنی کتاب میں لکھا:

''پھانسی اور غسل کے بعد اس فوٹوگرافر (جو ایک انٹیلیجنس ایجنسی سے تھا) نے بھٹو صاحب کے درمیانی حصے کے نزدیکی فوٹو لئے تھے۔ (تاکہ معلوم ہو سکے کہ ان کے ختنے ہوئے تھے یا نہیں)[6]۔

اگلی نسل پر بھی:

بھٹو کے چار بچے تھے۔ جن میں سے تین غیر طبعی موت کا شکار ہوئے۔

چھوٹا بیٹا شاہنواز 26 سال کی عمر میں 1985ء میں فرانس میں پُراسرار حالات میں فوت شدہ پایا گیا۔

بڑا بیٹا مرتضیٰ 42 سال کی عمر میں 1996ء میں کراچی میں ایک پولیس مقابلہ میں مارا گیا۔ اس وقت اس کی بہن پاکستان کی وزیرِاعظم تھی۔

بڑی بیٹی بے نظیر بعمر 54 سال راولپنڈی میں قتل کر دی گئی۔

بھٹو کے ایک پوتے ذوالفقار علی جونیئر کی نیویارک کی سڑکوں پر ناچتے گاتے بہت ساری ویڈیوز نیٹ پر موجود ہیں۔

ب۔ تائیدی ذمہ داروں کی اخلاقی موت

جن اراکین اسمبلی نے یہ فیصلہ کیا، دینی علم اور کردار کے لحاظ سے ایسا فیصلہ کرنے کے اہل نہ تھے۔ ضیاء الحق حکومت نے ان حضرات کے بارے میں 1979ء میں جو قرطاس ابیض (White Paper) شائع کیا۔ اس کے پہلے حصے میں بھٹو صاحب اور ان کے قریبی ساتھیوں کے نام لے کر ذکر ہے جبکہ تیسرے حصے میں حکومتی پارٹی اور اپوزیشن کے اراکین اسمبلی کا نام لئے بغیر حال بیان ہوا ہے۔ اس میں ان میں سے بیشتر کو خائن، راشی، جھوٹا، بدمعاملہ، بدعنوان، شرابی، زانی، اغوا میں ملوث، رسہ گیر، اسمگلر اور تخریب کار بتایا گیا اور یہ بھی لکھا ہے کہ ان میں سے بعض غیر ملکی طاقتوں سے روابط رکھنے والے، تخریبی سرگرمیوں میں ملوث، ملک کے خلاف سازشیں کرنے والے اور موقع پرست لوگ ہیں۔ یہ ان سب فیصلہ کرنے والوں کی اخلاقی موت تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے الفاظ میں:

''گویا یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے اور اس تھیلی کا نام انہوں نے اجماع رکھ دیا ہے۔ کہتے ہیں

2- ذوالفقار علی بھٹو بچپن سے تختہ دار تک از سلمان تاثیر، نومبر 1988 ص201 بحوالہ خصوصی کمیٹی میں کیا گزری مرتبہ ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب ص 510، رقیم پریس یوکے 1990۔

3- ذوالفقار علی بھٹو، ولادت سے شہادت تک، مصنفہ سجاد علی بخاری۔ ناشر فکشن ہاؤس، 1994، ص 262-256 بحوالہ خصوصی کمیٹی میں کیا گزری مرتبہ ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب ص 509۔510، رقیم پریس یوکے 1990ء

4- خصوصی کمیٹی میں کیا گزری مرتبہ ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب ص 503، رقیم پریس یوکے 1990ء

5- بھٹو کے آخری 323 دن مصنفہ کرنل رفیع الدین صفحہ 119-118، ناشر احمد پبلیکیشنز لاہور جولائی 2007ء بحوالہ خصوصی کمیٹی میں کیا گزری مرتبہ ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب ص 509۔510، رقیم پریس یوکے 1990ء

6- بھٹو کے آخری 323 دن مصنفہ کرنل رفیع الدین صفحہ 93، ناشر احمد پبلیکیشنز لاہور جولائی 2007ء بحوالہ خصوصی کمیٹی میں کیا گزری مرتبہ ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب ص 515۔516، رقیم پریس یوکے 1990ء

اُمّتِ مسلمہ کا عظیم الشان اجماع ہوا۔جس کا نام سواد اعظم رکھ دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ [7]۔

ج۔ بیرون ملک بڑے مددگار کی ناگہانی موت:

پاکستان کی قومی اسمبلی کے اس فیصلے کے پس پردہ کچھ اور قوتیں بھی کارفرما تھیں۔ اس کا اندازہ درج ذیل دو واقعات سے ہوتا ہے:

1۔ اسلامی تعاون کی تنظیم (O I C) کے جدہ میں قائم جنرل سیکریٹریٹ کے سیکرٹری جنرل حسن تہامی صاحب 7 ستمبر 1974ء کو اسمبلی کے فیصلے سے چند روز قبل ہی پاکستان پہنچ گئے تھے۔ اس فیصلے کے فوراً بعد انہوں نے اس کا خیر مقدم کیا اور بیان دیا کہ اب باقی اسلامی ممالک کو بھی اس کی پیروی کرنی چاہئے۔

2۔ اس فیصلے سے چند ماہ قبل ایک اور تنظیم رابطہ عالم اسلامی نے، جو سعودی حکومت کی سرپرستی میں کام کرتی ہے اور اس کو مالی وسائل بھی سعودی حکومت کی طرف سے مہیا کئے جاتے ہیں، مکہ مکرمہ میں ایک کانفرنس منعقد کی اور اس میں یہ قرارداد منظور کی گئی کہ مسلمان ملکوں میں جماعت احمدیہ پر پابندیاں لگا دینی چاہئیں۔

یہ واقعات اس فیصلہ کے پس پردہ شخصیت کی طرف واضح اشارہ کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ تقریباً 40 سال بعد گھر کے ایک بھیدی نے نام لے کر ان کی نشاندہی کر دی۔ ایک کالم نگار نے نوائے وقت میں چھپنے والے اپنے مضمون بعنوان ''محافظ ختم نبوت۔ ذوالفقار علی بھٹو'' میں لکھا:

''بھٹو نے شورش کاشمیری کو بتایا کہ حکومت میں جب تحریک ختم نبوت زوروں پر تھی ...... بندرانائیکے کے جاتے ہی حسن التہامی پاکستان تشریف لے آئے اور شاہ فیصل کا پیغام پہنچایا۔ ''بھٹو صاحب! بلاتاخیر قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیجئے ورنہ پاکستانیوں کو حج پر نہیں آنے دیا جائے گا کیونکہ جس خطہ ارض پر حضرت محمدؐ کی نبوت کا تحفظ نہ کیا جاسکے وہاں کے مسلمانوں کو حج پر آنے کا کوئی حق حاصل نہیں''[8]۔

بہرحال اس فیصلے پر ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ 25 مارچ 1975ء کو شاہ فیصل کویت سے آئے ایک وفد سے ملاقات کر رہے تھے جس میں ان کے سوتیلے بھائی مساعد بن عبدالعزیز کا بیٹا فیصل بن مساعد بھی تھا۔ شاہ فیصل نے اپنے بھائی کے بیٹے کو پہچان لیا اور اپنا ماتھا اس کے آگے کیا تا کہ یہ اس کو چوم سکے لیکن اس نے یکایک اپنی جیب سے پستول نکال کر گولی چلا دی۔ ایک گولی شاہ فیصل کی ٹھوڑی پر لگی جب کہ دوسری ان کے کان کے آر پار ہوگئی۔ انہیں اسپتال لے جایا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے۔

طاقت کے بل پر مزید من پسند قانون سازی

لفظ مسلمان کی اس خود ساختہ تعریف کے مطابق بعد میں رفتہ رفتہ شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور نکاح کے سرکاری فارموں پر مسلمان ہونے کے حلف نامے داخل کر دئے گئے۔ حتیٰ کہ یہ خود ساختہ حلف نامے سرکاری ملازمتوں کے لئے درخواست فارمز اور تعلیمی اداروں کے داخلہ فارمز کا بھی حصہ بنا دئے گئے اور یوں ہر سطح پر توہینِ قرآن اور توہینِ رسول ﷺ کا یہ افسوسناک سلسلہ جاری ہوگیا۔

دوسری آئینی ترمیم کی بنیاد پر اگلے فوجی آمر نے احمدیوں پر مزید پابندیاں لگانے کے لئے 26 اپریل 1984ء کو ایک آرڈیننس 20 جاری کیا۔ جس کی رُو سے احمدیوں کے لیے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا اور کہنا، اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنا، اذان دینا، اپنے مذہب کی تبلیغ کرنا، بیان کردہ اسلامی اصطلاحات کا استعمال اور کسی بھی طریق پر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنا قابل سزا جرم قرار دے دیا گیا۔ یہ سزا تین سال تک قید اور جرمانہ ہوگی۔ اس قانون کے ذریعہ پاکستان کے ضابطہ فوجداری میں شق 298-B اور شق 298-C کا اضافہ کیا گیا۔

ظالم کی گرفت:

یہ آرڈیننس قرآنی تعلیم لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ کہ دین میں کوئی جبر نہیں اور اس کے تحت پاکستان کے آئین میں دی گئی مذہبی آزادی کے صریح خلاف تھا۔ اس بار بھی ظالم کی گرفت کا قانون قدرت حرکت میں آیا اور 17 اگست 1988ء کو یہ قانون نافذ کرنے والا پاکستان کا یہ مطلق العنان آمر ایک بظاہر انتہائی مضبوط C-130 فوجی طیارہ کے نامعلوم وجوہ سے فضا میں تباہ ہونے کے نتیجہ میں آگ میں بھسم ہو کر لقمہ اجل ہوگیا۔

3۔ توہینِ رسالت اور توہینِ قرآن پر خدائی گرفت:

ان ظالمانہ قوانین نے بے گناہ شریف النفس اور قانون پسند احمدیوں کے لئے اپنے مذہب پر عمل کو جرم بنا کر ان پر قید و بند کا راستہ تو کھولا ہی۔ لیکن مزید ظلم یہ ہوا کہ ان قوانین پر عمل درآمد کے لئے قانون کے نگہبانوں کی اپنی نگرانی میں بار بار اور جگہ جگہ خدا کے گھروں کی بے حرمتی کی گئی اور ان پر موجود اللہ اور محمد ﷺ کے پاک ناموں پر مشتمل کلمہ طیبہ کو بالجبر مٹایا گیا۔

اللہ اور رسول کی یہ بے حرمتی یقیناً اللہ کے غضب کے سزاوار تھی کیونکہ زمانہ کے امام کو اللہ کی بتائی گئی یہ تنبیہ بھی موجود تھی کہ ''اِنِّیۡ مُہِیۡنٌ مَّنۡ اَرَادَ اِہَانَتَکَ یعنی میں اس کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا''۔ (نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 567) یہ وہ امر تھا جس کی طرف خلفائے احمدیت نے بار بار توجہ دلائی۔ اور درستگی نہ کرنے کے بدنتائج سے متنبہ فرمایا۔ وقتی مصلحتوں کے شکار حکمرانوں اور دین کو ذریعہ معاش بنانے والوں نے ان نصائح پر کان نہ دھرے اور عوام کالانعام میں سے بیشتر نے اس جاری ظلم پر چپ سادھے رکھی ہے اور خاموشی سے اس کا حصہ بنے رہے ہیں اور یوں سب شریک جرم ہوئے۔

ظلم کے راستہ پر گامزن یہ سب گو مکافاتِ عمل کے اٹل قانون کو بھولے رہے۔ لیکن آنکھیں بند کر لینے سے حقیقت نہیں بدل جاتی۔ اس غلط فیصلہ کے ہاتھوں ذمہ داروں کے علاوہ ملک اور اہل ملک دونوں خدائی گرفت میں آئے۔ ملک ہر میدان میں تمام اشاریوں میں بتدریج زوال پذیر ہوتا چلا گیا اور اہل ملک خوف، بدامنی، دہشت گردی اور آسمانی آفات کے ہاتھوں مسلسل بدحالی کا شکار چلے آتے ہیں۔ ہر روز اخبارات اندوہناک خبروں سے بھرے ہوتے ہیں اور ہر دن گزشتہ دن سے خراب چڑھتا ہے۔ اس کی تفصیل آئندہ قسط میں پیش کی جائے گی، ان شاء اللہ۔

7- زَھَقَ الۡبَاطِلُ صفحہ 563 اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز، اسلام آباد یو کے
8- (نوائے وقت 4 اپریل 2013ء)

بقیہ: فرانکفرٹ میں اَمن کے لیے دعا از صفحہ 34

ہے تو یہ کتاب بھی لے جاؤ! جب اُسے کتاب پیش کی تو وہ بے حد خوش ہوا۔

ایک عمر رسیدہ خاتون، جو تبت جا رہی تھیں، ہمارے اسٹال پر رکیں اور مذہب کے بارے میں اپنے ملے جلے جذبات کا اظہار کیا، خاص طور پر حجاب کے حوالے سے موصوفہ نے تشویش ظاہر کی۔ جب اُنہیں بتایا گیا کہ اسلام تو میانہ روی کا مذہب ہے سختی کا قائل نہیں ہے تو اس نے بڑی سنجیدگی سے ہماری باتیں سنیں۔

ایک بزرگ جرمن جوڑا جو انجیلی تعلیمات کا پیرو تھا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تصویر کو بڑے غور سے دیکھتے ہوئے رُکا۔ جب انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات اور مشن کے بارے میں بتایا تو انہوں نے بڑے غور سے ہماری باتیں سنیں۔ گفتگو کے اختتام پر دونوں نے بڑے وقار اور احترام کے ساتھ لٹریچر لیا۔

ایک نومسلم خاتون حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر کی جانب متوجہ ہوئیں۔ جب انہیں آپؑ اور اُن کی بعثت کے متعلق بتایا گیا تو وہ گہری دلچسپی سے ہماری باتیں سننے لگیں۔ انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی تصویر کے ساتھ تصویر کھنچوائی تا کہ اپنے شوہر کو دکھا سکیں۔

جرمنی کے مشرقی شہر سے تعلق رکھنے والے ایک مسافر مسٹر Thilo نے اپنی گفتگو کا آغاز دنیا کے مجموعی حالات کے بارے شدید مایوسی کے ساتھ کیا لیکن جب ہم نے اجتماعی کوشش کی طاقت اور آفاقی اقدار کے لیے کھڑے ہونے کی اہمیت پر بات کی تو ان کے رویے میں تبدیلی آنے لگی۔ انہوں نے ہمارا شکریہ ادا کیا اور لٹریچر ساتھ لے کر گئے۔

ایک فارسی النسل خاتون کو بتایا گیا کہ ہمارا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے اور پھر اُسے بانی جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام سنایا تو وہ گہری دلچسپی لیتے ہوئے ہمہ تن گوش ہوئیں جاتے ہوئے انہوں نے لٹریچر لیا اور شکریہ ادا کیا۔

ایک جوڑا جس کا تعلق Stuttgart کے نزدیک ایک چھوٹے سے گاؤں سے تھا ہمارے پاس آیا۔ خاتون نے عدم توجہی کا اظہار کیا تاہم ان کے شوہر نے بزبان حال پیغام دیا کہ ہم قیام امن کے پیغام کو پھیلانے کا کام جاری رکھیں۔

دوسرا پروگرام فرانکفرٹ شہر کے عوامی مقام Rathenauplatz Hauptwache پر مؤرخہ 30 نومبر کو صبح 10 بجے شروع ہو کر دو بجے بعد دوپہر تک جاری رہا۔ اس موقع پر امیر جماعت جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے مختصر تقریر کے بعد امن کے لئے طویل دعا کروائی، مختلف شرکاء سے امن کے بارہ میں گفتگو کی۔ اس دوران بھی احباب جماعت مختلف تبلیغی بورڈ اٹھائے ہوئے تھے۔ ہمارے مربیان کرام نے بھی اس مصروف جگہ پر آنے جانے والوں میں سے دلچسپی لینے والوں کے ساتھ گفتگو کرتے رہے۔

اس طرح سے سارا دن مختلف زبانوں میں مختلف مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد سے بات چیت کرنے کی توفیق ملی چنانچہ ہمارے مربیان ریشین عربی، فارسی، انگلش اور جرمن بولنے والے مہمانوں کو پیغام حق دیتے رہے۔ ان میں سے چند دوستوں کے نام بغرض دعا پیش خدمت ہیں جنہوں نے اس دن ڈیوٹی دی مکرم عدیل احمد خالد صاحب مربی سلسلہ، مکرم حبیب الرحمٰن ناصر صاحب مربی سلسلہ، مکرم تلمیذ احمد صاحب مربی سلسلہ، مکرم محمد نغمان صاحب مربی سلسلہ، مکرم وجاہت احمد صاحب مربی سلسلہ، مکرم سعید احمد عارف مربی سلسلہ، مکرم ساحل منیر صاحب مربی سلسلہ، مکرم رمیض احمد بخاری صاحب مربی سلسلہ، عزیزم طلحہ طاہر صاحب واقف زندگی، مکرم عمران مرزا صاحب اور مکرم یوحانس آریا صاحب شامل تھے۔ مکرم مبین جاوید صاحب خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ ان پروگراموں کی اجازت کے حصول کے لئے انہوں نے غیر معمولی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ سبھی کارکنان کو جزائے خیر سے نوازے، آمین۔

جماعت Idar-Oberstein میں

پہلا تحریکِ جدید سیمینار

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی میں چند ماہ قبل ایک نئی جماعت Idar-Oberstein قائم ہوئی ہے جس کی تجنید 121 ہے۔ اس جماعت کے صدر مکرم ناصر احمد خان صاحب اور سیکرٹری تحریکِ جدید مکرم قدیر احمد صاحب ہیں۔ مؤرخہ 7 ستمبر 2024ء کو اس جماعت نے اپنے نئے سنٹر میں پہلا تحریکِ جدید سیمینار منعقد کرنے کی توفیق پائی، الحمدللہ۔ اس سیمینار میں سیکرٹری تحریکِ جدید جرمنی مکرم چودھری حمیداللہ ظفر صاحب شامل ہوئے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم اور جرمن ترجمہ سے ہوا، جس کی سعادت عزیزم رانا صفوان احمد کو ملی۔ اس کے بعد نظم مکرم قدیر احمد صاحب نے پیش کی۔ بعدہٗ سیکرٹری صاحب تحریکِ جدید جرمنی نے شاملین کے سامنے تحریکِ جدید کی برکات و افضال

اپنے خاص اور پُراثر انداز میں بیان کئے۔ آپ نے انفاق فی سبیل اللہ کے واقعات اور اس کے نتیجہ میں ہونے والے الٰہی افضال و برکات کا تفصیل سے ذکر کیا۔ واقعات اثرانگیز ثابت ہوئے اور احباب و خواتین نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے تحریکِ جدید کی مدّ میں بھرپور وعدہ جات لکھوائے اور بعض نے موقع پر ادائیگیاں بھی کیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو اپنے وعدہ جات پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ اس پروگرام کی حاضری 35 تھی۔ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد ضیافت کا بھی انتظام تھا۔

(جاوید اقبال ناصر، مربی سلسلہ جرمنی)

قسط ششم

آدھی صدی کا سفر

مکرم عرفان احمد خان صاحب۔ جرمنی

اجتماع کی انتظامیہ نے فیصلہ کیا تھا کہ کھیلوں کے لئے مسجد نور فرانکفرٹ کے سامنے سڑک کے دوسری طرف موجود سپورٹس کمپلیکس شہر کی انتظامیہ سے حاصل کیا جائے نیز اجتماع کی تشہیر پورے جرمنی میں کی جائے۔ تا کہ جہاں جہاں کوئی احمدی موجود ہے اس تک اطلاع پہنچے اور وہ اجتماع میں شامل ہو۔ کچھ علم تو ہو کہ اس وقت جرمنی میں احمدیوں کی تعداد کیا ہے۔ اجتماع کے لئے مکرم انوری صاحب مشنری انچارج و نائب صدر خدام الاحمدیہ نے ذیل افراد پر مشتمل انتظامی کمیٹی ترتیب دی۔ نگران اعلیٰ مکرم فضل الٰہی انوری صاحب، ناظم اجتماع مکرم عبدالرؤف خان صاحب۔ قائد مجلس، سیکرٹری پروگرام، کھیلیں، خاکسار عرفان احمد خان، سیکرٹری ضیافت، مکرم خلیفہ فلاح الدین احمد صاحب، سیکرٹری رہائش مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب، سیکرٹری تیاری انعامات مکرم مرزا محمود احمد صاحب، روایت تو یہ ہے کہ اجتماع میں ناظم مقرر کئے جاتے ہیں لیکن وقت کی مناسبت سے جو فیصلہ مشنری انچارج و نائب صدر نے کیا سب نے سر تسلیم خم کر دیا۔ اس اجتماع کی جو رپورٹ روزنامہ الفضل ربوہ میں 25 ستمبر 1973ء کے پرچہ میں وکالت تبشیر کی طرف سے شائع ہوئی اس میں بھی ناظم کی بجائے سیکرٹری کا لفظ شائع شدہ ہے۔ اس اجتماع میں چالیس خدام شامل ہوئے۔ مکرم قاضی نعیم الدین صاحب (مرحوم) مبلغ ہمبرگ چار خدام کے ہمراہ تشریف لائے اور اجتماع کے پروگراموں میں بھرپور شرکت کی۔ فٹ بال میں ہمبرگ کی ٹیم فرانکفرٹ کو شکست دے کر فاتح قرار پائی۔ فٹبال کی صرف دو ٹیمیں بنائی گئی تھیں۔ ایک فرانکفرٹ کے خدام پر مشتمل تھی اور دوسری ٹیم مہمان کھلاڑیوں پر مشتمل تھی جس کو ہمبرگ ٹیم کا نام دیا گیا۔ خدام افتتاحی تقریب کے لئے جمع تھے کہ نو مسلم بھائی جن کا پوری جماعت بہت احترام کرتی تھی مکرم ڈاکٹر عبدالہادی کیوسی صاحب کے انتقال کی انتہائی افسوسناک خبر پہنچی جس نے ہم سب کو رنجیدہ کر دیا اور اجتماع کی افتتاحی تقریب تین گھنٹے کے لئے ملتوی کر دی گئی۔ اس اجتماع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی طرف سے خط اور پھر اجتماع کے روز برقی پیغام بھی موصول ہوا۔ حضورؒ نے مشنری انچارج کے نام تحریر فرمایا آپ کا 21 مئی کا تحریر کردہ خط ملا۔ اللہ تعالیٰ خدام الاحمدیہ کے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے، سعید روحوں کے لئے ہدایت کا مؤجب ہو۔ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے اور خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی سے ملتا جلتا اجتماع کی مبارکباد کا برقی پیغام اجتماع کے روز موصول ہوا جس سے خدام کو بہت خوشی ہوئی۔ اس اجتماع میں بالترتیب تلاوت و نظم پڑھنے والے دونوں خدام مکرم مودود احمد صاحب اور مکرم حمید اللہ زاہد صاحب اب اس دنیا میں موجود نہیں۔ مکرم مودود احمد صاحب جرمنی سے امریکہ چلے گئے تھے اور وہاں ہی ان کی وفات ہوئی۔ ان کے بیٹے سے اکتوبر 2003ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ امریکہ کے دوران ڈالاس میں ملاقات ہوئی تو ان کے والد کے حوالے سے کئی یادیں تازہ ہو گئیں۔ مکرم حمید اللہ زاہد صاحب قیام جرمنی کے دوران بیمار ہو گئے تھے۔ جلدی پاکستان واپس لَوٹ گئے اور وہاں جوانی میں ہی وفات پا گئے۔ اجتماع کی افتتاحی اور اختتامی تقریر مکرم انوری صاحب نے کی۔ آپ نے ہم نوجوانوں کو جھنجوڑا کہ مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کو احمدی ہوئے تین سال سے بھی کم عرصہ ہوا ہے اور انہوں نے سب سے زیادہ علمی مقابلوں میں انعامات جیتے ہیں۔ حضرت 'مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں اور الہامات' کے پرچہ میں ایک بھی غلطی نہیں۔ اب یہ چاروں شخصیات اللہ کو پیاری ہو چکیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے، آمین۔

ڈاکٹر عبدالہادی کیوسی کی وفات

مَیں جب جرمنی میں آن وارد ہوا اور جتنا عرصہ مشن ہاؤس رہا حلیم الطبع، منکسر المزاج، گفتار میں بے مثال مکرم ڈاکٹر عبدالہادی کیوسی صاحب جو اٹلی کی عالمی شہرت رکھنے والی انشورنس کمپنی جنرالی کے ڈائریکٹر برائے جرمنی تھے بلاناغہ روزانہ شام کو مسجد تشریف لاتے۔ ویک اینڈ پر تو دن میں دو تین بار باجماعت نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد آتے۔

9 جون کی 1973ء صبح اُن کی وفات کی خبر احباب جماعت کے لئے بہت بڑا صدمہ تھی۔ جس نے سنا سکتہ میں آ گیا۔ انوری صاحب تو غم سے نڈھال تھے۔ ان کی تدفین میں ایک ہفتہ لگا۔ کیوسی صاحب کی بیگم جو مسلم نہیں تھیں اس بات پر تو راضی تھیں کہ کیوسی صاحب کی آخری رسومات اسلام کے مطابق ادا کی جائیں لیکن وہ چاہتی تھیں کہ ہر کام ان کی آنکھوں کے سامنے ہو۔ میّت کو غسل دینے اور کفن پہنانے کے اسلامی طریق کار سے متعلق انوری صاحب نے بیگم کیوسی کو آگاہ کیا لیکن ان کا دل مطمئن نہیں تھا کہ ان سے ہٹ کر میّت کو کفنایا جائے۔ بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ میّت کو غسل دیتے اور کفن پہناتے وقت تھوڑے فاصلہ پر ایک چادر تان دی جائے گی اور بیگم کیوسی اس چادر کی اوڑھ میں کھڑی رہیں گی۔ مسجد کے قریب جنوبی

قبرستان میں نعش کو نہلانے کا کوئی بندوبست نہیں تھا چنانچہ انتظامیہ سے درخواست کر کے خصوصی انتظام کیا گیا۔ خاکسار اور مکرم منیر احمد بٹ صاحب نے بالٹیوں کی مدد سے وہاں پانی جمع کیا۔ اور جب میّت کو غسل دیا گیا تو ایک لمبی چادر خاکسار اور منیر احمد بٹ (مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب کے برادرِ نسبتی) تان کر کھڑے رہے جس کے پیچھے مکرم کیوسی صاحب کی بیگم موجود رہیں۔ مکرم عبدالہادی کیوسی مرحوم کو غسل دینے والوں میں مکرم فضل الٰہی انوری صاحب، چودھری حمید نصر اللہ صاحب امیر جماعت لاہور جو ان دنوں فرانکفرٹ میں موجود تھے اور مکرم سیّد مبارک شاہ صاحب ابن حضرت سیّد سرور شاہ صاحبؓ شامل تھے۔

تدفین کے دن ایک بہت بڑا ہجوم تھا۔ ان کے دفاتر کے لوگوں کے علاوہ جرمنی کی انشورنس کمپنیوں کی نمائندگی میں ایک خلقت موجود تھی۔ جو تقریب عام طور پر چرچ میں ہوتی ہے وہ کیوسی صاحب کے مسلمان ہونے کے ناطے ممکن نہیں تھی۔ ویسے بھی بیگم کیوسی کی خواہش تھی کہ میرے میاں کو ان کے مذہبی عقائد کے مطابق دفنایا جائے۔ جہاں کیوسی صاحب کی تدفین ہونا تھی اس کے ساتھ ایک درمیانی سڑک ہے جو احاطہ کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ اس روز وہ سڑک انسانوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہاں ہی کیوسی صاحب کا جنازہ رکھا گیا۔ باری باری لوگوں نے نمائندگی میں تعزیتی ریفرنس پڑھے۔ اس دوران تابوت پھولوں سے ڈھک گیا۔

اس ساری کارروائی کے بعد بیگم کیوسی صاحبہ نے انوری صاحب کو تابوت قبر میں اُتارنے کو کہا۔ چنانچہ ہم احمدیوں نے جن کی جرمنی میں تعداد زیادہ نہیں تھی اپنے مرحوم بھائی کے تابوت کو قبر میں اتارا۔ اس وقت تمام حاضرین وہاں موجود رہے۔ بیگم کیوسی نے چالیس سال کے لئے ڈبل قبر کی ادائیگی کی تھی۔ جب چالیس سال پورے ہوگئے تو انوری صاحب نے بیگم کیوسی سے رابطہ کیا۔ وہ بہت ضعیف ہو چکی تھیں اور کیوسی صاحب کے ساتھ دفن ہونے میں ان کی دلچسپی ماند پڑ چکی تھی۔ کیوسی صاحب مرحوم کی بیٹی بھی قبر کو مزید عرصہ کے لئے قائم رکھنے میں دلچسپی نہ رکھتی تھیں۔ انوری صاحب نے بیگم کیوسی سے اجازت لے لی کہ کیوسی صاحب کے ساتھ کی قبر میں انوری صاحب کو وفات کے بعد دفنا دیا جائے۔ چنانچہ کیوسی صاحب کی قبر کی میعاد بڑھانے کے لئے جماعت نے اور دوسری قبر کی ادائیگی انوری صاحب نے کر دی اور وفات کے بعد وہاں دفن بھی ہوئے۔ اس طرح انوری صاحب کی خواہش کی تکمیل کے سامان خدا نے کر دیئے۔

مکرم ڈاکٹر عبدالہادی کیوسی صاحب نے 1964ء میں اسلام کا مطالعہ شروع کیا تو آپ کا رابطہ مسجد نور فرانکفرٹ سے ہوا۔ آپ نے قاعدہ یسّرنا القرآن کے ابتدائی اسباق مکرم محمود احمد چیمہ صاحب مبلغ سلسلہ سے پڑھے۔ مکرم چیمہ صاحب واپس پاکستان جانے تک کیوسی صاحب کو پڑھاتے رہے۔ چار سال اسلام کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد کیوسی صاحب نے 1968ء میں اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے یورپ کی مشترکہ زبان اسپرانٹو میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کی سعادت بھی عطا فرمائی۔ 1970ء میں آپ نے جلسہ سالانہ قادیان اور ربوہ دونوں میں شرکت کی۔ آپ نے قادیان کی زیارت پر جو تاثرات تحریر کئے ان کا اردو ترجمہ مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب نے زیارت قادیان سے متعلق ایمان افروز تاثرات کے عنوان سے 7 فروری 1971ء کو روزنامہ الفضل میں شائع کروایا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حج کی سعادت بھی عطا فرمائی جس کے بعد آپ نے جرمن زبان میں کتاب Das Haus in Mekka شائع کی یعنی ''مکہ کا بیت عتیق''۔ آپ کی وفات کے بعد مکرم انوری صاحب نے اس کتاب کا اردو ترجمہ ''میراج بیت اللہ'' کے عنوان سے شائع کیا۔ کیوسی صاحب کے قبول اسلام کے واقعات پر مشتمل انوری صاحب کا مضمون 27 مارچ 1973ء کے روزنامہ الفضل کی زینت بنا۔ آپ کی سیرت پر مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب نے جو مضمون تحریر کیا وہ 20 جون 1973ء کو الفضل میں شائع ہوا۔ یہ تمام تحریرات پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایک بڑے دنیاوی عہدہ پر ہونے اور خداداد صلاحیتوں کے مالک ہونے کے باوجود آپ میں بے حد انکساری اور مبلغ کا احترام تھا۔ جماعت جرمنی آج بھی ان کی کمی محسوس کرتی ہے۔ اتنا اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود انکساری کے ساتھ روز کی بنیاد پر جماعت کو وقت دینے والے خادم کو وہ لوگ آج بھی یاد کرتے ہیں جنہوں نے ان کے ساتھ وقت گزارا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے آپ کی 1967ء کے دَورے کے دوران اور پھر 1971ء میں ربوہ میں یادگار ملاقات ہوئی جس کی تصاویر تاریخ احمدیت جرمنی کا حصہ ہیں۔ حضورؒ بھی آپ کے ساتھ انتہائی شفقت فرماتے تھے۔ انڈین احمدی سفارت کار مکرم سیّد برکات احمد صاحب کسی کام سے بون تشریف لائے تو ڈاکٹر کیوسی صاحب سے ملنے چند گھنٹوں کے لئے بطور خاص فرانکفرٹ تشریف لائے اور دوپہر کا کھانا ڈاکٹر کیوسی کے ساتھ کھایا۔ انوری صاحب نے پوری جماعت کو کھانے پر اطلاع دی تھی لیکن ورکنگ ڈے ہونے کی وجہ سے صرف چند احمدی دوست شامل ہو سکے تھے۔

آپ کی وفات پر جماعت جرمنی نے جو قرارداد تعزیت پاس کی اور جو 26 جولائی 1973ء کے روزنامہ الفضل میں شائع ہوئی کے مطابق کیوسی صاحب مرحوم جرمن زبان میں شائع ہونے والے رسالہ Der Islam کی مجلس ادارت کے رکن ہونے کے ساتھ فنانس کمیٹی کے نائب صدر اور آڈیٹر کے طور بھی خدمت بجا لا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم بھائی کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور اَجرِ عظیم سے نوازے، آمین۔

انتظامیہ جلسہ سالانہ جرمنی 2025ء

سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ جرمنی 29 تا 31 اگست 2025ء کے لیے مندرجہ ذیل افسران کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

افسر جلسہ سالانہ:
مکرم عطاء الحلیم صاحب

افسر جلسہ گاہ:
مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب

افسر خدمت خلق:
مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

اولاف شولس آئندہ انتخابات میں چانسلر کے امیدوار

ماہ نومبر میں مخلوط حکومت کے خاتمے کے بعد اب بالآخر فروری 2025ء میں مڈٹرم انتخابات کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا ہے۔ مختلف افواہیں اس وقت دم توڑ گئیں جب حکمران سوشل ڈیموکریٹکس نے طویل مشاورت کے بعد اولاف شولس کی قیادت کو برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا اور اب اگلے سال فروری 2025ء کے انتخابات میں موجودہ چانسلر ہی پارٹی کی قیادت کریں گے۔ یہ فیصلہ اس وقت سامنے آیا جب وزیر دفاع بورس پسٹوریئس نے پارٹی قیادت کرنے سے معذرت کرتے ہوئے سینئر قیادت کو اپنے فیصلے سے مطلع کیا۔

اسرائیلی وزیر اعظم اور سابق وزیر دفاع کے وارنٹ گرفتاری

انٹرنیشنل کرمنل کورٹ (آئی سی سی) نے 21 نومبر کو اسرائیل اور حماس کے تین راہنماؤں کے وارنٹ گرفتاری جاری کئے ہیں جن میں اسرائیل کے وزیر اعظم بینامین نیتن یاہو، سابق وزیر دفاع اور حماس کے رہنما محمد ضیف شامل ہیں۔ ان تینوں راہنماؤں کو غزہ میں جنگ اور حملوں کے دوران جنگی جرائم کا مرتکب قرار دیا گیا ہے۔

ہزاروں پاکستانی بھکاریوں کے نام ای سی ایل میں

سعودی عرب میں پاکستانی بھکاریوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو روکنے کے لئے 4000 سے زائد فقیروں کے نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں شامل کر دیئے ہیں۔ یہ اِقدام پاکستان کے وزیر داخلہ نے اسلام آباد میں سعودی عرب کے نائب وزیر داخلہ سے ملاقات کے بعد اٹھایا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ سعودی عرب متعدد بار مکہ اور مدینہ میں بڑھتی ہوئی پاکستانی بھکاریوں کی تعداد پر تشویش کا اظہار کر چکا ہے۔

یورپی یونین کی نئی ایگزیکٹیو ٹیم کی تشکیل

یورپین پارلیمنٹ کے اندر بڑی اور طاقتور سیاسی جماعتوں نے باہمی مشاورت اور رضامندی سے ایک نئی ایگزیکٹیو ٹیم کی تیاری کا کام مکمل کر لیا ہے جو یورپی یونین کمیشن کی سربراہی میں ماہ دسمبر سے اپنا کام شروع کر دے گی۔ ڈوئچے ویلے کی ایک رپورٹ کے مطابق پارلیمنٹ کے طاقتور سیاسی گروپوں نے بدھ 20 نومبر کو ایک معاہدہ پر اتفاق کر لیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دائیں بازو سے تعلق رکھنے والی متنازعہ کمشنر کے دوبارہ منتخب ہونے کی راہ بھی ہموار ہوگئی ہے۔ برسلز میں سینئر قانون سازوں نے کمیشن کے ان سات اراکین کی بھی منظوری دے دی ہے جو التواء کا شکار تھی۔ نئی ایگزیکٹیو کمیٹی کی تشکیل کا کام اس وقت تعطل کا شکار ہو گیا تھا جب گزشتہ ہفتہ قانون سازوں کے مابین متعدد نامزد امیدواروں پر تنازعہ کھڑا ہو گیا تھا۔

IAEA کی ایران کے خلاف مذمتی قرارداد

اقوام متحدہ کے ذیلی ادارہ انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی نے ایران کے خلاف اس کے عدم تعاون پر ایک مذمتی قرارداد منظور کی ہے جس میں ایران کو ایجنسی کے ساتھ بہتر تعاون کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ دوسری طرف ایران نے ردعمل دیتے ہوئے مزید سینٹری فیوجز کو فعال کر دیا ہے۔ انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی (آئی اے ای اے) کے 35 ملکی بورڈ آف گورنرز میں فرانس، جرمنی، برطانیہ اور امریکہ کی جانب سے پیش کردہ قرارداد کو منظور ہونے کے بعد ایران نے مسترد کر دیا ہے۔

تارکین وطن کو قانونی حیثیت دینے کا فیصلہ

سپین کی امیگریشن وزارت نے سپین میں تین لاکھ غیر قانونی تارکین وطن کو قانونی حیثیت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ سلسلہ مئی 2025ء سے 2027ء تک جاری رہے گا۔ اس امیگریشن کی وجوہات میں سپین میں عمر رسیدہ مقامیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد، معاشی استحکام اور ملکی خوشحالی شامل ہے۔ اس سہولت سے پاکستانیوں کی ایک بڑی تعداد بھی مستفید ہو سکتی ہے اور اس وقت ایک لاکھ پچاس ہزار پاکستانی غیر قانونی طور پر سپین میں مقیم ہیں۔

ہم احمدی انصار ہیں

کارگزاری ماہ اگست 2024ء

رپورٹ: مکرم میاں عمر عزیز صاحب، ایڈیشنل قائد عمومی مجلس انصاراللہ جرمنی

مؤرخہ 3 اگست کو مجلس Riedstadt میں چیریٹی واک کا انعقاد کیا گیا۔اس واک میں شہر کے میئر Mr. Mrkus Kentschmann نے شرکت کی،اس کے علاوہ 5 جرمن مہمان اور تقریباً100 مقامی احمدی احباب اس واک میں شامل ہوئے۔ مرکز سے نمائندہ شعبہ ایثار مکرم ندیم احمد صاحب بھی اس واک میں شامل ہوئے۔ زعیم صاحب مجلس کے ساتھ مل کر 10 انصار بھائیوں نے اس موقع پر خدمت کی توفیق پائی۔

مورخہ 3 اگست کو دوسری واک مجلس Bruchsal میں منعقد کی گئی۔اس واک میں شہر کے میئر کی نمائندگی میں Mrs. Maria Wilhelm شامل ہوئیں۔اسی طرح 15 جرمن مہمان اور 95 احمدی احباب نے اس واک میں شمولیت کی۔مرکزی نمائندگی میں مکرم طارق نعیم صاحب شامل ہوئے۔ زعیم صاحب مجلس کے ساتھ مل کر 12 انصار بھائیوں نے اس موقع پر خدمت کی توفیق پائی۔

مورخہ 4 اگست کو مجلس Vechta میں چیریٹی واک کا انعقاد کیا گیا۔ اس واک میں شہر کے لارڈ میئر Mr. Kater نے بھی شرکت کی،اس کے علاوہ محترم لقمان احمد صاحب مربی سلسلہ اور 25 جرمن و 50 مقامی احمدی احباب بھی اس واک میں شامل ہوئے۔ زعیم صاحب مجلس کے ساتھ 20 سے زائد انصار بھائیوں کو اس موقع پر خدمت کی توفیق ملی۔مرکزی نمائندہ کے طور پر ناظم اعلیٰ صاحب علاقہ راجہ محمد افضل صاحب نے اس واک میں شمولیت کی۔ اس سارے پروگرام کو دیکھ کر شہر کے میئر Mr. Kater بہت متاثر ہوئے اور بہت اچھے الفاظ میں جماعت کا ذکر کیا۔

مورخہ 10 اگست کو مجلس Neuss میں بھی ایک کامیاب چیریٹی واک کا انعقاد کیا گیا، جس میں مرکزی نمائندہ کے طور مکرم ظہیر احمد صاحب، ایڈیشنل قائد ایثار نے شرکت کی اور جماعت کا تعارف اچھے الفاظ میں کروایا۔ تمام جرمن شاملین جماعت کی ان کاوشوں سے بہت متاثر ہوئے اور جماعت کو اس قسم کے انسانی ہمدردی کے پروگرام جاری رکھنے پر زور دیا۔

مورخہ 11 اگست کو مجلس Hamburg نے چیریٹی واک منعقد کی جس میں شہر کی میئر Mrs. Köpper Schmidt نے شمولیت کی۔ 30 جرمن احباب اور مقامی احمدی احباب کو ملا کر 78 افراد اس چیریٹی واک میں شامل ہوئے۔ ناظم اعلیٰ صاحب علاقہ اور زعیم صاحب مجلس کے ساتھ 18 سے زائد انصار بھائیوں کو اس موقع پر خدمت کی توفیق ملی۔ مرکزی نمائندہ رکن خصوصی کے طور پر چوہدری ظہور احمد صاحب رکنِ خصوصی اور ناظم اعلیٰ صاحب علاقہ ملک سعادت احمد صاحب نے اس واک میں شمولیت کی اور انصار بھائیوں کی حوصلہ افزائی کی۔ اس سارے پروگرام کو دیکھ کر شہری نمائندہ Mrs. Köpper Schmidt بہت متاثر ہوئیں اور بہت اچھے الفاظ میں جماعت کی مساعی کو سراہا۔

مورخہ 11 اگست کو مجلس Hannover میں منعقد کی گئی چیریٹی واک میں شہر کے میئر Mr. Sahlkamp اور 25 جرمن مہمان جبکہ 60 سے زائد احمدی احباب اس واک میں شامل ہوئے۔ مرکزی نمائندہ کے طور پر راجہ محمد افضل صاحب ناظم اعلیٰ علاقہ نے اس واک میں شمولیت کی۔ زعیم صاحب مجلس کے ساتھ 12 سے زائد انصار بھائیوں کو اس موقع پر خدمت کی توفیق ملی۔

مورخہ 31 اگست کو مجلس Delmenhorst میں چیریٹی واک منعقد کی گئی اس میں بھی شہر کے لارڈ میئر Mr. Hartmut Schierenstedt کے علاوہ 5 جرمن اور 55 احمدی احباب شامل ہوئے۔ محترم سلمان شاہ صاحب، مربی سلسلہ نے بھی اس موقع پر شرکت کی، مرکزی نمائندہ کے طور پر راجہ محمد افضل صاحب، ناظمِ اعلیٰ علاقہ تشریف لائے۔ زعیم صاحب

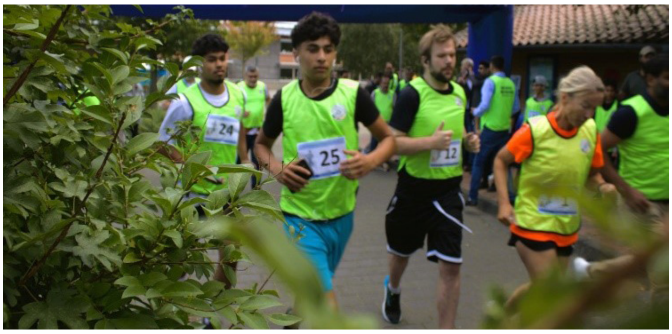

مجلس کے ساتھ 10 سے زائد انصار بھائیوں کو اس موقع پر خدمت کی توفیق ملی۔

چیریٹی واکس کے اختتام پر اختتامی تقریب منعقد کی جاتی ہے جس کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم اور اس کے جرمن ترجمہ سے ہوتا ہے اور اس کے بعد جماعت کا تعارف کروایا جاتا ہے۔ ان واکس کو عمر کے لحاظ سے مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، بچوں کے لیے علیحدہ اور اسی طرح مرد و خواتین کے لیے واک میں علیحدہ علیحدہ فاصلے مقرر کئے جاتے ہیں اور آخر میں پوزیشنز لینے والے احباب کو انعامات بھی دیئے جاتے ہیں۔

ان تمام چیریٹی واکس میں جمع ہونے والی رقوم کے امدادی چیکس مقامی سماجی تنظیموں میں تقسیم کئے گئے مقامی اخبارات اور میڈیا میں بھی ان چیریٹی واکس کی تشہیر کی گئی اور مجلس انصاراللہ جرمنی کو ایک کثیر تعداد میں جماعت کا پیغام جرمن احباب تک پہنچانے کی توفیق ملی۔

احمدیہ لنگر

مجلس انصاراللہ جرمنی کو احمدیہ لنگر اور احمدیہ موبائل لنگر کا اہتمام کرنے کی توفیق مل رہی ہے اس سلسلہ میں مورخہ 5 اگست، مورخہ 7 اگست، مورخہ 8 اگست، مورخہ 13 اگست اور مورخہ 14 اگست کو علاقہ Frankfurt کے انصار بھائیوں نے Frankfurt City شہر میں بے گھر افراد کے لیے کھانا مہیا کرنے کے پانچ پروگرام کیے اور 1030 افراد کو کھانا مہیا کیا اور ناشتے کا بندوبست بھی کیا، ان پانچوں پروگرامز کے دوران ناظم اعلیٰ صاحب علاقہ اور زعماء مجالس سمیت 35 انصار بھائیوں نے خدمت کی توفیق پائی۔ انصار بھائیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے کھانے اور ناشتے کی تیاری کے دوران محترم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی بھی کچھ وقت کے لیے تشریف لائے اور انصار بھائیوں کی کاوشوں کو سراہا۔ مورخہ 11 اگست کو مجلس München نے شہر کے ایک مصروف علاقے جس کا نام Münchener Freiheit میں احمدیہ لنگر کا بندوبست کیا۔ یہ لنگر تقریباً سارا دن جاری رہا۔ زعیم صاحب مجلس کے ساتھ مل کر 10 انصار بھائیوں نے اس موقع پر خدمت کی توفیق پائی اور 300 سے زائد بے گھر افراد کو کھانا مہیا کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بے گھر افراد کے لیے یہ پروگرام بڑی سرگرمی کے ساتھ سارا سال جاری رہتے ہیں اور مجلس انصاراللہ جرمنی کو بنی نوع انسان کی خدمت کے ساتھ ساتھ جماعت کے تعارف کا موقع بھی میسر آتا رہتا ہے۔

جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ

جماعت احمدیہ ہر سال خصوصی طور پر ماہ ربیع الاوّل کے دوران جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کرتی ہے۔ ان جلسوں کا آغاز اس وقت جماعت احمدیہ نے کیا تھا جب ایک ہندو نے آنحضور ﷺ کے بارہ میں گستاخانہ کتاب لکھی اور غازی علم الدین صاحب نے حضور ﷺ کی غیرت میں اسے قتل کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس موقع پر فرمایا تھا کہ ایسی کتابوں کا اصل جواب یہ ہے کہ ہم آنحضور ﷺ کی سیرت کو کثرت کے ساتھ بیان کریں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے لیے حضورؓ نے جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ منعقد کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ چنانچہ اس وقت سے جماعت دنیا بھر میں جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کرتی ہے۔ اس سلسلہ کی ایک کڑی جماعت احمدیہ جرمنی میں ہونے والے جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ بھی ہیں۔ امسال بھی حسب روایت جرمنی بھر میں جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کا انعقاد ہوا، ان میں سے موصولہ رپورٹس کے مطابق بعض جماعتوں میں ہونے والے جلسوں کے مختصر کوائف حسب ذیل ہیں:

نمبر شمار	جماعت	مقام	تاریخ	حاضری
1	نوئے ویڈ	مسجد بیت الرحیم	03 نومبر 2024ء	253
2	ڈیٹسن باخ	مسجد بیت الباقی	10 نومبر 2024ء	455
3	Mülheim an der Ruhr	مسجد مریم	24 نومبر 2024ء	175
4	لوکل امارت فرانکفرٹ	بیت السبوح	13 اکتوبر 2024ء	550
5	لوکل امارت ہمبرگ	بیت الرشید	03 نومبر 2024ء	1200

تبلیغی میٹنگ

مجلس انصاراللہ جرمنی کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام احمدیت کا پیغام جرمنی کے طول و عرض میں پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس سلسلہ میں مورخہ 5 اگست کو مجلس Neuwied میں خدا تعالیٰ کے فضل اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے جرمن احباب کے ساتھ خلافت کے موضوع پر ایک تبلیغی نشست کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام میں 15 جرمن اور عربی مہمانوں نے شرکت کی۔ اس پروگرام میں عربی زبان بولنے والے مکرم ظافر احمد صاحب مربی سلسلہ بھی تشریف لائے۔ مہمانوں نے اس پروگرام کو بہت پسند کیا اور تقریباً ایک گھنٹہ سے زائد تک محترم مربی صاحب سوالات کے جوابات دیتے رہے۔

تعلیمی اعزاز حاصل کرنے والے

طلبا و طالبات

مختلف تعلیمی مراحل طے کرنے والے طلبہ و طالبات کے نام جلسہ سالانہ جرمنی 2024ء کے موقع پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اختتامی خطاب اور لجنہ اماء اللہ سے خطاب سے پہلے پڑھ کر سنائے گئے۔ انہیں اسناد اور تمغے اجتماعات (خدام و لجنہ) کے موقع پر دیئے گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام طلبہ و طالبات کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے اور بیش از پیش ترقیات سے نوازے، آمین۔

Nr.	Name	Name of Father	Jamaat	Degree
1.	Aaron Schwierk	Manfred Schwierk	Gießen	Bachelor of Engineering (B. Eng.) in General Electrical Engineering
2.	Anas Ahmad	Abbas Ahmad	Trier	Master of Science (M.Sc.) in Business Informatics
3.	Arbab Ahmad	Naeem Ahmad	Leverkusen	Bachelor of Engineering (B. Eng.) in Production, Logistic and Automotive Engineering
4.	Ata Ul Munim Akhtar	Munawar Akhtar	Düsseldorf	Master of Science (M.Sc.) in Sports Physiotherapy
5.	Athar Quddus Basra	Abdul Quddus Basra	Heppenheim	Master of Science (M. Sc.) in Applied Geosciences
6.	Ausaf Ahmad	Irshad Ahmad	Baitussabuh Nord	Master of Science (M. Sc.) in Bioinformatics
7.	Basel Ahmad Khan	Muhammad Amjad Khan	Aalen	Bachelor of Arts (B. A.) in Sports Economics
8.	Basil Danish Jan	Khalid Jan	Hausen	Bachelor of Science (B. Sc.) in Economics
9.	Danyal Ahmed	Ilyas Ahmed	Mainz Nord	Master of Science (M. Sc.) in Computer Science
10.	Danyal Shakoor	Abdul Shakoor	Lampertheim	Bachelor of Engineering (B.Eng.) in Plastic Technology
11.	Dr. Amir Mirza	Ikram A. Mirza	Bruchköbel	Diploma in Medicine
12.	Dr. Kalim Ahmad Sheikh	Tariq Ahmad Sheikh	Lörrach	PhD in Chemistry
13.	Dr. med. Asim Ahmed	Mohammad Saeed Ahmed	Erzhausen	Specialist in General Medicine
14.	Dr. med. Irfan Ahmed Bhatti	Waseem Ahmed Bhatti	Grünberg	PhD in Medicine
15.	Dr. med. Malik Waleed Ahmed	Malik Ansar Ahmed	Osnabrück	Specialist in Anaesthesiology & PhD in Medicine
16.	Dr. med. Nabil Ahmad	Mian Wasim Ahmad	Griesheim	Specialist in Visceral Surgery
17.	Dr. med. Wjahat Ahmed Waraich	Altaf Hussain Waraich	Hannover	Specialist in Gynecology and obstetrics & Master of Health Business Administration (MHBA)
18.	Dr. Muneeb Ahmed	Shabbir Ahmed	Eppelheim	Diploma in Medicine
19.	Dr. Ommar Sandhu	Mumtaz Mahmood Sandhu	Ahaus Westfalen	Diploma in Medicine
20.	Dr. rer. oec. Naveed Ahmad Khan	Rana Abdul Hakeem Khan	Berlin	PhD in Economics
21.	Dr. Usman Ahmed Qammar	Irfan Ahmed Qammar	Idar-Oberstein	Diploma in Medicine
22.	Haris Ahmad	Zafarullah Ahmad	Homburg-Saar	Allgemeine Hochschulreife (A-Levels)
23.	Irfan Javid	Muhammad Javed	Bocholt	Master of Science (M. Sc.) in Automotive Software Engineering & Bachelor of Engineering (B. Eng.) in Engineering and Management
24.	Jamal Ahmed Sheikh	Khurshid Ahmed Sheikh	Düsseldorf	State Examination in Medicine
25.	Jazib Ahmed Sibia	Masood Ahmed Sibia	Wiesbaden West	Bachelor of Science (B. Sc.) in Applied Computer Science
26.	Mahir Hamad Dogar	Abdul Hanan Dogar	Frankfurt / Berg	Master of Science (M. Sc.) in Business Administration
27.	Mudabbir Ahmad Khawaja	Muzaffar Ahmad Khawaja	Bad Marienberg	Master of Science (M. Sc.) in Data Science & M. Sc. In Finance Bachelor of Arts (B. A.) in International Financial Management

Nr.	Name	Name of Father	Jamaat	Degree
28.	Mudassar Maqbool	Maqbool Ahmad	Babenhausen	Master of Engineering (M. Eng.) in Process Technology
29.	Muhammad Danial Ahmad	Mashood Ahmad	Wetter	Master of Science (M. Sc.) in Bioinformatics and Molecular Systems Biology
30.	Muneeb Ahmad	Hafeez Ahmad	Frankenberg	Master of Science (M.Sc.) in Industrial Engineering
31.	Nayyar Ahmed Sheikh	Khurshid Ahmed Sheikh	Düsseldorf	State Examination in Medicine
32.	Noweed Bhatti	Munawar Ahmed Bhatti	Freinsheim	Master of Science (M.Sc.) in Business Informatics
33.	Qasid Bhatti	Abdul Basit Bhatti	Wiesbaden-Süd	Bachelor of Arts (B. A.) in Social Sciences
34.	Rafe Tahir	Mubashir Ahmad Tahir	Eich Worms	Master of Business Administration (MBA) in Engineering and Management
35.	Sajid Basharat Ahmad	Ahmad Basharat	Bad-Marienberg	Master of Science (M.Sc.) in Business Management
36.	Raziq Ahmad Tariq	Tariq Mahmood Ahmad	Friedberg	Master of Science (M.Sc.) in Medical Informatics
37.	Rehmat Bashir Janjua	Mohammad Saleh Basharat	Düsseldorf	Master of Science (M. Sc.) in Physics
38.	Rizwan Mahmood	Irfan Ahmed Mahmood	Rüsselsheim-Süd	Master of Science (M.Sc.) in Business Informatics
39.	Rohan Khan	Mahboob Khan	Nied	Master of Arts (M. A.) in Sociology
40.	Sadeed Hameed	Khalid Hameed	Wiesbaden Ost	Bachelor of Science (B.Sc.) in Physics
41.	Saleem Maqbool	Rana Maqbool Ahmad	Harburg	Master of Education (M. Ed.) in Primary and Secondary School Teaching
42.	Sufwan Khalid	Abdul Rashid Khalid	Reutlingen	Master of Science (M.Sc.) in Public Transport and Mobility
43.	Tahir Shaikh	Ibrar Ahmed	Ludwigshafen	Bachelor of Science (B. Sc.) in Corporate and Business Informatics
44.	Taimoor Ahmed Bhatti	Muhammad Amjad Bhatti	Flörsheim	Master of Science (M.Sc.) in Business Informatics
45.	Talal Bin Khalil	Khalil-Ur-Rehman	Babenhausen	State Examination in Teaching at Secondary Schools
46.	Tousiq Ahmad	Shafiq Ahmad	Kiel	Master of Arts (M. A.) in Global Supply Chain & Operations Management
47.	Umar Khan	Mohammad Sarwar Khan	GG-Dornheim	Bachelor of Science (B. Sc.) in Business Informatics
48.	Usama Daud	Daud Ahmad Khalid	Rabwah Pakistan	M.A in Arabic
49.	Zahir Ali Anwar	Muhammad Anwar Sabir	Böblingen	Master of Engineering (M. Eng.) in Mechatronics and Robotics
50.	Zohaib Rehman	Ata ur Rehman	GG-Nasir Bagh	Allgemeine Hochschulreife (A-Levels)

طالبات

Nr.	Name	Name of Father	Jamaat	Degree
1.	Afia Rafiq	Muzafar Mahmood	Dreieich	Staatsexamen
2.	Afia Butt	Razzaq Ahmad Butt	Bruchsal-Ost	Allgemeine Hochschulreife
3.	Aina Ahmad	Farooq Ahmad Sandhu	Lampertheim	Allgemeine Hochschulreife
4.	Aisha Ahmad	Malik Saadat Ahmad	Bait ur Rasheed	Bachelor of Science (B.Sc.)
5.	Aisha Zaheer Akram	Zaheer Ul-Mulk Choudhery	Pforzheim	Bachelor of Science (B. Sc.)
6.	Ajwa Mahmood	Adil Mahmood	Hamburg Wandsbek	Bachelor of Arts (B. A.)
7.	Aliza Mustafa	Rana Ghulam Mustafa	Bremen	Bachelor of Science (B.Sc.)
8.	Amat Ullah Cheema	Azmat Ullah Cheema	Lauterborn, Offenbach	Bachelor of Science (B.Sc.)
9.	Amat-ul-Musawwir Zafar	Nasir Ahmad Bashir	Koblenz	Staatsexamen
10.	Ammara Ahmed	Masood Ahmed	Friedberg Mitte	Staatsexamen
11.	Amna Malik	Mohammed Khan Malik	Heilbronn	Bachelor of Arts (B. A.)
12.	Amrana Javid-Ahmed	Ahsan Javid	Mainz Nord	Bachelor of Arts (B. A.)
13.	Annika Waraich	Shafiq Ahmed	Hannover	Staatsexamen

14.	Arriba Simran Chowdhry	Dr. Mubarik Chowdhry	Heidelberg	Bachelor of Arts (B. A.)
15.	Aruscha Rana	Wasim Ahmad Rana	Osnabrück	Bachelor of Science (B. Sc.)
16.	Atia Qader Ghumaan	Mohammad Sadiq Ghuman (late)	Göppingen	Master of Arts (M.A.)
17.	Atika Rashid	Aamer Rashid	Köln	Allgemeine Hochschulreife
18.	Atiya Ahmed	Nadeem Ahmed	Friedberg (West)	Staatsexamen
19.	Ayesha Shahzad	Shahzad Nazir Bhatti	Bremerhaven	Allgemeine Hochschulreife
20.	Ayscha Kahloon-Jaryullah	Muhammad Umer Kahloon	Dreieich	Staatsexamen
21.	Bariah Qamar	Sadhir-Ul Qamar	Herborn	Staatsexamen
22.	Bariah Irfan	Irfan Ahmed	Bait-ul-wahid West	Master of Science (M. Sc.)
23.	Bariah Ahmad	Saghir Ahmad	Bait us Sabuh Süd	Bachelor of Arts (B.A.)
24.	Bintul Mahdi Minhas	Azhar Mahmood Minhas	Berlin	Master of Science (M. Sc.)
25.	Bushra Abbasi	Abdul Shakoor	Frankfurt am Main/ Goldstein	Bachelor of Science (B.Sc.)
26.	Dr. med. Naila Koser Shaker	Fazal Ahmad Shaker	Osnabrück	Promotion
27.	Dr. Rida Ahmad	Sheikh Mansoor Ahmad	Mörfelden	Promotion
28.	Dr. Tuba Ahmed-Butt	Imtiaz Ahmed	Çorum	Promotion
29.	Faiza Ahmad Saroa	Neuwied	Bachelor of Arts (B. A.)	Bachelor of Arts (B. A.)
30.	Faiza Aslam	Mohammad Aslam	Fulda	Bachelor of Arts (B. A.)
31.	Faiza Ahmad	Numan Ahmad	Heusenstamm	Allgemeine Hochschulreife
32.	Farkhanda Ahmed	Abdul-Shakoor Ahmed	Eich-Worms	Bachelor of Arts (B.A.)
33.	Friha Afzal	Muhammad Afzal	Friedberg Mitte	Staatsexamen
34.	Hala Sajid	Sajid Mehmood Bajwa	Münster (Hessen)	Allgemeine Hochschulreife
35.	Hania Rafi Shoaib	Rafi Ahmed	Augsburg	Master of Science (M. Sc.)
36.	Haniya Naseer	Ahmed Naseer	Bad Nauheim	Master of Science (M. Sc.)
37.	Hanna Hayee	Abdul Hayee	Hamburg, Barmbek	Allgemeine Hochschulreife
38.	Hibah Mir	Munir Uddin Qamar Mir	Fazle Omar Moschee Ost	Bachelor of Arts (B.A.)
39.	Huma Rehman	Abdul Rehman	Jesteburg	Master of Education (M. Ed.)
40.	Humda Ahmad	Muhammad Munawar Ahmad	Marburg	Master of Science (M. Sc.)
41.	Imama Ahmed	Khalid Javaid	Babenhausen	Master of Education (M. Ed.)
42.	Iram Tahir	Tahir Mahmood	Limburg	Staatsexamen
43.	Iram Bhatti	Mohammed Shahzad Sidhu	Freinsheim	Bachelor of Arts (B. A.)
44.	Iram Khalil	Muhammad Khalil	Bad Nauheim	Allgemeine Hochschulreife
45.	Isra Ahmed	Khalil Ahmed	Wiesbaden Süd	Fachhochschulreife
46.	Jasia Ahmad	Chaudhry Aftab Ahmad		O-Levels
47.	Jasmina Waqar	Waqar Ahmed Shehzad	Waiblingen	Bachelor of Arts (B.A.)
48.	Jazba Ahmad	Fiaz Ahmed	Lüneburg	Bachelor of Arts (B. A.)
49.	Kanzah Syed	Aqil Ahmad Syed	Vechta	Bachelor of Arts (B. A.)
50.	Khafia Manahil	Waseem Ahmad	Bruchköbel	Allgemeine Hochschulreife
51.	Lowat Momina Mushtaq	Shaikh Muhammad Mushtaq	Nuur Moschee	Allgemeine Hochschulreife
52.	Maha Dogar	Abdul Hanan Dogar	Frankfurter Berg	Staatsexamen
53.	Maha Khawaja	Khawaja Abdul Haleem	Neu-Isenburg	Staatsexamen
54.	Maha Nasir Malik	Nasir Ahmed Malik	Rödermark	Allgemeine Hochschulreife
55.	Mahe Noor Khawaja	Muzaffar Ahmad Khawaja	Bad Marienberg	Bachelor of Arts (B. A.)
56.	Maheen Muzaffar	Muzaffar Ahmad	Köln	Bachelor of Arts (B. A.)
57.	Maheen Ahmed	Syed Faheem Ahmed	Fuhlsbüttel	Allgemeine Hochschulreife
58.	Mahrukh Butt	Ijaz Ahmed Butt	Riedstadt/Leeheim	Allgemeine Hochschulreife
59.	Maiyra Chaudhry	Mohammad-Shahid Siddiqui	Augsburg	Bachelor of Arts (B. A.)
60.	Maliha Suddif Malik	Malik Ijaz Ahmad	Hamburg/Billstedt	Fachärztin für Psychiatrie und Psychotherapie
61.	Maria Bhatti	Aziz Ahmad Bhatti	Mainz Süd	Master of Science (M. Sc.)
62.	Maria Raja Toor	Tahir Raja	Heusenstamm	Bachelor of Arts (B. A.)
63.	Maria Gill	Munawar Ahmad Gill	Friedberg-Mitte	Bachelor of Science (B. Sc.)
64.	Marya Rauf	Nadeem Rauf	Lüneburg	Bachelor of Arts (B.A.)

65.	Maryam Ahmad	Bashir Ahmad	Frankenberg	Master of Arts (M. A.)
66.	Maya Ahmed	Waheed Ahmed Chaudhry	Berlin	Matric
67.	Mehwish Abbas	Syed M Abbas	Montabaur	Bachelor of Science (B.Sc.)
68.	Mobina Afzal Shah	Afzal Ahmed Shah	Langen	Bachelor of Arts (B. A.)
69.	Moofiza Mubarik	Ahmad Mubarik	Schwetzingen	Bachelor of Arts (B.A.)
70.	Mubarka Anees	Muhammad Anees	Olpe	Staatsexamen
71.	Nabila Rehman	Zafar Ahmad Munawar	Baitus Sabuh Nord	Bachelor of Arts (B.A.)
72.	Naela Najam	Naseer Ahmad Najam	Chicago, USA	Staatsexamen
73.	Nawal Naveed	Sumair Naveed	Bensheim	Bachelor of Arts (B. A.)
74.	Nazish Rana Ahmad	Rana Nasir Ahmad	Rodgau	Master of Science (M.Sc.)
75.	Nida Ashraf	Mohammad Ashraf	Erlangen	Master of Science (M. Sc.)
76.	Numah Anjum	Nadeem Anjum	Frankfurt/ Nied	Staatsexamen
77.	Qudsia Mehmood	Mehmood Ahmed Shahid	Betzdorf	Master of Science (M. Sc.)
78.	Qudzia Tariq Kang	Zahid Munir Aulakh	Nauheim	Master of Science (M.Sc.)
79.	Raazia Ayub Khan	Mohammad Ayub Khan	Bait-ul-Wahid West	Bachelor of Arts (B. A.)
80.	Raffia Mohiuddin	Ghulam Mohiuddin	Rodgau	Master of Arts (M.A.)
81.	Rahila Javed Shafique	Javed Akhter	Böblingen	Master of Science (M. Sc.)
82.	Rameen Rathore Rashid	Tanveer Ahmed Rathore	Herborn	Bachelor of Arts (B. A.)
83.	Ramsha Mansoor	Mansoor Ahmed	Frankfurt, Goldstein	Staatsexamen
84.	Rehana Kanwal Shad	Bashir Ahmed Shad	Radolfzell	Bachelor of Science (B. Sc.)
85.	Rida Ahmad	Sheikh Mansoor Ahmad	Mörfelden	Staatsexamen
86.	Rushda Shafique	Shafique Ahmed Gondal	Bad Homburg	Master of Science (M.Sc.)
87.	Rushma Mirza	Mohammad Arshad Mirza	Hannover	Bachelor of Arts (B.A.)
88.	Sadaf Naz Cheema	Mubashir Ahamad Cheema	Hamburg/Pinneberg	Facharzt
89.	Sadia Butt	Maqbool Ahmed Khokhar	Weingarten	Staatsexamen
90.	Safoora Saleem	Mohammad Afzal Saleem	Nidda	Staatsexamen
91.	Sahir (Seher) Naveed	Ghulam Din Naveed	Hamburg/Altona	Bachelor of Science (B.Sc.)
92.	Saima Ahmed Saroa	Wasim Ahmad Saroa	Nuur Moschee	Staatsexamen
93.	Saiqa Ud Din	Munawer Ahmad	Offenbach/ Bait ul Jame	Master of Science (M. Sc.)
94.	Saira Afzal	Muhammad Afzal	Groß-Gerau / Auf Esch	Staatsexamen
95.	Salma Sadaf Naser	Mubarik Ahmed Naser	Friedberg Mitte	Bachelor of Science (B. Sc.)
96.	Sanna Warraich	Mohammad Akmal Khan	Raunheim Nord	Staatsexamen
97.	Sarah Rauf Nawaz	Nadeem Rauf	Eidelstedt Lüneburg	Master of Education (M. Ed.)
98.	Sarra Maaham Rana	Rana, Mohammad Sarwar	Reinheim	Bachelor of Arts (B. A.)
99.	Shahida Kanwal Ahmad	Irshad Ahmad Jajja	Baitussabuh Nord/ FFM	Staatsexamen
100.	Shamaila Luqman Butt	Luqman Daud Naser	Fazle Omar Moschee Ost	Bachelor of Science (B. Sc.)
101.	Shanza Tariq	Rana Tariq Ahmed	Dreieich	Bachelor of Arts (B. A.)
102.	Shehla Ufaq Ahmad	Anees Ahmad	Flörsheim	Staatsexamen
103.	Shmaila Ahamd	Mubashar Ahmad	Montabaur	Bachelor of Arts (B.A.)
104.	Sidra Rehman	Ataur Rehman	Groß-Gerau/ Nasir Bagh	1. Staatsexamen
105.	Sidra Ahmed	Naeem Ahmed	Bruchsal-Ost	Master of Education (M. Ed.)
106.	Sidra Abbasi	Mubashar Ahmad Abbasi	Rödermark	Bachelor of Science (B. Sc.)
107.	Sofia Ahmed-Janjua	Irfan Ahmed	Dreieich	Staatsexamen
108.	Suman Shahid	Shahid Akhtar	Paderborn	Bachelor of Engineering (B. Eng.)
109.	Sumeera Khokhar	Irfan Khokhar	Schleswig	Bachelor of Arts (B.A.)
110.	Syeda Farrah Nuur Abbasi	Syed Mahmood Zaman Abbasi	Frankfurter Berg/ FFM	Master of Engineering (M. Eng.)
111.	Tamsila-Ahmad Khan	Mehmood ahmad Khan	Rüsselsheim Nord	Master of Science (M. Sc.)
112.	Urwah Syed	Aqil Ahmad Syed	Vechta	Bachelor of Arts (B. A.)
113.	Wirda Abdul Wachtberger	Wahab Abdul	Seligenstadt	Master of Science (M. Sc.)
114.	Yasmin Farwa Abbasi	Mohammad Shabir	Langen	Staatsexamen
115.	Zoha Ahmad	Muhammad Saleh Bajwa	Flörsheim am Main	Staatsexamen

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم حق نواز صاحب

خاکسار کے سسر مکرم حق نواز صاحب ابن مکرم حکیم عبدالرزاق صاحب 24 ستمبر 2024ء کو بعمر 71 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ 1989ء میں جرمنی آگئے۔ بہت ہمدرد، خوش اخلاق اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ بہت سے گھرانوں میں ایم ٹی اے کے لئے ڈش لگا کر دی۔

مرحوم موصی تھے۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم شاہد بٹ صاحب مربی سلسلہ نے مسجد مریم منہائیم میں پڑھائی جس کے بعد تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا۔ جہاں 29 ستمبر کو بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ (اطہر سہیل۔ مربی سلسلہ شعبہ جنرل سیکرٹری)

مکرمہ صفیہ خانم صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ صفیہ خانم صاحبہ بنت مکرم قادر بخش صاحب مؤرخہ 13 اگست 2024ء کو بعمر 82 سال وفات پا گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کے خاندان میں احمدیت کا آپ کے والد محترم قادر بخش صاحب کے ذریعہ آئی جنہوں نے آغاز خلافتِ ثانیہ میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی۔ آپ 2011ء میں جرمنی آئیں اور Pforzheim میں رہیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعاگو، نہایت ملنسار اور ہمدرد خاتون تھیں۔

آپ نے پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 15 اگست کو مکرم آفتاب اسلم صاحب مربی سلسلہ نے بیت الباقی Pforzheim میں پڑھائی۔ بعدازاں 16 اگست کو Pforzheim Hauptfriedhof میں تدفین عمل میں آئی۔

(مستقیم احمد۔ Pforzheim)

مکرمہ کومل سرور صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ مکرمہ کومل سرور صاحبہ بنت مکرم غلام سرور صاحب مؤرخہ 25 ستمبر کو بعمر 37 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ پیدائشی احمدی تھیں۔ بہت نیک، ہمدرد اور مالی قربانیوں میں پیش پیش رہنے والی تھیں۔

آپ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ ایک بیٹا خالد احمد یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 25 اکتوبر Friedhof Karlsruhe میں مکرم آفتاب اسلم صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور اسی روز میں تدفین عمل میں آئی۔ (وقار احمد۔ جماعت Weingarten)

محترمہ اقراء اشفاق صاحبہ

خاکسار کی بیٹی محترمہ اقراء اشفاق صاحبہ 17 جون 2024ء کو 22 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عزیزہ پیدائشی احمدی تھیں اور 2019ء میں جرمنی آئیں۔ جسمانی معذوری کے باوجود نہایت باقاعدگی سے نمازیں ادا کرتیں، تلاوت قرآن کرتیں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خطوط لکھتیں۔

عزیزہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ تین بہنیں اور دو بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 20 جون کو مکرم عبدالحنان صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور اسی روز Waldfriedhof Lemgo میں تدفین ہوئی۔ (محمد اشفاق احمد۔ Herford)

محترمہ مریم کنیز صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ مریم کنیز صاحبہ مؤرخہ 6 نومبر 2024ء کو وفات پا گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ بہت ہمدرد، ملنسار اور پابند صوم وصلوٰۃ تھیں۔ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ اپنے دو جوان بچوں کی وفات پر بے انتہا صبر کا نمونہ دکھایا۔ حلقہ Rahlstedt کی 15 سال تک صدر لجنہ رہیں۔ اسی طرح سیکرٹری اشاعت کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کے سو سال پورے ہونے کے موقع پر اس کے یکصد نسخے خرید کر زیرِ تبلیغ افراد کو تحفۃً دیں۔ جنوری 2013ء میں عمرہ کی سعادت پائی، واپسی پر مقاماتِ مقدسہ کا بے حد ایمان افروز نقشہ کھینچ کر نہایت محبت کے ساتھ بچوں کو واقعات سنائیں۔ مرحومہ 1/7 کی موصیہ تھیں علاوہ ازیں کثرت سے صدقہ وخیرات کرنے والی تھیں، کوئی تحریک ہوتی تو فوری طور پر اس میں حصّہ لیتیں۔ آپ بہت صابرہ خاتون تھیں، اپنے دو جواں سال بچوں کی وفات پر سب نے ان کے صبر کا مثالی نمونہ دیکھا۔ مرحومہ کے پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔

آپ نے 1/7 کی شرح سے وصیت بھی کی ہوئی تھی۔ آپ نے پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 13 نومبر کو بیت الرشید ہمبرگ میں مکرم شاہد محمود صاحب لوکل امیر ہمبرگ نے پڑھائی۔ بعدازاں تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا جہاں 15 نومبر کو مکرم سیّد خالد شاہ صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے مسجد مبارک میں نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین ہوئی۔ (محمد ریاض نوید۔ صدر حلقہ Rahlstedt)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

مسجد بیت الرشید ہمبرگ کی تعمیر نَو (2024ء) کے بعد پہلے جلسہ سیرت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مناظر

لوکل امیر ہمبرگ مکرم شاہد محمود صاحب صدارت کر رہے ہیں۔
مربیان سلسلہ مکرم لئیق احمد منیر صاحب (بائیں)، مکرم شکیل عمر صاحب، (دائیں) اور
مکرم شارب احمد صاحب (انتہائی دائیں) بیٹھے ہیں

جلسہ کے اختتام پر شاملین جلسہ سیرت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دعا کرتے ہوئے

انٹرنیشنل ائیرپورٹ فرانکفرٹ پر جماعت احمدیہ جرمنی کی طرف سے امن عالم کے لیے دعا کی گئی اور لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہ کیا گیا۔ (مؤرخہ 5 نومبر 2024ء)

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 25 | ISSUE 12 | DECEMBER 2024

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de